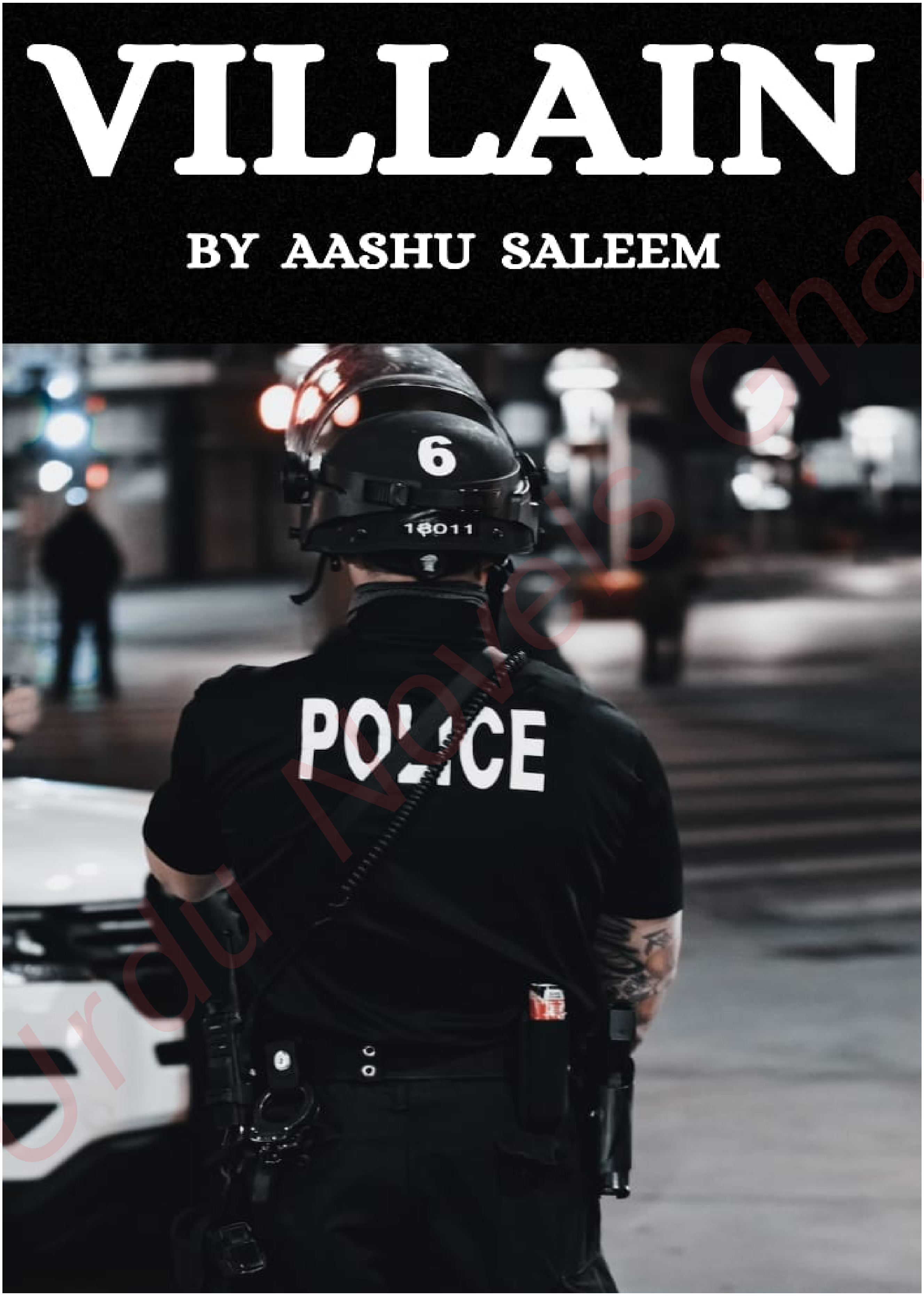

Urdu Novels Ghar

ولن

از

آشو سلیم

"تجھے ناز ہے حسین ہے، تیرے گلستان کو زوال کیا۔ مجھے فخر ہے عشق ہوں، جو جال نادوں تو کمال کیا"۔

وہ پسینے میں شرابور پش اپس کرنے میں مگن تھا۔ گرین آنکھیں گھنی پلکوں کی بار کے پیچھے بند تھیں۔ ہونٹوں سے تھوڑا اوپر موجود تل پسینے میں پورا بھیگا ہوا تھا۔ گردن تک آتے ہلکے گھنگریالے کالے سیاہ بال اس وقت پونی میں بند تھے۔

جب اسکی پش اپس کی تعداد پوری ہو گئی تو اسنے پہلے اپنی گرین آنکھیں کھولیں۔ پھر جھٹکے سے کھڑا ہوا۔

کالے رنگ کا ٹاول اٹھا کر اسنے پہلے اپنا چہرہ صاف کیا اور پھر گردن اسکے بعد اس نے اس ٹاول کو دور اچھال دیا جو بینچ پریس مشین پر جا کے گرا۔ پھر برابر میں رکھی ٹرالی سے جوس کا گلاس اٹھا کر اپنے سرخ لبوں سے لگایا۔

اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ آج اسنے پھر اپنے ہی کل بنائے گئے پش اپس کے ریکارڈ کو توڑا تھا۔ وہ خود سے بھی جیت گیا تھا۔ وہ جیت جاتا تھا۔ ہارنا تو جیسے اسکے مقدر میں تھا ہی نہیں۔ وہ ہمیشہ ہی جیت جاتا تھا ہر کسی سے، ہر معاملے میں۔ چاہیے وہ جیت چھوٹی ہو یا بڑی۔ جیتنا تو اسکے مقدر میں ہی لکھا تھا۔

یہ تھا "معاویہ عالم "۔۔ بارث عالم کا سب سے پہلا اور اللّٰہ لہ ولی عہد۔ ایکدم پرفیکٹ۔ ہر معاملے میں پرفیکٹ! خوبصورتی، اسٹیٹس، دولت، شہرت، عہدے، اور پیار ان سب میں پرفیکٹ تھا وہ۔ معاویہ عالم کو کبھی کچھ بھی مانگنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔

اسے ہمیشہ ہر چیز وقت سے پہلے ملی تھی۔

اور شاید اسی چیز نے اسے اتنا مغرور اور خود پسند بنا دیا تھا۔ "معاویہ عالم " کے بعد عالم بارث کا ایک اور بیٹا تھا۔ "کیف عالم "جو ابھی ابر وڈ کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

ایور گرین اکیڈمی کی سیکنڈ فلور پر بنی نویں کالس میں وہ اسٹوڈنٹس کو کیمسٹری کا پریکٹیکل سمجھانے میں بے حد مصروف تھی۔ بار بار گالوں کو چھوتی لٹ کو کانوں کے پیچھے کرتی وہ اچھی خاصی الجھن کا شکار تھی۔ اب اسے اپنے فیصلے پر پشتاوا ہو رہا تھا کہ کاش اسنے التان کی بات مان کر بالوں کی اسٹیپ کٹنگ نا کروائی ہوتی تو ابھی اس الجھن کا شکار نہیں ہو رہی ہوتی جو بار بار چہرے پر آتی لٹوں کو پیچھے کرنے کے چکر میں وہ ہو رہی تھی۔

۔"مس ہزل یہ پریکٹیکل کب تک سبمٹ کروانی ہے؟"

کرن اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی دھیرے سے چلتی اپنی ٹیچر کے پاس آئی۔

۔"آپ سب کے پاس صرف تھری ڈیز ہیں۔ منڈے کو سب اپنے

پریکٹیکل جنرل سبمٹ کروائیں گے"۔

ہزل نے اپنی شہد رنگ آنکھیں اٹھا کر پہلے کرن کو دیکھا پھر پوری کالس کو مخاطب کر کے کہا۔

۔"اوکے مس"۔

سب بچے ایک زبان ہو کر بولے۔

بیل کی آواز پر ہزل نے اپنی کتابیں سمیٹی،بیگ کاندھے پر ڈاال۔ایک ہاتھ سے ڈوبٹہ سر پر اوڑھا۔اور دوسرے ہاتھ سے کتابیں پکڑیں۔پھر اپنی شہد رنگ آنکھوں سے پوری کالس پر ایک نظر

ڈالی اور کالس روم کی جانب بڑھ گئی۔یہ تھی "ہزل ہالت"۔۔ہالت صاحب کی سب سے چھوٹی اور

زہین بیٹی۔دو بیٹوں کے بعد پیدا ہونے والی ہزل،ہالت صاحب کی الڈلی بیٹی تھی۔انکا تعلق ایک نارمل گھرانے سے تھا۔

ہالت صاحب کے دو بڑے بیٹے تھے۔۔"آریان ہالت"اور"حازم ہالت"۔

اسکے بعد انکی چھوٹی اور الڈلی بیٹی۔"ہزل ہالت" تھی۔ہزل گریجویشن کے بعد ایور گرین اکیڈمی میں کیمسٹری کا

سبجیکٹ پڑھاتی تھی۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

۔"آج کل کافی دیر سے نہیں آرہی تم گھر؟"۔

ہزل جب گھر میں داخل ہوئی تو کل کی طرح بہت لیٹ ہو چکی تھی۔عالیہ بیگم سے آج پھر ہزل کو دیر سے واپس آتے

دیکھا تو انہوں نے ہزل سے پوچھ لیا۔"آج کل اسکول میں "کمیونیٹی ہیروز اپریسیئشن ڈے"

"Community heroes Appreciation day"

کی تقریب کے لیے انتیظامات اور ڈیکوریشن ہو رہی ہے اسی وجہ سے میں روزانہ دیر سے آرہی ہوں"۔

ہزل نے پانی کا گالس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے جواب دیا۔"اور کب ہے یہ پروگرام؟"۔

"اس سٹڑڈے کو" ہے۔

"اچھا، چلو سہی ہے تم فریش ہو جائو پھر ہمیں جمیل بھائی کے گھر بھی جانا ہے"۔

"تایا ابو کے گھر کیوں جانا ہے؟"۔

ہزل نے ڈھرکتے دل کے ساتھ حیرت سے پوچھا۔

"بتایا تو تھا التان کل رات واپس آگیا ہے۔اسی سے ملنے جانا ہے"۔

"اوہ اچھا!!ہاں میں تو بلکل بھول ہی گئی تھی"۔

ہزل نے اپنی مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے کہا۔پر اسکے لہجے سے

اسکے اندر کا حال پتا چل رہا تھا۔

۔"کیا واقع بھول گئی تھیں؟"۔

عالیہ بیگم نے ہزل کی چمکتی آنکھوں کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

۔"ہاں میں سچ میں بھول گئی تھی۔اور میں فریش ہونے جا رہی ہوں ورنہ دیر ہو جائے گی ہمیں"۔

ہزل نے جلدی سے پانی کا گلاس ختم کیا اور فوراً اٹھ کر اندر کمرے میں چلے گئی۔

عالیہ بیگم نے یوں اسکے بھاگنے والے انداز پر مسکراہ کر اسے دیکھا۔

۔"التان جمیل"۔ہزل ہالت کے تایا کا بیٹا تھا۔جو اپنے آفس کے کام کے سلسلے میں چھ مہینے کے لیے دبئی گیا ہوا تھا۔ہزل کے

تایا کا گھر انکے پڑوس میں ہی تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

عالم پویلین کے اوپر والے منزل پر بنا ایک کمرا معطر خوشبو سے پھیال ہوا تھا۔ جو معاویہ عالم کے اپنے اوپر بے تحاشہ

پرفیوم کرنے کی وجہ سے تھا۔ معاویہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے اوپر پرفیوم چھڑک رہا تھا۔ گرین آنکھیں سامنے شیشے

میں نظر آتے اپنے عکس پر ٹکی ہوئی تھیں۔ گردن تک آتے کالے

بال اب پونی میں بند نہیں تھے۔ بلکے کھلے ہونے کی وجہ سے اسکی پوری گردن کو ڈھکے ہوئے تھے۔ الٹے ہاتھ میں گھڑی

پہننے کے بعد اب وہ ڈریسنگ سے اپنے نام کا بیج اٹھا کر اپنے

یونیفارم پر لگا رہا تھا۔ پوری طرح تیار ہونے کے بعد اسنے ایک تنقیدی نگاہ اپنے اوپر ڈالی اور پھر پرفیوم کی شیشی اٹھا کر

ایک بار پھر اپنے اوپر اسپرے کیا۔ اپنی تیاری سے مطمئن ہوتے اسنے مسکراہ کر شیشے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھا۔

مسکرانے سے اسکے ہونٹوں کے اوپر موجود موٹا تل مزید نمایاں ہو گیا تھا۔

"گڈ مورننگ ڈیڈ، گڈ مارننگ موم"۔

ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے معاویہ نے پہلے سے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے بارث عالم اور اپنی ماں مہروسہ کو مسکراتے ہوئے گڈ

مارننگ وش کیا۔ اسے کے آنے سے پورے ماحول میں اسکے پرفیوم کی معطر خوشبو ہر جگہ پھیل گئی تھی۔

"مارننگ بیٹا"۔

مہروسہ نے معاویہ کو جواب دیتے سالئس اٹھا کر معاویہ کے قریب رکھا۔

"تم کیف کو لینے ایئرپورٹ نہیں جاؤ گے؟"۔ بارث عالم نے معاویہ کو پولس یونیفارم میں تیار دیکھ کر

پوچھا۔

”میں پولس اسٹیشن سے ہی چلے جائوں گا ڈیڈ،شام سات بجے تک پہنچ جائے گا وہ“۔

معاویہ نے سالئس پر بٹر لگاتے ہوئے بارث صاحب کو جواب دیا۔

”دھیان رکھنا کہیں لیٹ نا ہو جائو۔اور سیکیورٹی کے بغیر نہیں جانا“۔

”ڈونٹ وری ڈیڈ،میں ٹائم پر پہنچ جائوں گا۔اور گارڈز بھی ساتھ ہی ہونگے۔لیکن کیا آپ کو نہیں پتا کیف کتنا چڑتا ہے ان سب پروٹوکول سے“۔

معاویہ نے بارث کی بات پر سالئس پر بٹر لگاتے ہاتھ روک کر بارث کو دیکھا پھر مسکراتے ہوئے مطمئن کرنے والے انداز میں جواب دیا۔

”یہ سب تمھاری اور کیف کی سیکیورٹی کے لیے ضروری ہے؟“۔

معاویہ نے بارث کی بات سمجھتے اثبات میں سر ہالیا۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

وہ ہینڈ کیری کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا ادھر ادھر نظریں دوڑاتا آگے بڑھ رہا تھا۔معاویہ عالم کو تلاشنے میں اسے زیادہ دیر نہیں لگی اسے سامنے ہی گارڈز کے ساتھ معاویہ عالم اپنی شانو شوکت کے ساتھ پولس یونیفارم میں سن گلاسز لگائے کھڑا تھا۔کیف پر نظر پڑتے ہی اسنے کیف کو ویلکم والی مسکراہٹ پاس کی اور کیف کی جانب آگے بڑھا۔کیف بھی معاویہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے معاویہ سے گلے ملنے کے لیے آگے بڑھا۔

”آر یو بالئنڈ؟دیکھ کر نہیں چل رہے کیا تم؟“۔

کیف آگے بڑھ رہا تھا کہ سامنے سے آتے حازم سے بہت بری طرح ٹکرایا۔اور حازم کے ہاتھ میں موجود کافی نے کیف کی وائٹ شرٹ کو بری طرح خراب کر دیا۔”آئی ایم سو سوری میں تھوڑا جلدی میں تھا“۔

حازم نے پیچھے ہو کر فوراً معذرت کی ۔ ”جلدی میں تھے تو، کیا اندھے بن کر چل رہے تھے۔۔۔۔۔۔

ابھی کیف حازم پر برس رہا تھا کہ التان اور معاویہ بھی ان کے قریب آ گئے۔

”سوری برو حازم غلطی سے تم سے ٹکرا گیا“۔ التان نے بیچھ میں بول کر صالح کروانی چاہی۔

”اٹس او کے“۔

التان کی بات کا جواب کیف کے بجائے معاویہ نے دیا۔اور پھر کیف کے کاندھے پر اپنا بازو پھیلا کر اسے لے کر آگے بڑھ گیا۔ گارڈز کیف کا سامان لے کر ان کے پیچھے آ رہے تھے۔

”چلو حازم باہر بابا، چچا اور آریان بھائی گاڑی میں ویٹ کر رہے ہیں ہمارا“۔

التان نے حازم کو دیکھ کر کہا۔

”التان بھائی کتنا بدتمیز تھا یہ لڑکا“۔

حازم نے کیف کی پشت کو گھورتے ہوئے کہا۔

”چھوڑو ہمیں کیا“۔

التان حازم کو بولتا اسے لے کر باہر کی جانب بڑھا۔اس بات سے دونوں بے خبر تھے کہ معاویہ نے ان کی بات سن لی ہے اور انہیں پیچھے مڑ کر دیکھا بھی تھا

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

”اسلام علیکم بھابھی۔کیسی ہیں آپ؟“۔

عالیہ بیگم نے مہمودا بیگم سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

"میں تو بلکل ٹھیک ہوں لیکن تمھارے بھائی تم سے اور ہالت سے بہت ناراض ہیں"۔

مہمودا بیگم نے عالیہ بیگم سے ملنے کے بعد ہزل کو ساتھ لگا کر پیار کیا پھر انہیں لے کر اندر کمرے میں بڑھی۔

"کیوں جمیل بھائی کیوں ناراض ہیں ہم سے؟"۔

"ایک ہی گلی میں رہتے ہوئے جب مہینوں ملنے نہیں آئوگے تم دونوں تو ناراض نہیں ہونگے کیا؟۔ ہزل بچی تو پھر بھی ملنے آجاتی ہے لیکن تم دونوں تو بلکل بھی ادھر کا راستہ نہیں دیکھتے"۔

"آپ کا شکوہ اپنی جگہ بلکل درست ہے بھابھی۔ لیکن یقین مانے بلکل بھی ٹائم نہیں مل پاتا گھر سے نکلنے گا"۔

"اسالم علیکم چچی۔ کیسی ہیں آپ؟"۔

ابھی عالیہ بیگم کی بات پر مہمودا بیگم کچھ کہتی کہ التان نے ڈرائنگ روم میں آکر سالم کیا۔ وہ ڈور بیل کی آواز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ کون آیا ہے۔ اس لیے تیار ہو کر فوراً ڈرائنگ روم میں آیا۔

۔"وعلیکم السالم التان کیسے ہو بیٹا"۔

عالیہ بیگم نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر التان کو پیار کیا۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں چچی۔ آپ سنائیں کیسی ہیں آپ، چچا کیسے ہیں؟

آریان بھائی اور حازم ٹھیک ہے؟"۔

التان نے ایک نظر ہزل کو دیکھ کر پوچھا۔ "ہم سب بلکل ٹھیک ہیں۔ پر تم مجھے بہت کمزور لگ رہے ہو

التان ان چھ مہینوں میں اپنا بلکل بھی خیال نہیں رکھا تم نے؟"۔

"عالیہ میں بھی التان سے یہ ہی کہہ رہی تھی اسنے بلکل بھی اپنا خیال نہیں رکھا۔ پتا نہیں وہاں پر کیا کرتا رہا ہے۔ دیکھو

Urdu Novels Ghar

کتنا کمزور ہو کر واپس آیا ہے"۔

عالیہ بیگم کے جواب میں التان کچھ کہتا کہ مہمودا بیگم فورًا سے بیچ میں بول کر عالیہ بیگم کی بات کا ساتھ دیا۔

"نہیں چچی میں تو بلکل ویسا ہی ہوں جیسے یہاں سے گیا تھا۔ مما کو تو ہمیشہ ہی میری صحت پر وہم رہتا ہے۔ آپ یہ سب چھوڑیں یہ بتائیں آپ مجھ سے ملنے کل رات کو کیوں نہیں آئیں۔ میں نے آپکا کل کتنا انتیظار کیا تھا"۔

التان نے یہ شکوہ ہزل کو دیکھ کر کیا تھا۔ جو خود کو اگنور کیئے جانے پر منہ پھوال کر ناراض سی بیٹھی تھی۔ ایک تو

التان نے سب کی خیریت پوچھی پر اسکی نہیں پوچھی۔ کل ہالت صاحب، آریان اور حازم کل التان سے مل لیئے تھے کیونکہ وہ تینوں جمیل صاحب کے ساتھ التان کو لینے ایئرپورٹ گئے تھے لیکن عالیہ بیگم اور ہزل اسکی تھکن کے خیال سے اس سے ملنے رات کو نہیں آئے تھے۔ اور التان نے صرف عالیہ بیگم کو دیکھ کر کہا کہ وہ انہیں کل یاد کر رہا تھا تو کیا ہزل کو یاد نہیں کیا تھا اس نے۔ اوپر سے اسنے ابھی تک ہزل پر صرف ایک دو دفعہ ہی نظر ڈالی تھی باقی اسے اگنور کر رہا تھا۔

"ہم تو کل رات کو تم سے ملنے آنا چاہ رہے تھے لیکن پھر ہم نے سوچا کہ تم تھکے ہوئے آئے ہو تو اس لیے کل ملنے نہیں آئے"۔

التان اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ کل کس نے آنے سے منع کیا تھا۔۔

"دنانیر کہاں ہے؟"۔

اب انہوں نے التان سے اسکی بہن کا پوچھا۔۔

"سو رہی ہے۔ دنانیر کو ابھی آپ کے آنے کا پتا نہیں چال نا اس لیے ابھی تک سو ہی رہی ہے"۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

کیف جب معاویہ کے ساتھ گھر میں داخل ہوا تو اسکا استقبال ویسے ہی ہوا جیسے ہونا چاہیے تھا۔ وہ چار سال بعد اپنی پڑھائی کمپلیٹ کر کے لوٹا تھا۔ اور وہ ویسے بھی مہروسہ بیگم کا الڈال تھا تو سب اسکے گھر آنے خوش بھی بہت تھے۔

"میں نے آپ سب کو بہت مس کیا، خاص کر بھائی آپ کو"۔

اس وقت سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔ جب کیف نے بنا کسی کو مخاطب کر کے کہا۔ جب کیف ابروڈ میں تھا تو ہر سال مہروسہ بیگم اور بارث صاحب اس سے ملنے جاتے تھے۔ لیکن ان چار سالوں میں معاویہ کیف سے ملنے نہیں جا سکا تھا۔۔

"ہم سب نے بھی تمھیں بہت مس کیا"۔

کیف کی بات پر معاویہ نے مسکرا کر اس سے کہا اور اسکا کندھا تھپتھپایا۔۔

"اب کچھ دن ریسٹ کر کے میرا آفس جوائن کرو۔ فضول ایکٹیویٹیس میں نہیں پڑ جانا اور کچھ دن کا مطلب کچھ دن ہی ہوتا ہے"۔

بارث صاحب نے کیف سے کہا۔ معاویہ نے اپنی مرضی سے پولیس فورس جوائن کر لی تھی لیکن جب اسے ٹائم ملتا تو وہ بارث صاحب کے آفس میں بھی مدد کرتا۔ لیکن آج کل معاویہ کو ٹائم بلکل بھی نہیں مل پا رہا تھا۔ اسی لیے بارث صاحب چاہتے تھے کہ کیف جلدی سے آفس جوائن کرے تاکہ انکی کام میں ہلپ ہو سکے۔۔

"جی ڈیڈ"۔۔

"ہمیں گھر میں ایک فنکشن رکھنا چاہیے۔ کیف کے واپس آنے کی خوشی میں تاکہ سب مل بھی لیں کیف سے"۔

مہروسہ بیگم نے بھی بات میں حصہ لیا۔۔

”بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ موم۔ ہمیں گھر میں کیف کے لیے ایک فنکشن رکھنا چاہیے“۔

معاویہ نے جنجر رائس اپنی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے کہا۔۔

”ٹھیک ہے پھر اس ویک اینڈ ہم گھر پر فنکشن رکھ لیتے ہیں“۔

ΔΔΔΔΔΔ

۔”میرے دیئے ہوئے گفٹ کو کھول کر کیوں نہیں دیکھے تم نے؟“۔

ہزل اور اس وقت التان کے گھر کے چھوٹے سے الن میں واک کر رہی تھی۔ جب التان الن میں اس کے پیچھے آتے ہوئے بوال۔۔

”گھر پر جا کر دیکھ لونگی“۔

ہزل نے پیچھے مڑ کر اسے جواب دیا پھر دوبارہ سے چہل قدمی کرنے لگی۔۔

”میرے سامنے کیوں نہیں کھولے؟“۔

اب التان بھی اسکے برابر میں چل رہا تھا۔

۔”دل نہیں چاہ رہا تھا۔ ابھی دیکھنے کا“۔۔

”ناراض ہو؟“۔۔

”نہیں میں بھال تم سے کیوں ناراض ہونگی؟“۔

ہزل نے التان کو دیکھ کر الٹا اس سے سوال کیا۔۔

Urdu Novels Ghar

”اچھا یہ بتائو کل کیوں ملنے نہیں آئی مجھ سے ؟“۔۔

”مما نے بتایا تو تھا آپ کی تھکن کے خیال سے نہیں آئے تھے کل ملنے“۔

ہزل نے ایک ناراض نظر التان پر ڈال کر جواب دیا۔۔

”آپ؟“۔

التان نے مسکراہٹ چھپا کر حیرت سے پوچھا۔ہزل التان کو کبھی بھی آپ کہہ کر مخاطب نہیں کرتی تھی۔اب تو اسے پکا یقین ہو چکا تھا کہ وہ کچھ زیادہ ہی ناراض ہے۔

ہزل نے ایک بار پھر اپنی شہد رنگ آنکھیں اٹھا کر التان کو ناراضگی سے دیکھا پر کہا کچھ نہیں۔

”اچھا اب بتاؤ یہ منہ کیوں اتنا پھولا یا ہوا ہے؟“۔

”آپ نے میری خیریت کیوں نہیں پوچھی اور مجھے اگنور بھی کیا“۔

ہزل کے شکوے پر التان بے اختیار مسکرایا۔

”تمھاری خیریت اس لیے نہیں پوچھی کیونکہ وہ میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔اور رہی بات اگنور کرنے کی تو

جو تم نے مجھے ان چھ مہینوں میں کیا ہے اسکا کیا“۔

”ہاں تو تم مجھ سے ملے بغیر ہی دبئی چلے گئے تھے اب اگنور

بھی نہیں کرتی میں“۔

”ٹھیک ہے میں تم سے ملے بغیر چلے گیا تو اسکے بدلے تم نے مجھے اگنور کر کے اپنا بدلہ پورا کر لیا اب بات ختم“۔

التان نے ہزل کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"کیسے بات ختم؟ ابھی جو اندر تم نے مجھے اگنور کیا وہ ایکسٹرا تھا۔ تمھیں مجھے اگنور نہیں کرنا چاہیئے تھے"۔

ہزل نے غصے میں اس کی گرفت میں سے اپنے ہاتھ نکالے۔

"اندر میں تمھیں اگنور تو بلکل بھی نہیں کر رہا تھا۔ تمھاری

ایک ایک حرکت پر نظر تھی میری۔ لیکن اگر تمھیں پھر بھی لگتا ہے کہ میں نے تمھیں اگنور کیا ہے تو اس کے لیے میں

سوری کرتا ہوں۔ آئی ایم ریلیئ سوری ہزل ہالت"۔

التان نے دوبارہ اسکے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں اب ٹھیک ہے۔ جب تمھاری غلطی ہوا کرے تو فوراً سوری کر لیا کرو"۔

ہزل نے نخریلے لہجے میں کہا۔۔

"جیسا آپکا حکم میڈم"۔

التان نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز پر ہزل مسکراہ دی۔ ہزل کو مسکراتے دیکھ کر التان بھی مسکرایا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

"مما آج میں لیٹ واپس آئوں گی۔ میں نے آپ کو بتایا تھا نا کہ آج فنکشن ہے اسکول میں"۔

ہزل نے پراٹھے کا آخری نوالہ لیتے ہوئے کہا۔ اب وہ جلدی جلدی

اپنی چائے ختم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"لنچ بھی کیا اسکول میں ہی کرو گی؟"۔۔

"جی آج لنچ کا ارینجمنٹ بھی اسکول مینجمنٹ نے کیا ہے"۔

ہزل نے کہا اور اپنا شیفون کا ڈوپٹہ سر پر اچھی طرح اوڑھتے ہوئے باہر نکلی۔ کیونکہ باہر کھڑی وین مسلسل ہارن بجا کر ہزل کو گھر سے نکلنے کا کہہ رہی تھی۔

وہ جب وین میں بیٹھی تو اسکی ساتھی ٹیچر مس امن پہلے سے ہی وین میں موجود تھیں۔۔

"اسالم علیکم مس ہزل"۔

امن نے ہزل کی تیاری کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"وعلیکم السالم مس امن"۔

ہزل جو اپنا شیفون کا ڈوپٹہ سنمبھالنے میں مصروف تھی

اسنے امن کی آواز پر چونک کر برابر میں دیکھا اور پھر امن کو دیکھ کر اسے سالم کا جواب دیا۔۔

"اتنی خاص تیاری؟ کوئی خاص وجہ ہے کیا؟

امن نے ہزل کی کاجل سے بھری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

پوچھا۔

"نہیں کوئی خاص تیاری تو نہیں ہے یہ۔ بس فنکشن کی وجہ سے تیار ہوئی ہوں"۔

ہزل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"خیر اچھی لگ رہی ہوں"۔

"تھینکس مس امن"۔

ہزل نے کہا۔

”مینشن نوٹ“۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

”مس جویریہ زرا آپ لسٹ میں دیکھ کر بتائیں کہ سارے گیسٹ آ گئے ہیں نا؟“۔

”اممم۔۔۔۔۔۔نہیں ابھی ایک گیسٹ رہتے ہیں“۔

ہزل کے پوچھنے پر مس جویریہ نے لسٹ میں گیسٹ کے نام دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

”آدھا گھنٹا رہ گیا ہے فنکشن اینڈ ہونے میں اور وہ گیسٹ ابھی تک نہیں آئے۔زرا دیکھ کر بتائیں کون ہیں یہ صاحب؟“۔

ہزل حیرت کے ساتھ غصہ بھی ہوئی۔

”ایس-پی معاویہ عالم ہیں۔سنا ہے بہت ہینڈسم اور اچھے پولس آفسر والے ہیں“۔

جواب جویریہ کے بجائے مس امن کی طرف سے آیا۔

”جو شخص وقت کا پابند نہیں ہو سکتا وہ کسی اچھے عہدے

پر فائز کیسے ہو سکتا ہے؟“۔

ابھی ہزل کی بات پر مس جویریہ یا مس امن میں سے کوئی جواب دیتا کہ معاویہ عالم کو گارڈز کے ساتھ گرائونڈ میں

داخل ہوتے دیکھ کر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

وہ اپنی گاڑی سے اتر کر دو گارڈز کے ساتھ پولس یونیفارم میں اپنی گرین آنکھوں کو سن گلاسز سے چھپائے لمبے لمبے قدم

چلتا پرنسپل کی جانب بڑھ رہا تھا۔

پولس کی وردی میں تمغوں اور بیجوں سے مزین (جو ڈیوٹی کے سلسلے میں اسکو ملی کامیابیوں کو نمایاں کر رہی تھی)وہ

Urdu Novels Ghar

اپنی شاندار پر سنیلٹی کے ساتھ اسٹیج پر چڑھا۔اسٹوڈنٹس اور ٹیچرز اسے حیرت اور اشتیاق سے دیکھ رہے تھے۔

معاویہ کے اسٹیج پر پہنچتے ہی اسکول کی پرنسپل نے اسکا پر تپاک استقبال کیا۔

"ویسے ایس پی معاویہ عالم بلکل ہالیوڈ کی کسی فلم کے ہیرو کی طرح نہیں دکھتا؟"۔

مس جویریہ نے بہت حسرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پولس یونیفارم میں تو اور بھی زبردست لگ رہے ہیں"۔

مس امن کا جوش بھی ویسا ہی تھا۔

اب پرنسپل معاویہ عالم کا تعارف کروا رہی تھیں۔

"ڈیئر اسٹوڈنٹس اینڈ پیرنٹس آج ہمارے ساتھ موجود ہیں

ایک بہت قابل تعریف شخصیت ایس-پی معاویہ عالم۔یہ ہمارے آج کے بہت خاص گیسٹ میں سے ہیں۔انہوں نے ہمارے اس ایونٹ میں آکر ہمیں بہت عزت بخشی"۔

پرنسپل نے معاویہ عالم کی چاپلوسی کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔کم از کم ہزل کو تو ایسا ہی لگ رہا تھا۔

"شکریہ پرنسپل صاحبہ، آپ سب کا بھی بہت شکریہ"۔

معاویہ نے مائیک ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

وہ پرجوش طلباء، اساتذہ اور والدین کے سامنے اسٹیج پر کھڑا اپنی اسپیچ شروع کر رہا تھا۔

"اسالم علیکم ڈیئر اسٹوڈنٹس، میرا نام معاویہ عالم ہے۔اور آپ سب مجھے ایس پی معاویہ عالم کے نام سے جانتے ہیں"۔

"ایورگرین اکیڈمی کی پرنسپل نے مجھے اس فنکشن میں یہ کہہ کر انوائیٹ کیا کہ اس اکیڈمی کے بہت سے اسٹوڈنٹس

مجھ سے انسپائر ہو کر پولس فورس جوائن کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں آپ سب سے مل کر اپنی پولس فورس جرنی شیئر کروں۔

اور یہ سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اسی لیے میں اپنی ٹف روٹین سے ٹائم نکال کر آپ سب سے ملنے یہاں آیا ہوں"۔

اور یہ سن کر ہزل کا خون خشک ہو گیا۔ کتنا ایٹیٹیوڈ اور شو اوف کر رہا تھا یہ شخص۔

"میں آج آپ کے ساتھ ایک اسٹوری شیئر کرونگا"۔

وہ یہ کہہ کر سامعین کے پرجوش چہروں کو دیکھنے کے لیے

ایک لمحے کے لیے رکا۔

"میں جب چھوٹا تھا تو ایک پولس آفسر بننا میرا خواب تھا۔

حالانکہ میرے فادر اس بات کے لیے بلکل بھی ایگری نہیں تھے۔

وہ چاہتے تھے کہ میں بڑے ہو کر انکا بزنس جوائن کروں۔ لیکن پولس آفسر بننا میرا جنون تھا، میرا گول تھا۔ جو میں نے بہت مخالفت کے بعد بھی اچیو کیا۔ اور دیکھیں میرا خواب پورا ہو گیا۔ میں بچپن میں پولس آفسر اس لیے بننا چاہتا تھا کیونکہ

مجھے پولس یونیفارم پہننا تھا۔ یہ بیج لگانا تھا"۔

معاویہ نے اپنی وردی پر لگے پولس بیج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن بڑے ہو کر مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ یہ صرف ایک

بیج، یا صرف ایک یونیفارم نہیں ہے۔ بلکہ ایک ذمہ داری ہے۔ آپ

سب کی حفاظت کی ذمہ داری، اپنے قوم اور اپنے شہر کی

Urdu Novels Ghar

حفاظت کی ذمہداری"۔

معاویہ نے یہ کہہ کر ایک لمبا پوز لیا۔اور پھر پورے گراؤنڈ میں نظر دوڑاتے ہوئے دوبارہ بولنا شروع کیا۔

"مجھے بچپن میں ایسا لگتا تھا کہ پولس آفسر بن کر آپ ایک ہیرو بن جاتے ہیں۔لیکن مجھے یہ بات بڑے ہو کر سمجھ آئی کہ

ہیرو بننے کے لیے کسی اسپیشل یونیفارم یا کسی بیج کی ضرورت نہیں ہوتی۔ہمیں ہیرو بننے کے لیے بس ایماندار ہونا

پڑتا ہے،دوسروں کا خیال کرنا پڑتا ہے،انکی مدد کرنی پڑتی ہے۔

اور ہیرو ہم سب کے اندر موجود ہوتا ہے۔آپ سب میں ایک ہیرو چھپا ہے۔اگر آپ محنت کریں،ایمانداری سے کام

کریں،اور

دوسروں کے لیے اچھا کریں۔تو آپ بھی اپنے محلے،اپنے شہر، اور اپنے ملک کے لیے ہیرو بن سکتے ہیں۔ہیرو پیدا نہیں

ہوتا

ہمیں ہمارے کام ہیرو بناتے ہیں"۔ اسٹوڈنٹس کے کلیپنگ کرنے کی وجہ سے معاویہ تھوڑی دیر کے

لیے رکا۔

"آپ پولس آفسر بننا چاہتے ہیں،یا ڈاکٹر یا انجینئر یا آپ کوئی بھی پروفیشن چوس کرتے ہیں۔آپ وہ جب تک نہیں بن

سکتے

جب تک آپ کے اندر وہ بننے کا جنون نہیں ہو گا۔بس اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے آپ کو اپنے آس جنون کو برقرار

رکھنا ہے"۔

معاویہ نے اپنا جمال مکمل کر کے اپنے بائیں ہاتھ میں پہنی گھڑی کو پر نظر ڈالی۔جیسے ٹائم کم ہو اسکے پاس۔

"اب میں مزید بور نہیں کرونگا آپ کو۔بس اتنا کہونگا کہ آپ کی اس جرنی میں کبھی بھی کوئی مشکل آئے تو اس سے گھبرائے نہیں۔انہیں پورے کانفیڈنٹ کے ساتھ فیس کریں"۔

Work hard and achieve your goals with sincerity."

"Thank you so much

اس کے اسپیچ ختم ہوتے ہی سب جوش سے کلیپنگ کر رہے تھے۔اور معاویہ پورے کانفیڈنٹ اور بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اسٹیج سے اتر کر پرنسپل کی جانب بڑھ گیا تھا۔

معاویہ فون کان سے لگائے تیز تیز قدم لیتا جلدی میں کاریڈور سے گزرتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔کہ سامنے سے تیزی سے آتی ہزل سے ٹکرایا۔ہزل کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پانی کی بوتل سے اچھا خاصا پانی نکل کر معاویہ کے یونیفارم پر گرا۔

"یا اللہ! آئی ایم سو سوری۔آئم ریئلی سوری میں بے دھیانی میں چل رہی تھی اس لیے آپ سے ٹکرا گئی"۔

ہزل نے گھبرا کر جلدی سے معذرت کی۔

معاویہ نے فوراً سنبھلتے ہوئے اپنے یونیفارم کو دیکھا جس میں سے پانی ٹپک رہا تھا۔

"بلکل بس اسی شاور کی کمی رہ گئی تھی۔جو آپ کی بے دھیانی نے پوری کر دی"۔

ہزل کے زور سے ٹکرانے کی وجہ سے معاویہ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا موبائل زمین پر گر گیا تھا۔جسے گارڈ نے آگے بڑھ کر فوراً زمین پر سے اٹھایا اور معاویہ کو پکڑایا۔

Urdu Novels Ghar

"سوسوری، یہ واقعی غلطی سے ہوا ہے"۔

"پر آپ کی اس غلطی نے تو میرا قیمتی وقت برباد کر دیا نا"۔

وہ جو بری طرح شرمندہ تھی۔اور مسلسل اس سے اپنی غلطی کی معافی مانگ رہی تھی۔معاویہ کے روڈ بی ہیوئر پر غصہ ہوئی۔

"میں نے معافی مانگی تو ہے اپنی غلطی کی۔آپ پھر بھی مجھ سے اتنی روڈلی بات کر رہے ہیں"۔

"روڈ؟۔۔۔۔تم نے پورا پانی مجھ پر گرا دیا، مجھ سے مسلسل آرگیومنٹ کر رہی ہو اور مجھے روڈ بول رہی ہو؟

"روڈ نا کہوں تو پھر کیا کہوں؟ آپ اتنی بدتمیزی کر رہے ہیں مجھ سے"۔

"اگر بدتمیزی برداشت نہیں کر سکتی تو پھر دیکھ کر چال کرو"۔

معاویہ پہلے ہی بہت جلدی میں تھا۔اور اسٹوڈنٹس اور ٹیچرز کے ساتھ پکچرز کھنچوانے میں وہ مزید لیٹ ہو گیا تھا۔اوپر سے ہزل کا ٹکرانا اور اسکے اوپر پانی گرا دینا اسے مزید غصہ دلا گیا تھا۔یعنی وہ پہلے ہی لیٹ تھا اب یونیفارم کی وجہ سے اسے پہلے گھر جانا پڑتا۔وہ اس سب میں اور مزید لیٹ ہو جاتا۔

"پتا نہیں ہر کوئی آپ کو اپریشیئٹ کس بات پر کرتے ہیں؟

آپ تو بہت بدتمیز ہیں"۔

ہزل تو تپ ہی گئی معاویہ کے لہجے پر۔

"میں اپریشیئٹ کرنے کے قابل ہوں اس لیے مجھے سب اپریشیئٹ کرتے ہیں۔جبھی تو میں آج یہاں موجود ہوں"۔

"بلکل بھی نہیں۔آپ کے تو قول و فعل میں بھی تعزات ہے۔

ابھی اسٹوڈنٹس کے سامنے اچھے بننے کی اداکاری کر رہے تھے

اور میرے سامنے اپنی اصلیت دکھا رہے ہیں"۔

ہزل نے اپنے سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں میں غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔جو گالسز کے پیچھے چھپی ہوئی تھیں۔

"اوہ!شٹ اپ!!۔۔۔اپنی حد میں رہ کر بات کرو لڑکی، بھولو مت

کس کے سامنے کھڑی ہو۔ڈونٹ کراس یور لمٹس"۔

معاویہ نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی ضبط سے اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"میں اپنی حد میں رہ کر ہی بات کر رہی ہوں ایس پی۔ آپ

اپنی حد بھول رہے ہیں۔ آپ کو تو دوسروں سے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے"۔

ہزل کے جواب پر مشکلوں سے غصہ ضبط کرتے ہوئے معاویہ نے اسے گھور کر دیکھا۔اور پھر اسے بغیر کچھ کہے آگے بڑھ گیا۔

اب اسکے قدم اکیڈمی سے باہر کی جانب نہیں تھے۔بلکہ

پرنسپل آفس کی جانب تھے۔

"کتنا بدتمیز انسان ہے یہ۔ مسٹر ٹف کوپ(Mr tough cop)

کہیں کا"۔

ہزل نے معاویہ کی چوڑی پشت کو گھورتے ہوئے کہا۔

ΔΔΔΔΔΔ

"اسالم علیکم امی"۔۔۔۔

آریان نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے زور سے کہا کہ کچن میں کام کرتی عالیہ بیگم تک اسکے سالم کی آواز پہنچ جائے۔اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ سامنے ٹیبل پر پھینکنے والے انداز میں رکھا۔

"وعلیکم اسالم بھائی۔یہ لیں"۔

جواب عالیہ بیگم کے بجائے ہزل نے دیا۔اور پانی کا گالس اس کے آگے بڑھایا۔

"آریان بھائی۔یہ کس چیز کا کارڈ ہے؟"۔

ہزل نے کارڈ اٹھایا ہوئے تشویش سے پوچھا۔

"سر بارث کا چھوٹا بیٹا باہر سے اپنی پڑھائی کمپلیٹ کر کے آیا ہے۔اسی خوشی میں انہوں نے ایک پارٹی رکھی ہے۔اسی کا انویٹیشن کارڈ ہے"۔

!Join Us to Celebrate Kaif Aalam's Return

,Dear Team

In celebration of Kaif Aalam's triumphant return

and his achievements, you are cordially invited

.to an intimate gathering

Day: Sunday, 19, November

Time: 8:00 PM

Venue: Aalam Pavilion

!Your presence will add to the joy of the occasion

,Sincerely

!!Baris Aalam

”یہ سارے امیروں کے ہی چونچلے ہو سکتے ہیں۔انہیں سمجھ جو نہیں آتا کہ اتنا پیسا کہاں زایا کریں“۔

ہزل نے کارڈ پڑھنے کے بعد طنزاً کہا۔

”انہیں اپنی دولت شو اوف بھی تو کرنی ہوتی ہے“۔

آریان نے صوفے کی پشت سے سر اٹھا کر کہا۔

”آپ جائیں گے کیا؟“۔

”ہاں پورے آفس کو بالیا ہے میں بھی جاؤنگا“۔

”میں تو کبھی نا جاؤں ایسے لوگوں کی پارٹی میں“۔

ہزل نے کارڈ دوبارہ ٹیبل پر پھینکتے ہوئے کہا۔

”کیوں؟“۔

آریان نے حیرت سے پوچھا۔

”بس مجھے پسند نہیں ہے۔ایسے لوگوں کی پارٹی میں جانا جہاں ہر چیز کی نمائش کی جائے“۔

”یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔میرے پچھلے باس نے تو پورے آفس کو اپنے تیسرے ولیمے کی الگ سے پارٹی دی تھی“۔

حازم نے ہزل کے آخری الفاظ سن لیے تھے اس لیے انکی بات میں حّصہ لیتے ہوئے کہا۔

”تیسرا ولیمہ ؟“۔

ہزل نے حیرت سے اپنی شہد رنگ آنکھوں کو بڑی کرتے ہوئے

پوچھا۔

”ہاں۔اور پارٹی تھی بھی بہت شاندار“۔

”اففف کتنا فالتوں پیسا ہوتا ہیں نا ان لوگوں کے پاس۔اور اگر یہ ہی پیسا کسی غریب کو دینے کے لیے کہو تو انکی جان جاتی

ہے“۔

ہزل نے منہ بنا کر کہا۔

”ہاں یہ تو ہے“۔

حازم نے بھی اسکی ہاں میں ہاں مالئ۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

دوسری طرف عالم پویلین کے اس پر تعیش الن میں شدید تناؤ چھایا تھا۔معاویہ عالم ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھا موبائل کی اسکرین کو بار بار چیک کر رہا تھا۔نیوی بلو سوٹ،اسٹرایپس والی ٹائی،ڈائمنڈ کف لنکس پہنے،بال جیل سے سیٹ کیئے وہ اپنی شانو شوکت اور جاہ جمال سے وہاں بیٹھا تھا۔

سامنے ہاتھ باندھے کھڑے لوگوں کی تعداد کافی زیادہ تھی۔

”میں آج کے فنکشن میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کرونگا۔آج کا فنکشن عالم کے رتبے کے شایان شان ہونا چاہیے۔

ہر کسی کو پتا چلے کے ہم ہر خوشی کیسے سیلیبریٹ کرتے ہیں۔ ہر کسی کو پتا چلنا چاہیئے کہ یہ فنکشن عالم فیملی کا فنکشن ہے"۔

اسنے سنجیدگی سے کہہ کر اپنے سامنے کھڑے ورکرز پر نظر ڈالی۔

"اوکے سر، آپ بلکل فکر مت کریں ہر کام پرفیکٹ طریقے سے ہو گا"۔

"ہونا بھی چاہیے۔ میں ہر کام پرفیکٹ پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ میں معاویہ عالم ہوں۔ اور معاویہ عالم اور اس سے جڑی ہر چیز ہمیشہ پرفیکٹ ہوتی ہے"۔

معاویہ نے ورکرز کو دیکھ کر گردن اکڑا کے کہا۔ پھر ورکرز کو سب سمجھا کر انہیں باہر جانے کا اشارہ کیا۔

ورکرز کے جانے کے بعد معاویہ نے ایک دفعہ پھر کال مالئ لیکن اس بار بھی نمبر بند جانے پر اسنے کال کاٹی اور جھٹکے سے اٹھا۔

"لگتا ہے اب تم سے خود ملاقات کرنی ہی پڑے گی احمد فراز"۔

وہ کوٹ کا بٹن بند کرتا موبائل ہاتھ میں پکڑ تا تیزی سے وہاں سے نکل۔

"سر آپ سے ملنے کوئی صاحب آئیں ہیں۔ کیا انہیں اندر بھیج دوں؟"۔

احمد فراز اپنے آفس میں بیٹھے تھے۔ لیپ ٹاپ سامنے کھال رکھا تھا لیکن انکی پریشان نظریں لیپ ٹاپ کے بجائے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر تھی۔ جس کو انہوں نے آدھے گھنٹے پہلے پاور اوف کیا تھا۔ گرے سوٹ پہنے وہ سیٹ سے سر ٹکائے پریشان نظر آتے تھے۔

وہ جو اپنی سوچوں میں مصروف تھا اپنے پی-اے کی آواز پر چونکا۔

”مجھے کسی سے نہیں ملنا ابھی۔اور اب مجھے ڈسٹرب نہیں کرنا“۔

”لیکن مجھے تو آپ سے ملاقات کرنی ہے احمد فراز صاحب“۔

معاویہ ایک ہاتھ سے اسکے پی-اے کو سائٹ کرتا اندر آفس میں داخل ہوا۔احمد فراز اسکو دیکھ کر فوراً اسید ھا ہو کر بیٹھا اور پی-اے کو جانے کا اشارہ کیا۔

”آپ نے تو میرے ڈر سے اپنا فون ہی اوف کر دیا۔حالانکہ میں نے آپ کو کتنی کال کی“۔پھر ایک نظر احمد فراز کے موبائل پر ڈالی۔اور پھر افسوس اور اداس لہجے میں کہا۔”لیکن دیکھیں

میں آپ کی محبت میں آپ کے پاس کیسے کھنچا چلا آیا“۔

”کیوں آئے ہو؟“۔

احمد فراز نے مٹھیاں بھینچ کر معاویہ سے پوچھا۔جو اب اپنی رعب دار شخصیت کے ساتھ ٹانگ پر ٹانگ جمائے کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔گرین آنکھیں اسی پر ٹکی ہوئیں تھی۔

احمد فراز کے سوال پر معاویہ نے اسے معصومیت سے دیکھا۔ اور آنکھیں ٹپٹپائیں۔اور پھر اسی معصومیت کے ساتھ جواب دیا۔

”بھول گئے ہو؟ چلو میں تمھیں یاد دلا دیتا ہوں کہ تمھارا ایک بیٹا بھی ہے۔جس سے تم شدید محبت کرتے ہو۔اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ کس کے پاس ہے اس وقت“۔

۔”کیوں آئے ہو؟“۔

احمد فراز نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

"فائل لینے آیا ہوں۔امید ہے تم نے سگنیچرز کر دیئے ہونگے"۔

اب کی بار معاویہ عالم کا لہجہ کھدرا تھا۔گرین آنکھوں میں

بھی سنجیدگی اتر آئی تھی۔

"یہ غیر قانونی ہے"۔

احمد فراز کی بات پر معاویہ نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"کسی کمزور شخص کی بیٹی کو اغوا کر کے اس کے شیئرز زبردستی اپنے نام کروالینا بھی غیر قانونی ہے۔تم نے غیر

قانونی طریقے سے ارحام بشیر کے شیئرز اپنے نام کروائے۔اب میں بھی یہ ہی کر رہا ہوں۔فرق کیا ہے؟ جانتے ہو یہاں فرق کیا ہے؟فرق یہ ہے کہ تم احد فراز ہو اور میں معاویہ عالم۔فرق یہ ہے کہ میں کسی کی بیٹی کو اغوا نہیں کرتا،اور کسی کمزور شخص سے تو مقابلہ ہرگز نہیں کرتا۔معاویہ عالم مقابلہ بھی حیثیت دیکھ کر کرتا ہے۔لیکن میرے اسٹیٹس پر کوئی پورا اترتا ہی نہیں ہے۔اسی لیے ہمیشہ معاویہ عالم کا مقابلہ اسکی

خود کی ذات سے ہوتا ہے۔خیر اب بہت ہو گیا فائل میرے حوالے

کرو"۔

"میں تم پر کیس کروں گا معاویہ"۔

معاویہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"الطاف سبزواری کو جانتے ہو؟"۔رک کر اسکے جواب کا انتظار کیا پھر خود ہی کہا۔"اس شہر کے سب سے قابل،کامیاب اور مہنگے وکیل ہیں"۔پھر معاویہ نے ٹانگ پر ٹانگ اتاری اور آگے کو ہو کر رازداری سے کہا۔۔

”وہ میرے سگے چچا ہیں۔ یو نو میرے فادر کے چھوٹے بھائی“۔

احمد نے تلملا کر اسے دیکھا۔۔”اور اب پانچ منٹ کے اندر، اندر فائل پر سگنیچرز کر کے مجھے دو۔ فارغ نہیں ہوں میں“۔ معاویہ کو گھورتے ہوئے اسنے ڈراز سے فائل نکالی کھولتے ہوئے اسپر سگنیچرز کیئے اور معاویہ کی طرف ٹیبل پر زور سے پھینکا۔۔”میں تمھیں چھوڑو گا نہیں معاویہ یاد رکھنا“۔۔

”پولس والے کو دھمکی دے رہے ہو؟ یا پھر معاویہ عالم کو؟“۔ معاویہ نے ایک آئبرو اٹھا کر پوچھا۔ پھر اسکے جواب نا دینے پر خود ہی بوال۔۔”پولس والے کو دھمکی دوگے تو شاید بچ بھی جائو۔ لیکن اگر معاویہ عالم کو دھمکی دوگے تو اس دن دنیا میں آخری دن ہو گا تمھارا۔ یاد رکھنا“۔

پھر جھٹکے سے کھڑا ہوا کوٹ کا بٹن بند کیا۔ اور گیٹ کی جانب مڑا۔ گیٹ کی جانب بڑھتے ہوئے آدھے راستے سے واپس مڑا اور احمد فراز کی ٹیبل کے پاس آکر ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھ کر احمد فراز کی طرف جھکا۔ جھکنے سے گردن کو ڈھکے بال آگے ہوئے اور کچھ بال ماتھے پر بھی گرے۔۔

”پتا ہے میرے پلین ہمیشہ کامیاب کیوں ہوتے ہیں؟ کیونکہ میں ہر پلین سے پہلے اس پر بہت سارا ہوم ورک کرتا ہوں۔ میرے پاس پہلے سے ہی پلین بی اور سی ہوتے ہیں۔ کہ اگر پلین اے کامیاب نہیں ہوا تو پلین بی پر عمل کر سکوں۔ اسی لیے تو میرے ہر پلین پرفیکٹ ہوتا ہے۔ معاویہ عالم کی طرح پرفیکٹ۔۔

لیکن تم لوگ تو میری سوچ تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ مجھ سے جیتنا تو بہت دور کی بات ہے“۔

معاویہ اپنی بات کہہ کر سیدھا کھڑا ہوا۔ اپنے کوٹ کا بٹن دوبارہ بند کیا پھر احمد فراز کو ایک نظر دیکھ کر فاتحانہ اور تپا دینے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائی اور اسے دیکھ کر ایک آنکھ مارتے ہوئے کہا۔”ہیو آ نائس ڈے جینٹلمین“۔

“Have a nice day gentleman”.

مسکراتے ہوئے اس آفس سے نکال اپنی گاڑی کے پاس جاکر ایک نمبر ڈائل کیا اور فون کان سے لگایا۔۔

"اسے صحیح سالمت چھوڑ دو شفیع۔کچھ کیا تو نہیں اسکے ساتھ ؟مقابل شخص کا جواب سننے کے لیے رکا۔"گڈ!اسے اسکے باپ (احمد فراز) کے پاس پہنچاؤ بلکل صحیح سالمت۔اور ہاں مٹھائی کا بوکس لے جانا نہ بھولنا"۔

شفیع سے بات کرنے کے بعد اسنے ایک اور نمبر ڈائل کیا۔۔

"میں نے آپ کا کام کر دیا ارحام بشیر۔اب آپ کا مجھ پر کوئی احسان نہیں۔معاویہ عالم کبھی کسی کا احسان نہیں رکھتا۔

آپ آفس آکر اپنی فائل لے جائیں"۔کال کاٹتے کے بعد اپنی سبز آنکھوں کو سن گلاسز سے چھپایا۔

اور بہت تمکنت کے ساتھ گاڑی میں سوار ہوا۔جیسے وہ کسی ریاست کو شہزادہ ہو۔گارڈ نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازا بند کیا۔گاڑی کے سیاہ ونڈوز نے اندر کا منظر بلکل چھپا دیا۔کیف جب امریکہ میں تھا تب اسکی کسی سے لڑائی ہو گئی تھی اور بات ہاتھا پائی تک پہنچ گئی تھی۔چونکہ ارحام بشیر کا بڑا بیٹا بھی امریکہ میں ہی تھا اور کیف کے ساتھ ہی پڑھتا تھا تو اسنے کیف کو بچایا تھا۔کیف کو ان لڑکوں سے بچانے کو احسان ثابت کرتے ہوئے ارحام بشیر نے معاویہ سے مدد مانگی تھی۔ورنہ نہ ہی معاویہ عالم اتنا نیک یا رحم دل تھا کہ اسکی مدد کرتا اور نا ہی وہ کسی کے معاملے میں اپنے مفادات کے عالوہ انٹرفیئر کرتا تھا۔ویسے تو ارحام بشیر نے اسی کے پاس پولیس اسٹیشن میں احمد فراز کے خالف رپورٹ درج کرائی تھی لیکن انکا زور تھا کہ معاویہ پولس سے ہٹ کر خود کچھ کرے حاالنکہ معاویہ عالم اپنی ڈیوٹی تو کم از کم پوری ایمانداری سے نبھاتا تھا۔لیکن پھر بھی ارحام بشیر نے اپنے بیٹے کا احسان یاد کراتے ہوئے اسے زور دیا کے وہ پولس کی ذمداری سے ہٹ کر اس کیس کو اپنے طریقے سے ہینڈل کرے۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

اب اگر ہم زیب وزر میں قدم رکھیں تو سامنے ہی ایک چھوٹا سا الئونج ہے اسکے دائیں جانب کچن میں عالیہ اور ہزل

موجود ہیں۔کچن میں ہو رہے شور شرابہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آج ہزل کی عالیہ کے ہاتھوں شامت آئی ہوئی ہے۔۔

"ٹماٹر صحیح سے میش کرو۔دھیان کہاں ہے تمھارا"۔

عالیہ نے ایک بار پھر ہزل کو ٹوکا۔۔

"یار اماں آپ کو آج کا دن ہی مال تھا مجھے کوفتے کا سالن سیکھانے کے لیے۔چھٹی کا دن بھی خراب کر دیا۔مجھے آج سر توش کے گھر جانا تھا"۔ ہزل نے بے دلی سے دیگچی میں چمچ ہالیا۔۔

"شام میں چلی جانا۔ابھی کوفتے بناؤ"۔۔

"پتا نہیں کوفتے کس فارغ الدماغ انسان کی ایجاد ہے۔پہلے گوشت کی بوٹی کو محنت کر کے قیمہ بناؤ۔پھر محنت کر کے اس قیمے کو جوڑ کر واپس بوٹی (کوفتہ) بناؤ۔پھر سالن تیار ہونے کے بعد چبا کر اسے پھر قیمہ بناؤ۔اگر قیمہ ہی کرنا ہے تو قیمے کا ہی سالن بنا لو اتنی محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔ ہزل کو کوفتے بہت پسند تھے پر کوفتے کو بنانے میں جو محنت لگتی تھی وہ نہیں پسند تھی۔یہ بس تم جیسے کاہل اور نکمے لوگ ہی سوچتے ہیں۔جنہیں محنت کرنے کی عادت نہیں ہوتی۔جب میں تمھاری عمر کی تھی نا تو سارے کام کر لیا کرتی تھی"۔۔

"جی سارے امائیں یہ ہی بولتی ہیں"۔

ابھی عالیہ ہزل کی بات کا کوئی جواب دیتی کہ دنانیر کچن میں داخل ہوئی۔۔

"کیا پکایا جارہا ہے ہزو آپی؟ اتنی اچھی خوشبو آرہی ہے۔

دنانیر نے کیچن میں آتے ہوئے کہا پھر عالیہ کو بھی کچن میں موجود دیکھ کر سالم کیا۔"اسالم علیکم چاچی"۔۔

"وعلیکم السالم کیسی ہو دنانیر؟ آؤ بیٹھو۔اتنے دنوں بعد

چکر لگا۔ بھائی، بھابھی کیسے ہیں ؟“۔

عالیہ نے ریفریجریٹر سے جوس نکاال اور دنانیر کے سامنے رکھا۔۔

”وعلیکم اسالم چاچی۔ بابا، ماما بلکل ٹھیک ہیں اور میں بھی فٹ فالٹ ہوں“۔ دنانیر نے عالیہ کو جواب دیا پھر شرارت سے مسکراتے ہوئے ہزل کو دیکھا۔ "اور التان بھائی بھی بلکل ٹھیک ہیں ہزو آپی“۔

دنانیر کے یوں عالیہ کے سامنے کہنے پر ہزل نے اسے گھورا عالیہ نے شاید سنا نہیں تھا یا پھر سن کر بھی ان سنا کر دیا تھا۔۔

”میں تو یہ پوچھ رہی تھی کہ خوشبو بہت اچھی آ رہی ہے

کیا بنا رہی ہیں آپ ؟“۔ ہزل کے گھورنے پر دنانیر گڑبڑائی۔۔ ”کوفتے بنا رہی ہوں“۔

ہزل نے دنانیر کے آگے پھلوں سے بھری پلیٹ رکھی۔ جو ابھی وہ دنانیر کے لیے کاٹ رہی تھی۔۔ "کیا کوفتے، کوفتے تو مجھے بہت پسند ہیں“۔ دنانیر نے پلیٹ سے اٹھا کر انگور کھایا۔۔

”تمھیں کیا نہیں پسند موٹو۔۔ ہر کھانے والی چیز تو تمھاری پسندیدہ ہوتی ہے“۔

جواب کچن میں داخل ہوتے حازم کی طرف سے آیا تھا۔ اور

حزبِ عادت اسنے خود کو موٹو کہالنے پر منہ پھوال لیا تھا۔۔

”ہاں تو اس میں برائی کی کیا ہے ؟“۔۔

”اب تمھیں کون بتائے موٹو کہ کیا برائی ہے اس میں۔ اگر تم

ایسے ہی کھاتی رہی تو پہلے ہی اتنی موٹی ہو اور موٹی ہو

جاؤ گی موٹو“۔

حازم نے دنانیر کے آگے رکھی پلیٹ میں سے سیب کا ٹکڑا اٹھا

کر منہ میں رکھا۔۔

"مجھے موٹو نا کہیں حازم بھائی"۔

دنانیر موٹی نہیں تھی بس اس کے گال بہت پھولے ہوئے تھے۔

جس کی وجہ سے حازم اسے موٹو کہتا تھا۔اور وہ چڑ بھیجاتی۔۔"اور تم مجھے بھائی نا کہو"۔

حازم کی بات پر جہاں ہزل اور دنانیر نے اسے چونک کر دیکھا وہیں عالیہ نے بھی اپنا کام چھوڑ کر اسے دیکھا۔حازم سب کا یوں ایک دم خود کو گھورنے پر گھبرایا۔"میرا مطلب تھا میں کسی موٹی لڑکی کا بھائی نہیں ہوں اس لیے مجھے بھائی نا بولو۔ اور ویسے ایک بات بتاؤ موٹو تم اتنا کیسے کھالیتی ہو۔ آخر تم اتنی موٹی کیوں ہو؟"۔

حازم نے ایک بار پھر دنانیر کی پلیٹ میں سے سیب اٹھا کر کھایا۔۔"ہمارے گھر کا فریج خراب ہے حازم بھائی"۔دنانیر کے لہجے میں معصومیت ہی معصومیت تھی۔۔

"تو؟"۔

حازم نے اچنبھے سے پوچھا ہزل نے بھی اسے دیکھا۔

"تو سب کچھ مجھے کھانا پڑتا ہے"۔

"واہ، کیا بات ہے تمھاری موٹو"۔

حازم نے کہہ کر دوبارہ دنانیر کی پلیٹ کی جانب ہاتھ بڑھایا اس سے پہلے ہی دنانیر نے جلدی سے سیب کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں رکھا۔اور حازم کو فاتحانہ مسکراہٹ سے دیکھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

ہلکی پھلکی پھوار صبح سے ہو رہی تھی۔ ہوا میں گیلی مٹی کی خوشبو رچی ہوئی تھی۔ جو بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔

"آریان بھائی آپ پارٹی میں جا رہے ہیں نا؟ مجھے بھی جاتے ہوئے سرتوش کے گھر چھوڑ دیں۔"

میرون جارجٹ کے سادہ سے شلوار قمیض پر میرون ہی شیفون کا ڈوبٹہ اوڑھا ہوا تھا جس پر باریک کڑائی ہوئی وی تھی۔

البتہ سردی کی وجہ سے بلیک شال بھی اوڑھ رکھی تھی۔

پیروں میں بھی میرون قصے پہنے ہوئے تھے۔ یعنی وہ پوری انار بنی کھڑی تھی۔ شہد رنگ آنکھوں میں گہرا کا جل تھا۔

گندمی رنگت سنہری معلوم ہو رہی تھی۔

"چلو"۔

آریان اتنا بول کر آگے بڑھ گیا۔ ہزل کی دوست سرتوش کا گھر عالم پیویلیئن کے بہت قریب تھا۔ سرتوش کے گھر اور عالم پیویلیئن میں بس پانچ منٹ کی مسافت کا فرق تھا۔

اسی لیے آریان فوراً مان گیا ہزل کو اپنے ساتھ لے کر جانے کے لیئے کہ وہ

(out of the way) خود بھی وہیں جا رہا تھا۔

اور بھی نہیں پڑے گا۔ اسے آئوٹ اوف دی وے ہزل الئونج ابور کرتی دروازے تک پہنچی۔ ابھی دروازے پر ہی کھڑی تھی کہ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آر پار ہوا۔ وہ بے ساختہ کپکپائی۔ شال کو اچھے سے ارد گرد اوڑھا۔ اوئل نومبر کے دن تھے۔ اگرچہ درجہ حرارت منفی سے اوپر رہتا مگر پھر بھی سردی کی شدت محسوس ہوتی رہتی۔ پون گھنٹے کا راستہ ڈیڑھ گھنٹے

میں طے ہوا۔ ایک تو چھٹی کے دن کی وجہ سے سڑکوں پر ٹریفک بہت تھا۔ اوپر سے بارش کی وجہ سے سڑک گیلی تھی۔ احتیاط سے ڈرائونگ کرنی پڑی۔

ڈیر گھنٹے بعد جب سر توش کے گھر کے باہر گاڑی روکی تو ہزل یہ دیکھ کر بھونچارہ گئی کہ سر توش کے گھر پر تاال لگا تھا۔

یعنی آریان سے بھی اب اسے باتیں سننی پڑیں گی۔

"تمھاری دوست تو گھر پر ہی نہیں ہے۔ تم نے گھر سے نکلنے سے پہلے اسے کال نہیں کی تھی؟"۔

آریان کے سوال پر اب وہ اسے کیا بتاتی کہ گھر سے نکلنے سے پہلے اسنے بہت کال کرنے کی کوشش کی تھی پر سگنل نا آنے کی وجہ سے کال گئی ہی نہیں تھی۔

"بتائو ہزل میں کچھ پوچھ رہا ہوں"۔

"کال کی تھی پر اسنے کال اٹھائی نہیں"۔

جھوٹ کا سہارا لیا گیا۔ سگنل والی بات پر زیادہ ڈانٹ پڑتی۔

"اُفف! جب اسنے کال اٹینڈ نہیں کی تھی تو تمھیں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ تمھیں آنا ہی نہیں چاہیے تھا نا"۔ آریان ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔ "ساڑھے آٹھ ہو رہے ہیں تمھیں واپس چھوڑنے جائو نگا ڈیر گھنٹہ لگے گا۔ یعنی دس جائیں گے۔ پھر واپس آنے میں مجھے مزید ڈیر گھنٹہ لگے گا۔ یعنی ساڑھے گیارہ بجے اوور۔ (party is over) میں دوبارہ پہنچوں گا مطلب پارٹی آریان نے پریشانی سے سر سیٹ سے ٹکایا۔

"تو آپ نا جائیں آج پارٹی میں۔ کونسا آپ کے نا جانے سے کسی کو کوئی فرق پڑے گا۔ پارٹی آپ کے لیے تھوڑی نا رکھی گئی ہے"۔

ہزل کی بات پر آریان نے غصے سے اسے گھورا۔ "اگر میں پارٹی میں نا گیا تو سر بارث اسے اپنی انسلٹ فیل

کرینگے۔انہوں نے پوری ٹیم کو اپنی شان وشوکت اور اپنا مرتبہ دیکھانے کے لیے اس پارٹی میں انوائیٹ کیا ہے۔اور ہماری ٹیم میں سے کوئی ایک بھی انکی پارٹی میں نہیں جائے گا تو سر بارث کو برا لگے گا۔وہ دوسرے دن آفس میں اس پر غصہ ہونگے"۔۔

"تو آپ اپنی خوشی سے نہیں جارہے بلکہ اس لیے جارہے ہیں کہ کہیں آپ کی جاب کو خطرہ نا ہو"۔

ہزل نے حیرت سے پوچھا۔

"میں کیا ٹیم کا کوئی بھی بندہ اپنی مرضی سے نہیں جارہا

اس پارٹی میں۔سب کو اپنی جاب کی پروہ ہے۔سر بارث کو

شوق ہے اپنی دولت سے دوسروں کو مرعوب کرنے کا اور ان پر

رعب جمانے کا"۔

"تو کیا آپ کی سر نے صرف اپنی دولت کی نمائش کے لیے آپ

لوگوں کو پارٹی کی دعوت دی ہے"۔

یہ لوگ تو اسکی سوچ سے بھی زیادہ گھٹیا تھے۔

"تو تمھیں کیا لگتا ہے کہ انہیں ہم سے محبت ہے یا ہم ان کے

لیے اتنے اہم ہیں کہ وہ ہمیں اپنی فیملی پارٹی میں انوائیٹ

کریں گے"۔

آریان نے کہہ کر سر جھٹکا۔"اب بتائو میں تمھارا کیا کروں؟"۔

ایک نظر اپنے ہاتھ میں بندھی گھڑی کو دیکھ کر آریان نے ہزل

سے پوچھا لہجے میں برہمی بھی تھی اور جھنجھالہٹ بھی۔

اور ہزل کی اپنی غلطی تھی اس لیے وہ اس برہمی کو مجبورًا

برداشت بھی کر رہی تھی۔

"آپ ایسا کریں مجھے کسی قریبی پارک میں چھوڑ دیں

واپسی میں لے لیئے گا"۔

ہزل کو اس وقت صرف ایک یہ ہی حل نظر آیا۔

"پاگل ہو گئی ہو؟ اتنی رات کو تمھیں پارک میں اکیلے چھوڑ

دوں۔ جہاں کے عالقے سے بھی ہمیں واقفیت نہیں ہے"۔

اب اسکے لہجے میں فکر تھی۔

"اب پھر آپ ہی بتائیں کہ کیا کریں ہم؟"۔

"التان کو بھی نہیں بال سکتا۔ اس کو آنے بھی ڈیر گھنٹہ لگ

جائے گا"۔

آریان نے خود کالمی کی۔ پھر جیسے اسے ایک خیال آیا۔"تم

ایسا کرو میرے ساتھ ہی چلو پارٹی میں"۔

آریان کی بات پر وہ کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی۔

”نہیں بھئی میں کیسے جاسکتی ہوں۔ میرا تو انویٹیشن بھی

نہیں آیا۔ اور وہ کیا سوچیں گے مجھے تو اندر بھی جانے نہیں

دینگے“۔

”کیوں نہیں جانے دینگے؟ میرے پاس انویٹیشن کارڈ ہے۔ اور

وہاں پر میری فیمیل کولیگز ہونگی۔ تم انکے ساتھ بیٹھ جانا۔

تھوری دیر کی تو بات ہے ہزل“۔

”نہیں میں نہیں جائونگی۔ آپ کے باس کیا سوچیں گے کہ

ایسے ہی منہ اٹھا کر آگئی پارٹی میں“۔

ہزل کو کسی بھی حالت میں پارٹی میں نہیں جانا تھا۔

”سر کچھ نہیں سوچیں گے۔ بلکے وہ تو خوش ہونگے کہ ایک

اور شخص آگیا ان کی دولت سے مرعوب ہونے۔

”بھائی نہیں نا مجھے نہیں جانا“۔

”ہزل میں انہیں بتادونگا۔ کسی ایمرجنسی کا کہہ دونگا۔ کوئی

بھی بہانہ بنادونگا وہ برا نہیں مانے گے“۔

”لیکن میرے کپڑے۔۔۔۔۔۔

ہزل نے ایک اور بہانہ بنایا

Urdu Novels Ghar

”بلکل ٹھیک ہیں کپڑے۔بس اب تم میرے ساتھ پارٹی میں چل

رہی ہو میں تمھیں واپس چھوڑنے نہیں جا رہا“۔

اور ہزل جیسی خودار لڑکی کے لیے کسی ایسی پارٹی میں جانا

جہاں اسے انوائیٹ نہ کیا ہو۔شرم سے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

دس منٹ بعد گاڑی ایک شاندار مینشن کے آگے رکی۔یہ مینشن

سرتوش کے بنگلے سے بلکل مختلف تھا۔یہ محل کسی چمکدار

شوکیس کی طرح کھڑا دوسروں کو اپنی جانب متوجہ کر رہا

تھا۔مینشن کے باہر دو پولیس کی گاڑی پہرہ دے رہی تھیں۔

گارڈز کی بھی کافی زیادہ تعداد موجود تھی۔جو عالم پولیٹیئن

کی سیکیورٹی کے لیے تعینات تھے۔ان میں چار گارڈ انویٹیشن

کارڈ چیک رہے تھے۔انویٹیشن کارڈ دیکھے بنا کسی کو پارٹی

میں جانے کی پرمیشن نہیں تھی۔آریان گاڑی پارک کرنے کے بعد

ہزل کو لیے گارڈ کی جانب بڑھا۔وردی میں موجود گارڈ نے ایک

نظر آریان اور ہزل پر ڈالی پھر کارڈ کو اسکین کرنے کے بعد

انہیں اندر جانے دیا۔

اندر قدم رکھتے ہی ایک سحر تھا جو انہیں اندر کی طرف جکڑ رہا تھا۔روشنی سے آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔چاروں طرف لگے کیمرے کی آنکھیں ہر شخص کو دیکھ رہی تھی۔بہت ہلکی آواز میں بجتی دھن پورے ماحول میں چھائی ہوئی تھی۔

آریان اسے سیدھا ایک ٹیبل پر لے گیا۔جہاں اسکی تین فیمیل کولیگز کھڑی آپس میں باتیں کررہی تھیں۔آریان نے ہیلو،ہائے کے بعد ہزل کا تعارف کروایا۔اور اپنے باس کی جانب چل دیا۔ ہزل کو اسکا یوں جانا بہت برا لگا۔اس وقت اسے آریان پر اتنا غصہ آیا کہ اسکا دل چاہا کہ جاکر آریان کا سر پھاڑ دے۔"اف کتنی شرمندگی ہورہی تھی اسے ان کولیگز کے سامنے۔آریان کو انہیں ہزل کے یوں پارٹی میں آنے کی وجہ بتانی چاہیے تھی۔

ہزل نے نظر اٹھاکر آریان کو دیکھا جو اپنے باس سے بات کررہا تھا۔شاید ہزل کے پارٹی میں آنے کی وجہ ہی بتارہا تھا۔کیونکہ اسکے باس نے بس ایک نظر اٹھاکر ہزل کو دیکھا تھا۔اور پھر آریان کی طرف دیکھ کر سر ہلالیا۔

آریان اپنے باس سے بات کرنے کے بعد ہزل کے پاس آنے کے بجائے اپنی ٹیم میمبر کے پاس چلے گیا تھا۔

ہزل نے نظر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑی تین لڑکیوں کو دیکھا جو میک اپ میں رچی ہوئیں اسی کو دیکھ رہی تھیں جیسے اسکی پارٹی میں آنے کی وجہ جاننا چاہ رہی ہوں۔ ہزل نے گہرا سانس لے کر خود کو تیار کیا۔ انہیں تفصیل بتانے کے لیے۔

وہ بلیک پینٹ اور وائٹ شرٹ کے اوپر اب بلیک کوٹ پہن رہا تھا۔ گرین آنکھیں شیشے میں نظر آتے اپنے عکس پر جمی ہوئی تھیں۔ ہونٹوں کے اوپر موجود تل بھی مسکرا رہا تھا۔ تھوڑی پر پڑتے ڈمپل کو اسکی بیئرڈ نے چھپا دیا تھا۔ بال جیل سے پیچھے کو جمائے گئے تھے۔ پیچھے کے بال جو گردن تک آتے تھے انہوں نے گردن کو پوری طرح دھکا ہوا تھا۔

اب وہ اپنے اوپر پرفیوم کی بارش کر رہا تھا۔ پورا کمرا اسکے پرفیوم کی معطر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ یہاں تک کے کمرے کے باہر سے گزرنے والے شخص کو بھی پرفیوم کی مہک اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔

کیف اسکے پیچھے کاؤچ پر بیٹھا موبائل استعمال کر رہا تھا۔

ہر تھوڑی تھوڑی دیر بعد نظر اٹھا کر معاویہ کو بھی دیکھ لیتا۔

کیف نے بلیک جینز پر آسمانی بلو کلر کی ہاف آستینوں کی

شرٹ پہن رکھی تھی۔بال جیل سے سیٹ نا ہونے کی وجہ سے

بار بار ماتھے پر گر رہے تھے۔

"بھائی اور کتنی دیر لگے گی آپ کو؟

کیف نے معاویہ کی تیاری پر ایک نظر ڈال کر سکتا کر پوچھا۔

معاویہ جو اپنی الٹی کالئی پر گھڑی باندھتے میں مصروف تھا

اسنے کیف کی آواز پر نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم چلے جاؤ نیچے۔اگر یہاں بیٹھے بور ہو رہے ہو تو"۔

"نہیں میں آپ کے ساتھ نیچے جاؤں گا"۔

"چلو"۔

معاویہ نے ہاتھ بڑھا کر کیف کو کھڑا کیا اور مسکراتے ہوئے

اسکے کندھے پر ہاتھ پھیلاتے باہر کی جانب بڑھا۔

"وہ ایکچولی میں-----------"۔

وہ جو انہیں اپنے بے مقصد پارٹی میں آنے کی وجہ بتانے لگی

تھی۔بقیہ جملہ اسکے لبوں پر آتے آتے رک گیا۔ایک دم شور اٹھنے اور رپورٹرز کے تیزی سے آگے بڑھنے پر وہ چونک کر انکی طرف کی متوجہ ہوئی۔پھولوں سے سجے دروازے سے اندر داخل ہوتے۔معاویہ عالم پر نظر پڑتے ہی وہ ایک دم خاموش ہوگئی۔وجہ معاویہ عالم کی وجاہت نہیں بلکہ وہ تلخ ملاقات تھی جو انکی ایورگرین اکیڈمی میں ہوچکی تھی۔ہزل بے یقینی اور حیرت سے معاویہ کو دیکھ رہی تھی۔جواب آگے بڑھ بڑھ کر سب سے مل رہا تھا۔رپورٹرز آگے معاویہ اور کیف کے پیچھے جاتے ان کی تصویریں اپنے کیمروں میں قید کررہے تھے۔

"کاش یہ خواب ہوتا۔اور خواب بھی بہت بھیانک"۔

ہزل نے دل میں کہا۔

ہزل کے ساتھ کھڑی کولیگز نے واپس اپنی نظریں ہزل پر کرلی تھیں۔وہ تین کولیگز اور ہزل گول ٹیبل کے اردگرد ہی کھڑی تھیں۔یہ ٹیبل انکے سینے تک آتی تھیں۔جس کے اردگرد وہ لوگ کھڑی تھیں۔بیٹھنے کے لیے بھی آرامدہ سیٹیں تھی۔پھر پتا

نہیں انہوں نے کیوں یہ میز ہی کھڑے رہنے کے لیے سلیکٹ کی تھی۔

"اوہ"۔

کولیگز میں سے ایک لڑکی ہزل کو مسلسل معاویہ کے دیکھنے پر کھنکھاری۔ ہزل بھی ہڑبڑا کر انکی طرف متوجہ ہوئی۔

"مانا کہ سر معاویہ عالم کی پرسنیلٹی بہت زبردست ہے۔ لیکن کیا آپ نے انہیں پہلے نہیں دیکھا؟ جو آپ یوں انہیں ٹھٹکی باندھ کر دیکھ رہی ہیں۔"

"نہیں میں نے انہیں ٹی وی پر شوز میں دیکھا ہے"۔

ہزل نے سٹپٹا کر جواب دیا۔

"پھر تو تمھارا سر معاویہ کو یوں ٹھٹکی باندھ کر دیکھنا بنتا ہے۔ وہ ٹی وی پر جتنے شاندار لگتے ہیں حقیقت میں اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں"۔

وہ شاید ہزل کو تنگ کر رہی تھیں۔

"یہ تو پولیس افسر ہیں نا۔ تو آپ کے سر کیسے ہوئے؟"۔

ہزل نے انہیں سے سوال کیا۔

Urdu Novels Ghar

”سر معاویہ، سر بارث کے بڑے بیٹے ہیں۔ وہ ہیں تو پولیس افسر لیکن وہ ہفتے میں تین دن آفس بھی آتے ہیں۔ اور زیادہ تر ڈیلز بھی وہی دیکھتے ہیں۔ اب تو سر کیف آ گئے ہیں تو شاید اب وہ آفس نا آئیں“۔

ہزل کو شرمندہ دیکھ کر انہوں نے اب کی بار نرمی سے جواب دیا۔

”اچھا! مجھے علم نہیں تھا کے معاویہ عالم، آریان بھائی کے باس کے بیٹے ہیں“۔

”چلو اب اپنی بات پوری کرو۔ کیا کہہ رہی تھیں اس وقت؟“۔

ہزل کو خفیف سا ہوتا دیکھ کر ان میں سے دوسری کولیگ نے پوچھا۔

ہزل نے ایک گہرا سانس لے کر انہیں پوری کہانی سنائی اپنے پارٹی میں آنے کی۔ اس بات سے بے خبر کے انکے پیچھے والی سیٹ پر رحمانی بیگ سے ملتے معاویہ اور کیف نے اس کی پوری کہانی سنی تھی۔

معاویہ نے ہال میں آتے ہی ہزل کو دیکھ لیا تھا۔ اسکی چیل

جیسی آنکھوں سے کوئی بچ جائے یہ تو ناممکن سی بات تھی۔

ہاں وہ ہزل کو پارٹی میں دیکھ کر حیران ضرور ہوا تھا۔

معاویہ عالم کو میرون شلوار قمیض میں ملبوس، چہرے پر

آتی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتی، اور شیفون کے ڈوپٹے کو بار

بار سر پر اوڑھنے میں ہلکان ہوتی (شیفون کا ڈوپتے ہونے کی

وجہ سے سر سے بار بار ڈھلک جارہا تھا) وہ پارٹی میں موجود

باقی عورتوں میں سب سے اچھی تو نہیں پر سب سے الگ

ضرور لگی تھی۔

رحمانی بیگ سے ملنے کے بعد وہ اور کیف اب انہی کے پاس

آگئے تھے۔

"ہیلو لیڈیز"۔

اب وہ انکا حال احوال پوچھ رہا تھا۔ اور ہزل کو مسلسل اگنور

کیا ہوا تھا۔ جیسے ہزل یہاں موجود ہی نہیں ہے۔ اور ہزل یہ

سب بہت کوفت سے برداشت کر رہی تھی۔

پھر جانے کے لیے جیسے ہی مڑا ہزل کو دیکھ کر رکا۔ ایک آئبرو

اوپر اٹھائی۔ اور گرین آنکھوں میں ناپہچاننے کا تاثر تھا۔

چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ ہزل کو پہچاننے کی

کوشش کر رہا ہو۔ البتہ کیف بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا

تھا۔

"سر یہ آریان کی سسٹر ہے۔ ہزل ہالت"۔

معاویہ کا ہزل کو مسلسل دیکھنے پر کولیگز میں سی ایک لڑکی

نے تعارف کروایا۔

"اوہ! آئی سی۔ کیسی ہیں آپ مس ہالت"۔

معاویہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اور اسکا یہ انداز ہزل کو ایک

آنکھ نا بھایا۔ اسے یقین تھا معاویہ اسے نا پہچاننے کا ڈرامہ کر

رہا تھا۔ ہزل یہ بات مان ہی نہیں سکتی تھی کہ اتنے قابل آفسر

کی یاداشت اتنی کمزور ہو کہ اسے ہزل کے ساتھ ایور گرین میں

ہوئی کل کی مالقات یاد ہی نا ہو۔ یقیناً وہ ہزل سے کل کی بات

کا بدلہ لے رہا تھا۔

"آئی ایم فائین"۔

ہزل سنجیدگی سے جواب دے کر نظریں دوسری طرف کر لیں۔

جیسے وہ اور بات نہیں کرنا چاہتی ہو۔

"آپ بھی بابا کے آفس میں کام کرتی ہیں؟"۔

یہ سوال کیف نے کیا تھا۔

"نہیں یہ ایک ٹیچر ہیں"۔

ابھی ہزل، کیف کی بات کا کوئی جواب دیتی کہ اس سے پہلے معاویہ نے کہہ دیا۔پتا نہیں کیوں معاویہ کا لہجہ عجیب تھا۔ جیسے وہ کہہ رہا ہو معمولی سی ٹیچر ہیں۔

"کونسا سبجیکٹ پڑھاتی ہیں؟"۔

کیف نے پھر مسکراتے ہوئے ہزل سے پوچھا۔

ہزل کا دل چاہا کہ دے۔"کیوں آپ نے مجھ سے پڑھنا ہے کیا؟"۔ فضول میں اسکا انٹرویو کر رہا تھا۔۔"کیمسٹری"۔ہزل نے ایک لفظی جواب دیا۔

تھوڑا سا اور اسکا انٹرویو لینے کے بعد کیف چلے گیا۔معاویہ پہلے ہی جا چکا تھا۔

"اصل میں معاویہ سر جتنے سخت گیر باس ہیں۔کیف سر اتنے ہی پوائنٹ اور نرم مزاج کے ہیں۔وہ ہر کسی سے دوستوں کی طرح بات کرتے ہیں"۔

ان دونوں کے جانے کے بعد ایک لڑکی نے ہزل کو بتایا۔

جس پر ہزل نے صرف سرہالیا۔

تھوڑی دیر بعد کھانے کا دور چال تو وہ اور نروس ہوئی۔ ڈنر بھی اس محفل کے شایان شان تھا۔ بوفے میں بیس سے زیادہ ڈیشیز تھیں۔ مختلف طرح کے ڈیشیز۔ ہزل نے ان میں سے کچھ ڈیشیز کے تو صرف نام سن رکھے تھے۔ اور کچھ ڈیشیز وہ خود پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی۔

جوس کا گلاس اور ایک پلیٹ میں تھوڑا ساٹرائفل لے کر وہ اپنی ٹیبل کے پاس کھڑی تھی۔

اسے بے حد عجیب لگ رہا تھا یوں بن بالئے مہمان بن کر پارٹی میں آنا اور پھر ڈنر بھی کرنا۔ کاش وہ سرتوش سے ملنے آج نہیں آتی۔ کتنا منع کیا تھا عالیہ نے لیکن اسے تو بس اپنی مرضی چالنی تھی۔ ”اور نامانو اپنی ماں کی بات۔ جو اپنی ماں کی بات نہیں مانتے پھر ان کے ساتھ یہ ہی ہوتا ہے“۔ وہ اس وقت اپنے آپ کو کوسنے کے عالوہ اور کیا کر سکتی تھی؟ اس لیے خود کو بس کوسے جا رہی تھی۔

وہ کب سے آریان کو چلنے کا اشارہ کر رہی تھی۔ لیکن وہ تو

اسے دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔ جیسے یہاں الکر اسے بھول ہی گیا

تھا۔

"گھر چلیں پھر بتائوں گی"۔

ہزل نے آریان کو اشارے سے کہا اور دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

یہ ناراضگی کا اشارہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد آریان کو واپس جانے کا خیال آیا تو اپنے

دوستوں سے مل کر اس کے پاس آیا۔

"کر لیا ڈنر؟ تو اب چلیں گھر؟"۔

"نہیں صبح کا ناشتہ کر کے ہی چلیں گے اب"۔

آریان کے جملے پر تو ہزل کا خون کھول اٹھا۔ بول تو ایسے رہے

تھے جیسے وہ اسی کے ڈنر کرنے کی وجہ سے تو رو کے ہوئے

تھے۔

"ارے نہیں۔۔ سر نے صرف ڈنر پر ہی انوائیٹ کیا تھا۔ ناشتے کا

انویٹیشن تھوڑی ہے"۔

آریان نے اسکا طنز سمجھتے اور اسکا پھوال ہوا منہ دیکھتے

اپنی مسکراہٹ دبائی۔

ہزل نے مزید منہ پھوال اور ناراضگی سے اسے دیکھا۔

"تم یہاں رکو۔ میں سر سے مل کر آتا ہوں پھر چلتے ہیں گھر"۔

آریان ہزل کو وہیں کھڑے رہنے کا کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ ہزل نے دوور جاتے آریان کی پیٹ کو گھورا اور باہر جانے کا سوچتے جیسے ہی مڑی پیچھے کھڑے شخص سے بری طرح ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

وہ فوراً سنمبھل کر پیچھے ہوئی۔ پھر غصے سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔ جو سنجیدہ سا کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ہاں البتہ آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ ہزل نے آج پہلی دفعہ اسکی آنکھوں کا رنگ دیکھا تھا۔ الائٹ گرین۔ ورنہ وہ ہر جگہ تو گالسز لگا کر پھرتا تھا۔

"ویسے آپ چاہیں تو صبح کے ناشتے تک یہاں رک سکتی ہیں"۔

یقیناً اسنے ہزل اور آریان کی باتیں سنی تھیں۔ اور ابھی اس سے اسی کی بولی بات کا مزاق کر رہا تھا۔ یہ معاویہ عالم اور ہزل ہالت کے درمیان کب سے ایسے تعلقات ہو گئے کہ وہ اس سے

مزاق کرنے لگے۔ہزل نے غصے اور کچھ حیرت سے اسے دیکھا۔

غصہ اس سے یوں فری ہونے کا تھا۔اور حیرت اس سے مزاق

کرنے پر تھی۔

"جی نہیں۔۔۔مجھے کوئی شوق نہیں یہاں ناشتہ کرنے کا"۔

ہزل نے غصے سے کہا اور سر پر ڈوبٹہ اوڑھا۔(آج کے بعد کبھی

یہ شیفون کا ڈوبٹہ نہیں اوڑھوں گی۔اس کو سنبھالنا تو نائن

کالس کے بچوں کو سنبھالنے سے زیادہ مشکل ہے بھئی)۔

معاویہ کے جواب نہ دینے پر اس نے اپنی غصے سے بھری شہد

رنگ آنکھیں اٹھا کر معاویہ کو دیکھا۔(غصے سے دیکھنے کی

وجہ سے آنکھیں چھوٹی ہو گئی تھیں)۔پھر ناک چڑھائی اور

فوراً اپلٹ گئی ابھی وہ دو قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ گلے میں

کچھ اٹکا۔فوراً اسے خاندانی غصہ عود کر آیا۔اسے کم از کم

معاویہ عالم سے اتنی بے ہودا حرکت کی امید نہیں تھی۔وہ

غصے سے پلٹی۔لیکن پھر اپنے ڈوبٹے کے کارنامے کو دیکھ کر

جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔

شیفون کا یہ منحوس ڈوبٹہ معاویہ عالم کی دائیں کالئی پر

Urdu Novels Ghar

بندھی گھڑی پر بڑے مزے سے پھنسا ہوا تھا۔ اسنے اپنے ڈوپٹے

کا سرا پکڑ کر ہلکا سا کھینچا پر وہ نہیں نکال۔ وہ جھنجھالہٹ

کا شکار ہوئی۔ وہ ڈوپٹہ ایسا پھنسا ہوا تھا کہ ہزل کو معاویہ

عالم کی کالئی یا گھڑی کو پکڑ کر اس میں سے ڈوپٹہ نکالنا

تھا۔ اب وہ ایسا تو مر کر بھی نہیں کر سکتی تھی۔

معاویہ عالم اس جھنجھالہٹ اور غصے سے بھری لڑکی کو

بے دردی سے ڈوپٹہ کھینچتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اب کی بار بھی

جب ڈوپٹہ اس منحوس گھڑی سے نہیں نکال تو اسنے ایک

جھٹکے سے کھینچا۔ شیفون کا میرون ڈوپٹہ نکل چکا تھا۔ لیکن

وہ پھٹ گیا تھا۔ اچھا ہوا ویسے بھی اب وہ زندگی میں کبھی

یہ ڈوپٹہ دوبارہ پہننے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔

اسنے ایک نظر غصے سے بھری معاویہ پر ڈالی اور تیز تیز

قدموں سے وہاں سے روانہ ہوئی۔۔ "اور بس صرف یہ ایک لمحہ

لگا تھا جب دو دل بدل گئے"۔ دو دلوں نے بغاوت کی۔ بس صرف

ایک لمحہ لگتا ہے کسی بھی چیز کو بدلنے میں۔ "وہ دو دل اپنے

مالک کے وفادار نہیں رہے"۔

معاویہ تیز تیز قدموں سے دور جاتی اس ملکہ کو دیکھ رہا تھا۔

جس نے کچھ دیر پہلے بادشاہ سے اسکا تخت چھین لیا تھا۔اور

کیا شان بے نیازی تھی اس ملکہ کی۔ کہ تخت چھیننے سے پہلے

ایک دفعہ اجازت تو کیا اطلاع بھی نہیں دی۔ تین موتیں قریب

تھیں۔۔بہت قریب۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

تیز گانے، عجیب سی مہک، عجیب و غریب طرح کے کپڑے

پہنے لوگ،وہ بہت بری طرح گھبرائی۔اسے ایک لمحہ لگا تھا یہ

سمجھنے میں کہ یہ ایک کلب بار ہے۔اسنے گھبرا کر اپنی

دوست کا ہاتھ پکڑا۔

"مالال یہ تم مجھے کہاں لے آئی ہو؟ مجھے واپس جانے ہے۔

واپس چلو"۔

اسکی آواز گھبرائی ہوئی تھی۔

"نہیں۔ابھی تھوڑی دیر میں چلیں گے واپسی۔ آئو انجوائے

کریں"۔

اسکی دوست نے اسکا ہاتھ پکڑ کر آگے لے جانا چاہا۔

"نہیں مجھے نہیں جانا۔ تم مجھے جھوٹ بول کر الئی ہو یہاں۔

تم نے مجھ سے کہا تھا کہ ہم تمھاری دوست کی برتھ ڈے

پارٹی میں جارہے ہیں۔ اور تم مجھے یہاں لے آئیں"۔

وہ لڑکی ایک بھی قدم آگے نہیں بڑھی۔ اور اسنے اپنی دوست

(مالال) سے غصے سے پوچھا۔ حاالنکہ کے وہ یہاں کا ماحول

دیکھ کر اندر سے گھبرائی ہوئی تھی۔

"نہیں میں نے جھوٹ نہیں بوال۔ میرا وہ دوست یہیں پر ہے۔ تم

اندر تو چلو میں ملواتی ہوں"۔

مالال نے اسے پیار سے سمجھانا چاہا۔

"نہیں مجھے کسی سے نہیں ملنا۔ مجھے واپس جانا ہے بس۔

چلو واپس"۔

اسنے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے غصے سے کہا۔

"نہیں جارہی میں واپس۔ اور تمھیں بھی نہیں جانے دونگی۔

کیا کرلوگی؟"۔

اسے نا سمجھتے دیکھ کر مالال نے بھی غصے سے کہا اور اسکا

بازر پکڑا کہ وہ باہر نا جاسکے۔

Urdu Novels Ghar

ملال کی بات سن کر اسنے گھبرا کر ملال کو دیکھا اور اپنا بازو

چھڑوا کر باہر کی طرف بھاگی لیکن گیٹ پر دو بھاری بھر کم

اور بڑی مونچھوں والے گارڈ کو دیکھ کر وہیں رکی۔

اسکے سامنے یہ بھاری بھر کم گارڈ اسے گھور رہے تھے۔ اور

اسکی جان ہلک میں اٹک رہی تھی۔ کاش کہ وہ ملال کی بات نہ

مانتی۔ کاش وہ یہاں نہ آتی۔ وہ گارڈ بھی اسے گھبراتا دیکھ کر

اور کمزور سمجھ کر باہر جانے نہیں دے رہے تھے۔ بلکہ اور

دروازے کے آگے تن کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"پلیز مجھے باہر جانے دیں۔ میں یہاں غلطی سے آگئی ہوں"۔

اس نے تقریباً منت کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس بات سن کر گارڈ

مسکرانے لگے۔

"دیکھیں مجھے یہاں سے جانے دیں پلیز میں۔۔۔۔۔

ابھی وہ اور بھی کچھ کہتی کہ ایک شخص تیزی سے آگے آیا

اور اسے پیچھے کر کے خود گارڈ کے سامنے تن کر کھڑا ہو گیا۔

معاویہ جو یہاں ایک شخص کو دھمکی دینے آیا تھا۔ وہ اس

شخص سے ملنے کے بعد واپس جا رہا تھا کہ اسے یہ دونوں

لڑکیاں بحث کرتے ہوئے دکھیں۔ وہ اگنور کرتے آگے بڑھ جاتا

لیکن اس لڑکی کی روتی آواز سن کر رکا۔ معاویہ نے ابھی تک

اس لڑکی کا پورا چہرا نہیں دیکھا تھا صرف سائڈ پوس ہی

دیکھ پایا تھا جبکہ اسکی دوست ملال کا چہرہ وہ دیکھ چکا

تھا۔ اس لڑکی اور اسکی دوست ملال کی گفتگو کب سے سن

رہا تھا۔ وہ اسکو گارڈ سے الجھتے دیکھ کر اسکی مدد کے لیے

انسانیت کے ناطے نہیں بلکہ اپنی ڈیوٹی نبھانے کے لیے آگے

بڑھا۔ کیونکہ وہ اس وقت آن ڈیوٹی تھا۔ لیکن اسنے پولس

یونیفارم نہیں پہنی ہوئی تھی بلکہ کیجول ڈریس میں تھا۔

اس سے پہلے گارڈ اس لڑکی سے کوئی بدتمیزی کرتے معاویہ

تیزی سے آگے بڑھا۔ اور لڑکی کو اپنے پیچھے کیا۔ اور پھر اپنا

پولس کارڈ نکال کر گارڈ کو دیکھایا۔ گارڈ بنا کچھ کہے دروازے

سے ہٹ گیا۔ ابھی پتا نہیں کہ وہ پولس کارڈ دیکھ کر ڈرا تھا یا

معاویہ عالم کو دیکھ کر۔ کیونکہ اس کلب میں تقریباً سب ہی

معاویہ عالم کے رتبے جانتے تھے۔

"چلو"۔

گارڈ کے سامنے ہٹنے سے اسنے اپنے پیچھے چھپی لڑکی سے کہا

اور آگے بڑھا۔

"تھینک گاڈ میں بچ گئی۔ بہت شکریہ آپ کی مدد کرنے کا۔

میں یہاں جان بوجھ کر نہیں آئی۔ مجھے مالال جھوٹ بول کر

یہاں الئی ہے۔ اسنے کہا تھا کہ اسکی دوست کی برتھ ڈے

پارٹی میں جانا ہے۔ اور وہ مجھے یہاں کلب لے آئی۔ اگر آج آپ

نہیں ہوتے تو پتا نہیں کیا ہو جاتا۔ میں آپ کا احسان زندگی بھر

نہیں بھولوں گی"۔

پتا نہیں وہ لڑکی کیوں اتنی وضاحتیں دے رہی تھی۔ معاویہ

نے تو کچھ پوچھا بھی نہیں تھا۔

"میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ میں ایک پولیس آفیسر

ہوں۔ اور میں نے ایک پولیس آفیسر ہی کی ڈیوٹی نبھائی ہے۔

آپ کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا اور میں آن ڈیوٹی ہوتا تو

تب بھی یہ ہی کرتا۔"۔

معاویہ نے چلتے قدم روک کے اپنے پیچھے آتی لڑکی کو دیکھا۔

بلو جینز پر بلیک النگ شرٹ پہنے کاندھے پر بلیک ہی ڈوبٹہ ڈاال

ہوا تھا۔ کمر تک آتے گولڈن لمبے بال کھولے ہوئے تھے۔ اسموکی

آئز، اور ریڈ لپ اسٹک میں واقع وہ بہت خوبصورت لگ رہی

تھی۔ پر معاویہ کو اسکی خوبصورت سے کوئی لینا دینا نہیں

تھا۔

"لیکن پھر بھی آپ نے میری مدد کی اسکا بہت شکریہ"۔ معاویہ

کو اسکے بار بار شکریہ ادا کرنے سے چڑ ہوئی۔ ایک بات سمجھ

نہیں آتی اس لڑکی کو جب کہہ دیا کہ دل سے یا انسانیت کے

خاطر مدد نہیں کی صرف اپنی ڈیوٹی نبھائی ہے لیکن پھر

بھی شکریہ۔

"میرا نام امتل ہے۔"امتل درانی"۔ اور آپ کا کیا نام ہے؟" اب

وہ مسکراتے ہوئے معاویہ کے آگے اپنا ہاتھ پیش کر کے اسے اپنا

تعارف کروا رہی تھی۔

معاویہ کو ایکدم غصہ آیا۔ اندر کیسے بھیگی بلی بنی ہوئی

تھی اور اب یہاں معاویہ سے فری ہو کر اسے اپنا تعارف کروا

رہی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا کہ کسی تعارف کی ضرورت ہے"۔

معاویہ نے اپنی پیٹھ پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس

کرتے پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن وہاں کسی کو نا پا کر امتل کی

طرف متوجہ ہوا۔ اور ایک نظر اسکے ہاتھ کو دیکھا۔ پھر اسکے

ہاتھ اور سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”ارے کیوں نہیں۔ آپ نے میری ان درندوں سے جان بچائی آپ

کو میرے بارے میں اور مجھے آپ کے بارے میں پتا ہونا چاہیے

نا“۔

اسکا ہاتھ ابھی بھی آگے بڑھا ہوا تھا۔ اس کو شاید معلوم نہیں

تھا کہ ان گارڈ سے زیادہ درندہ شخص اسکے سامنے کھڑا ہے۔

”میرا خیال ہے آپ واپس خود چلے جائیں گی“۔

معاویہ جو امتل کو جنید کے ساتھ گھر بھجوانے کا ارادہ رکھتا

تھا۔ اس کے یوں فری ہونے پر آپنا خیال تبدیل کیا۔ اور اسے کہہ

کر اپنی گاڑی طرف بڑھا۔ امتل نے اسے روکنے کی کوشش کی

پر وہ نہیں رکا۔

امتل اسے خود سے دور جاتا دیکھ رہی تھی۔ اسکا ایک ایک

قدم شاہانہ تھا۔ اب وہ اپنی گرین آنکھوں کو سن گالسز سے

کور کر رہا تھا اس کے بعد گارڈ کے کھولے گئے دروازے سے گاڑی

میں بیٹھ رہا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔ

وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا سامنے کھڑے جنید سے اپنی ڈیل

کے مطالق بات کر رہا تھا۔ گرے سوٹ پر بال جیل سے سیٹ کیے

گرین آنکھیں جنید کے چہرے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"سر رات تک اسلحہ آپ کے گودام میں پہنچ جائے گا۔ پر

سر۔۔۔"۔

جنید ایک نظر معاویہ کو دیکھ کر چپ ہوا۔

"پر کیا؟"۔

معاویہ نے ایک آئبرو اٹھائی۔

"سر حیدر کو اس ڈیل کا پتا چل گیا ہے۔ وہ کچھ گڑبڑ نہ

کر دے؟"۔

"کرنے دو اسے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ

وہ کیا کر سکتا ہے"۔

"لیکن سر اگر اسنے اس ڈیل کو نقصان پہنچانے کی کوشش

کی تو"۔

"تو پھر میں اسے ایک پیشکش کروں گا جو وہ انکار نہیں کر

سکتا"۔

وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اسکا سکون ابھی

بھی قائم تھا۔

"تم بس آج رات کی تیاری کرو"۔

"بھائی یہ غلط ہے یہ غیر قانونی ہے"۔

کیف جو نجانے کب وہاں آیا تھا معاویہ کی بات سن کر بول اٹھا۔

کیف کی آواز پر معاویہ نے چونک کر مڑ کر دیکھا پھر اسے

سامنے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"اب بتاؤ کیا غلط ہے"۔

اسکے صوفے پر بیٹھنے کے بعد معاویہ نے پوچھا۔ معاویہ اب

کرسی پر آگے ہو کر بیٹھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ آپس میں پھنسائے ہوئے ٹیبل پر رکھے تھے۔

"یہ جو آپ کر رہے ہیں۔ یہ الیگل ہے اور جرم بھی ہے"۔

اسکے لہجے میں معاویہ کے لیے شاک تھا۔

"ہر کامیابی کے پیچھے کوئی نا کوئی جرم چھپا ہوتا ہے میرے

بھائی"۔

معاویہ کی بات پر کیف نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"لیکن ہمارے پاس سب کچھ تو ہے۔ پھر اس اللیگل ڈیل کی

کیا ضرورت ؟"۔

"کیف ایک چیز پر اٹک کر رہا نہیں جاتا۔ ہمیشہ آگے بڑھتے رہنے کی کوشش کرنی چاہیے"۔

"لیکن کوشش اچھی چیز کے لیے کرنی چاہیے۔ کسی غیر

قانونی کام کے لئے نہیں"۔

"تم امریکہ میں رہ کر قانون کو کچھ زیادہ ہی فولو کرنے نہیں

لگے"۔

معاویہ نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"تو اس میں غلط ہی کیا ہے ؟"۔

کیف بھی کافی سنجیدہ تھا۔

"پاکستان میں رہ کر قانون کو فولو کرنا سراسر بچکانا فعل ہے"۔

معاویہ نے لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کرتے ہوئے کہا۔ اسنے کیف کے

چہرے سے آنکھیں پھیر کر لیپ ٹاپ کی اسکرین پر جمادی

تھی۔

”پھر آپ کو پولس فورس جوائن نہیں کرنی چاہئے تھی۔جب

آپ کو قانون بچکانا لگتا ہے تو“۔

کیف کو غصہ آرہا تھا۔اسے ابھی یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اسکا

بھائی کسی غیر قانونی کام میں بھی ملوس ہو سکتا ہے۔

”یہ میرا خواب تھا“۔

معاویہ کا لہجہ ویسا ہی پر سکون تھا۔ نظریں لیپ ٹاپ کی

اسکرین پر ہی تھیں۔

۔”تو کم از کم آپ اپنے خواب کو تو پوری ایمانداری سے نبھاتے“۔

کیف کو اسکے پر سکون لہجے پر تاؤ آیا۔

”بچے یہ سب میں اپنے لیے تو نہیں کر رہا۔یہ میں تم سب کے

لیے کی تو کر رہا ہوں“۔

اب معاویہ کا لہجہ پیار سے سمجھانے واال تھا۔

”نہیں چاہیے ہمیں آپ کا اس طرح سے کمایا ہوا پیسا“۔

کیف کی آواز بلند ہوئی۔۔

”آواز نیچی رکھو کیف۔کمرے میں سب سے بلند آواز کمرے

میں سب سے کمزور آواز ہوتی ہے“۔

معاویہ نے غصے سے کیف کو گھورا۔ اور لیپ ٹاپ کو چھوڑ کر

پوری طرح کیف کی جانب متوجہ ہوا۔

"کیا ڈیڈ جانتے ہیں اس سب کے بارے میں؟ یا آپ نے ان سے

بھی جھوٹ بوال ہے؟"۔

کیف تھوڑی دیر خاموشی سے معاویہ کو دیکھتا رہا پھر معاویہ

سے پوچھا۔ لیکن آواز اب بلند نہیں تھی۔

"میں جھوٹ نہیں بولتا۔ کیونکہ میں کسی سے نہیں ڈرتا"۔

"یعنی ڈیڈ کو اس کے بارے میں کچھ نہیں پتا"۔

کیف نے اپنی بات کی تصدیق چاہی۔

"چھوڑو ان سب باتوں کو۔ آج تمھارا آفس میں پہال دن ہے۔ آئو

میں تمھیں سب سے انٹروڈیوس کرواؤں"۔

معاویہ نے اسکی بات کو نظر انداز کر کے کیف کے پاس جاتے

ہوئے کہا۔

"مجھے جس سے بھی ملنا ہو گا میں خود مل لوں گا۔ آپ کو

زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔

کیف نے کہتے ساتھ اپنے بازو سے معاویہ کا ہاتھ جھٹکا اور پھر

باہر چلے گیا۔

"سر کیا میں کیف سر پر نظر رکھوں وہ کچھ غلط نا کر دیں"۔

جنید جو اتنی دیر سے خاموش کھڑا تھا۔کیف کے جانے کے بعد

بوال۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے"۔

معاویہ کی نظریں دروازے پر تھیں۔جہاں سے ابھی اسکا

چھوٹا بھائی اس سے ناراض ہو کر گیا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔ

"چاچی آپ بھی چلیں نا بہت مزا آیا گا۔گھر میں اکیلے رہ کر

کیا کریں گی آپ؟"۔

دنانیر کا ہاتھ پکڑے انہیں مسلسل منانے کی کوشش کر رہی

تھی۔مہمودہ اور جمال کسی شادی میں گئے تھے۔چونکہ شادی

میں جانا بہت ضروری تھا اس لیے ہالت کے گھر سے ہالت اور

آریان گئے تھے۔اب گھر میں صرف دنانیر،التان،حازم،ہزل اور

عالیہ بیگم تھیں۔

التان اور حازم نے آئوٹنگ کا پلین بنایا تو دنانیر اور ہزل فورا

راضی ہو گئے لیکن عالیہ نے اپنے جانے سے منع کر دیا۔ یہ کہہ کر

کہ وہ گھر پر ہی رہ لیں گی۔

"نہیں میں کیا کروں گی تم لوگوں کے ساتھ جا کر۔ میں گھر پر

رک جاتی ہوں تم لوگ چلے جائو"۔

"آپ انجوائے کریں گی ہمارے ساتھ جا کر"۔

دنانیر نے اسرار کیا۔

"بیٹا اگر میں تمھارے ساتھ چلے گئی اور پیچھے سے ہالت اور

آریان گھر آ گئے تو انہیں گھر میں تاال لگا ملے گا"۔

"نہیں ہم جلدی آ جائیں گے ماما۔ اور اگر ہمیں دیر ہو بھی گئی

تو بابا اور آریان بھائی کے پاس گھر کی کیز ہیں"۔

اس بار ہزل نے بھی انہیں کنوینس کرنا چاہا۔

"اور اگر ان کے پاس کیز نہیں بھی ہوئیں تو چاچا اور آریان

بھائی ہمارے گھر بیٹھ جائیں گے"۔

التان نے ہزل کی بات کے آگے اپنا جمال لگایا۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے"۔

تھوڑی بحث کے بعد عالیہ بھی ان کے ساتھ چلنے کے لیے راضی

ہوگئی۔

"ماما یہ کلر دیکھیں کیسا لگ رہا ہے۔ آپ پر اچھا لگے گا"۔ ہزل نے ایک شرٹ عالیہ کو دیکھاتے ہوئے کہا۔ وہ پانچوں اس وقت شاپنگ مال میں موجود تھے۔ حازم اور آریان واچ کی شاپ کر تھے۔ اور عالیہ، دنانیر اور ہزل کپڑوں کی شاپ پر تھے۔

"نہیں۔ یہ کلر میں کہاں پہنتی ہوں۔ تم لے لو تم پر زیادہ اچھا لگے گا"۔ عالیہ نے منع کیا۔ ہزل ان کی بات کے جواب میں کچھ کہتی کہ اسے کسی نے پیچھے سے پکارا۔

"ہیلو مس ہزل"۔

ہزل آواز پر چونک کر پیچھے مڑی تو پیچھے کیف ہاتھ میں دو، تین شاپنگ بیگز لیے مسکراتے ہوئے اپنی بڑی بڑی براؤن آنکھوں سے ہزل کو ہی دیکھ رہا تھا۔ بلو جینز پر بلیک ٹی شرٹ پہنے وہ اچھا لگ رہا تھا۔ کیف کے پکارنے پر ہزل کے ساتھ ساتھ عالیہ اور دنانیر بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"جی۔۔۔"۔ ہزل نے نا سمجھی سے کیف کو دیکھا۔ اسے کیف کے یوں پکارنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ ان کے آپس

میں ایسے تو تعلقات نہیں تھے کہ کوئی راستے میں دکھے تو روک کر اس سے سالم دعا کی جائے۔

"کیسی ہیں آپ؟"۔کیف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آئم فائن"۔ہزل نے بامشکل جواب دیا۔اسے کیف کے رکے رہنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔عالیہ اور دنانیر بھی حیرت سے اس اسمارٹ سے لڑکے کو دیکھ رہے تھے۔جو بال وجہ فری ہو رہا تھا۔

"آپ اس دن کے بعد سے دوبارہ ہمارے گھر آئیں نہیں۔میں انتیظار کر رہا تھا"۔شاید کیف کو بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بات کرے۔اس لیے جو منہ میں آرہا تھا وہ بول رہا تھا۔

"میں آخر کیوں آتی آپ کے گھر؟اور آپ کیوں انتظار کر رہے تھے میرا؟"۔خاندانی غصہ عود کر آیا۔ہزل سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ۔۔وہ میں ایسے ہی کہہ رہا تھا۔اچھا لگا تھا پارٹی میں آپ سے مل کر تو بس اس لیے۔۔۔"۔کیف گڑبڑایا۔

ہزل نے ایک آئی برو اٹھائی۔جیسے کہہ رہی ہو"ریئلی"۔

"اگر آپ سب نے شاپنگ کرلی ہو تو۔۔۔"۔حازم جو بولتے ہوئے

شاپ کے اندر آرہا تھا کیف کو دیکھ کر چپ ہو گیا۔

"یہ تو وہی لڑکا ہے نا جو ایئرپورٹ پر مجھ سے ٹکرایا تھا؟"۔

حازم نے التان کے کان میں سرگوشی میں پوچھا۔

"ہاں۔وہی ہے حازم۔لیکن یہ تم سے نہیں ٹکرایا تھا تم اس سے

ٹکرائے تھے"۔

"ایک ہی بات ہے التان بھائی۔پر یہ لڑکا یہاں کیا کر رہا ہے؟"۔

"مجھے تو لگتا ہے شاپنگ کرنے آیا ہو گا"۔

"التان بھائییی"۔التان کے جواب پر حازم نے اسے گھورا۔اب

بھئی اسے بھی نظر آرہا تھا کہ وہ شاپنگ کرنے مال آیا ہے۔پر

اس کا سوال یہ تھا کہ ہزل کے پاس کھڑا کیا کر رہا ہے۔

کیف بھی ان دونوں کو دیکھ کر چپ ہو گیا تھا۔اب کیف نے

التان اور حازم کو پہچانا تھا یا نہیں یہ اس کے چہرے کے

تاثرات سے اندازہ لگانا مشکل تھا۔وہ ان دونوں پر ایک نظر ڈال

کر وہاں سے چلے گیا۔

"کون تھا یہ؟"۔حازم سے پہلے عالیہ نے ہزل سے پوچھا۔

"آریان بھائی کے باس کا بیٹا ہے "کیف"۔ ان کے ساتھ جب

پارٹی میں گئی تھی تو وہاں ملی تھی اس سے"۔

ہزل نے جواب دیتے التان کو دیکھا وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا

تھا۔ ہزل کے دیکھنے پر وہ مسکرایا۔ ان کے درمیان جو بھی

تعلق تھا اس میں اعتماد کا درجہ سب سے پہلے تھا اور شک نام

کی کوئی چیز نہیں تھی۔

✨✨✨✨✨

سوفٹ میوزک کی ہلکی دھن کمرے میں گونج رہی تھی۔ اور

وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا موبائل پر آتی ایما کی کال کو

دیکھ رہا تھا۔ ہاں صرف دیکھ رہا تھا۔ نا کال ریسیو کر رہا تھا

اور نا کال ڈسکنیکٹ کر رہا تھا۔ بس ایک ہاتھ سے ٹائی اتارتے

دوسرے ہاتھ سے موبائل پکڑے وہ کسی گہری سوچ میں گم

تھا۔ جب کمرے کا دروازا کھلا۔ بنا ڈور ناک کیے آنے والا صرف

ایک ہی شخص ہو سکتا تھا۔ "معاویہ عالم"۔

کیف نے کمرے میں داخل ہوتے معاویہ کو دیکھ کر جلدی سے

کال کاٹی اور اپنا کوٹ اور ٹائی ہینگ کرنے لگا۔

"چھوڑو یہ کام۔ یہ سب مالزم کر لیں گے۔ تم میری بات
سنوں"۔ معاویہ نے اس کے ہاتھ سے کوٹ، ٹائی اور ہینگر لے کر
بیڈ پر پھینکا اور کیف کر گرد بازو پھیلاتے ہوئے اسے اپنے برابر
صوفے پر بٹھایا۔

"اگر آپ یہ کہنے میرے کمرے میں آئے ہیں کہ میں آپ کی ڈیل
کے بارے میں ڈیڈ کو نا بتائوں۔ تو آپ بے فکر رہیں میں کسی کو
کچھ نہیں بتائوں گا"۔ معاویہ کے برابر سے اٹھ کر وہ سامنے
صوفے پر جا بیٹھا اور سخت لہجے میں کہا۔

معاویہ نے اس کا لہجہ نظر انداز کیا۔ لیکن کیف کی دور جا کر
بیٹھنے کی حرکت دیکھ کر اس کے چہرے پر دکھ کے تاثرات
ابھرے۔

"کیف تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ مجھے اس سے ذرا سا بھی
فرق پڑے گا؟"۔ معاویہ نے ایک بازو صوفے کی پشت پر پھیلاتے
ہوئے پوچھا۔

"تو کیا ڈیڈ کو اگر یہ سب پتا چل جائے تو آپ کو کوئی فرق
نہیں پڑے گا؟"۔ کیف نے حیرت سے پوچھا۔

”کیف اور کتنے دن ناراض رہو گے اپنے بھائی سے ؟“۔معاویہ نے

کیف کے سوال کو مکمل نظر انداز کیا۔

”ہاں جیسے اس سے بھی کوئی فرق پڑتا ہے آپ کو“۔کیف نے

خفا لہجے میں کہا۔

”فرق پڑتا ہے۔جبھی تمھیں منانے خود چل کر تمھارے کمرے

میں آیا ہوں“۔

”میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔بس تھوڑا صدمہ تھا“۔

”اور غصہ بھی“۔معاویہ نے اس کے جملے کے آگے ٹکڑا لگایا۔

۔”ہاں اور تھوڑا غصہ بھی تھا پر اب نہیں ہے“۔

”تو پھر ہو جائے ایک فٹ بال میچ“۔معاویہ کھڑے ہوتے اس کی

طرف ہاتھ بڑھایا۔

”آپ ہمیشہ ہارتے ہیں مجھ سے بھائی پھر بھی پیچھے نہیں

ہٹتے“۔

”مجھے اچھا لگتا ہے تم سے ہارنا“۔کیف کو لان کی طرف لے

جاتے ہوئے معاویہ نے کہا۔

ہاں اسے اچھا لگتا تھا اپنے چھوٹے بھائی سے فٹبال میچ جان

بوجھ کر ہارنا۔ ورنہ معاویہ عالم ایک کامیاب پولیس آفیسر اور

ایک معافیہ لیڈر رفٹ بال میچ ہار سکتا تھا۔ یہ تو بہت شرم کی

بات تھی۔ لیکن اپنوں سے ہارنے میں اسے اچھا لگتا تھا۔

"بھائی آپ مجھے نہیں ہرا سکتے۔ میں نے کہا تھا نا"۔ کیف نے

ایک اور گول کرتے ہوئے خوشی سے چیخ کر کہا۔

"my bad"

"مائے بیڈ"۔ معاویہ نے بیچارگی سے کہا۔ لیکن وہ کیف کو

خوش ہوتا دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"فٹبال میچ ہو رہا ہے؟"۔ بارث عالم نے الن میں داخل ہوتے کہا۔

وہ ابھی جاگنگ کر کے آئے تھے۔

"جی ڈیڈ۔ اور دیکھیں اس بار بھی کیف نے مجھے ہرا دیا"۔

معاویہ نے مسکراتے ہوئے بارث عالم کو بتایا۔

"مجھے حیرت ہے"۔ بارث نے معاویہ کو دیکھتے کہا جو اب

کسی سے کال پر بات کر رہا تھا۔

"کیوں ڈیڈ؟ میں ہر دفع بھائی کو ہراتا ہوں۔ اور آپ ہر دفع یہ

ہی کہتے ہیں"۔ کیف نے منہ بسورا

"ڈیڈ مجھ ایک ضروری کام سے جانا ہے۔میں واپسی میں لیٹ ہو جاؤں گا۔ آپ کیف کے ساتھ میچ کنٹینیو کریں"۔بارش کے جواب دینے سے پہلے معاویہ نے ان کے قریب آتے موبائل پاکٹ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈیڈ آئیں آپ میرے ساتھ کھیلے۔میں آپ کو بھی ہرادوں گا"۔کیف نے مسکراتے ہوئے چیلنج دیا۔

"best of luck Kaif"

"بیسٹ اوف لک کیف"۔معاویہ نے مسکراتے ہوئے کیف کا کندھا تھپتھپایا اور اندر کی طرف بڑھا۔

بلیک جینز پر بلیک ٹی شرٹ پہنے وہ کمرے سے باہر نکال۔ٹی شرٹ سے جھلکتے سے اسکے مضبوط بازو اسکے جم کرنے کی نشاندھی کر رہے تھے۔بائیں ہاتھ کی کالئی پر گھڑی کی اسٹرپ باندھتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"جنید گاڑی نکالو"۔

"سر آفس جائیں گے؟"۔جنید نے معاویہ کے لیے گاڑی کا دروازا کھولتے ہوئے پوچھا۔

"حیدر کے آفس"۔ معاویہ نے مختصر جواب دے کر گلاسز سے اپنی گرین آنکھیں چھپائیں۔

✨✨✨✨✨

ٹانگ پر ٹانگ جمائے صوفے کی پشت پر اپنا دائیں بازو پھیلائے وہ بہت پر سکون ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ اسکی چیل جیسی گرین آنکھیں حیدر کے عالوہ کمرے میں موجود ہر چیز کو بہت دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

اور حیدر میز کے آگے اپنی سیٹ پر بیٹھا۔ غصے سے کھولتے اس بد تمیز پولس والے کو دیکھ رہا تھا۔ جو پہلے بنا اپائنٹمنٹ کے زبردستی اس کے آفس میں گھس آیا اور اب اسے ایسا نظر انداز کر رہا تھا جیسے وہاں اس کے عالوہ کوئی دوسرا موجود ہی نہیں ہے۔ اور اسکے آفس کے صوفے پر تو ایسے شان سے بیٹھا تھا جیسے آفس ہی اسکے باپ کا ہے۔

"اے۔سی تو تھوڑا تیز کرو حیدر۔ کتنی گرمی ہے یہاں۔ دیکھو تمھیں کتنا پسینہ آرہا ہے"۔ معاویہ نے دوستانہ لہجے میں پیچھے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

حیدر نے معاویہ کو گھورتے اے-سی کا رموٹ اٹھایا اور اے-

سی کو مزید تیز کیا۔ حالانکہ کمرے میں پہلے سے اے-سی

اچھی خاصی کولنگ کر رہا تھا۔

"یہ پینٹنگ بہت اچھی ہے کہاں سے چرائی"۔ معاویہ نے دیوار

پر لٹکی پینٹنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں چیزیں چراتا نہیں ہوں۔ اپنے بل بوتے پر حاصل کرتا

ہوں"۔ حیدر نے تلملا کر جواب دیا اس کے برعکس معاویہ

پرسکون تھا۔

"ریئلی؟" معاویہ نے آئی برو اٹھائی۔ "اچھا۔ پھر میرا مال کیوں

چرایا؟ کیا میرے مال پر پریکٹس کر رہے تھے چیزیں چرانے

کی"۔

"وہ تو چیلنج دیا تھا تمھیں۔ پر تم ہار گئے"۔ اب کی بار حیدر

مسکرایا۔

"چیلنج؟"۔ پھر سوالیہ آئی برو اٹھی۔

۔"ہاں چیلنج۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تمھارے مال کا آدھا

حصہ میرا ہو گا۔ بچا سکتے ہو تو بچا لو۔ لیکن تم نے تو کچھ

بھی نہیں کیا شاید تم نے مجھے ہلکہ ہی لے لیا تھا۔ خیر اب

بھگتو"۔

"کس نے کہا حیدر کے میں نے تمھیں ہلکہ لے لیا تھا۔ مجھے

تمھاری طاقت کا باخوبی اندازہ ہے۔ اب ظاہر سی بات ہے

معاویہ عالم سے ٹکر لینے واال کوئی عام آدمی تو نہیں ہو سکتا

نا"۔ معاویہ نے جواب دیتے اپنے موبائل پر ایک نظر ڈالی جس

پر ابھی ایک نوٹیفکیشن آیا تھا۔ معاویہ دلکشی سے مسکرایا۔

"میرے خیال سے تو ابھی تک تمھیں کال آجانی چاہیے تھی۔

لیکن خیر یہ گڈ نیوز میں تمھیں خود دے دیتا ہوں۔ امید ہے

تمھیں میرے منہ سے سن کر زیادہ اچھا لگے گا"۔

"کیا بکواس کر رہے ہو جلدی بولو۔ تم نے کیا، کیا ہے؟"۔ حیدر

نے اشتعال میں آکر پوچھا۔

"ابھی پانچ منٹ پہلے تمھارے ویئر ہاؤس میں آگ لگ چکی

ہے۔ اور تمھاری بدقسمتی اور میری خوش قسمتی سے آگ

کافی زیادہ پھیل چکی ہے۔ اور تمھارے سامان کو کافی نقصان

ہوا ہے"۔

معاویہ کی بات پر حیدر کا رنگ اڑا۔ اسنے جلدی سے موبائل اٹھایا۔ جسے وہ معاویہ کی موجودگی کی وجہ سے اگنور کر رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ کسی کو کال کرتا اسکے ویئر ہاؤس کے مینیجر کی کال اگئی۔ آگے کی بات سن کر وہ مینجر پر برس پڑا۔

"کہاں مرے ہوئے تھے تم سب جب آگ لگی۔ آگ بجھاؤ فوراً۔ مجھے اپنی ساری چیزیں صحیح سالمت چاہیے۔ دس منٹ میں آگ بجھ جانی چاہیے"۔ وہ بہت بری طرح چیختا اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہا تھا۔

وہ جو کال پر مینیجر پر برس رہا تھا اپنے کاندھے پر ہاتھ محسوس کر کے پلٹا۔ اس کے پیچھے معاویہ ایک ہاتھ اسکے کاندھے پر رکھے اور دوسرے ہاتھ میں پانی کا گلاس لیئے کھڑا تھا۔ حیدر کے مڑنے پر اسنے وہ گلاس آگے بڑھایا۔

حیدر نے اشتعال میں پہلے زور سے پانی کا گلاس جھٹکا۔ جو دور جا کر گرا۔ اور پھر اپنے کاندھے سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔

معاویہ نے فوراً اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ جیسے "ہینڈز آپ"

کرتے ہیں۔وہ حیدر کی حالت سے بہت محضوظ لگ رہا تھا۔

"یہ معاویہ تم نے اچھا نہیں کیا۔مجھے اپنا پورا سامان واپس چاہیئے"۔حیدر چیخا۔

"آہستہ بات کرو یار۔ تمھارے پاس ہی تو کھڑا ہوں میں"۔ معاویہ نے دوستانہ لہجے میں کہا۔

"اپنی بکواس بند کرو۔معاویہ تمھیں یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا"۔حیدر پھر چیخا۔اسے معاویہ کو دیکھ کر خون کھول رہا تھا۔

"تمھیں بھی چور نہیں بننا چاہیے تھا"۔اب کی بار معاویہ نے بھی سخت لہجے میں کہا۔اسکے انداز سنجیدہ تھا۔

"تو کیا تمھاری طرح پولس کے بھیس میں معافیہ کا لیڈر بن جاتا؟"۔حیدد نے طنز کیا۔

"معافیہ ہمارے ہاں سرمایہ کاری کی ایک بہترین مثال ہے۔ نہیں؟"۔معاویہ نے مسکراتے ہوئے اسے چیڑایا۔جیسے اپنی بات کا خود ہی لطف لیا ہو۔

"تمھیں جو کرنا ہے کرلو۔لیکن مجھ سے دور رہو۔ یہ یاد رکھنا

تمھیں مجھ سے دشمنی بہت مہنگی پڑے گی معاویہ"۔ حیدر
نے غصے میں دانت پیستے ہوئے کہا۔
"سستا کھانا تو میرا کتا بھی نہیں کھاتا حیدر"۔ معاویہ نے
بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سرد لہجے میں کہا۔
معاویہ نے جواب دے کر سن گلاسز لگائے اور باہر کی طرف
نکال۔ جتنا پر سکون وہ حیدر کے آفس میں تھا اتنا ہی سنجیدہ
وہ حیدر کے آفس سے باہر آتے وقت تھا۔ لفٹ کی طرف جاتے
ہوئے وہ غصے سے موبائل پر نمبر ڈائل کر رہا تھا۔
"آئندہ کے بعد جو بھی حملہ کرنا ہو میرے منہ پر کرنا۔ میرے
پیٹھ پیچھے یا دوسروں کے کاندھے پہ رکھ کر بندوق چالنا
بزدلوں کی نشانی ہوتی ہے"۔ دوسری طرف کال ریسیو کرتے ہی
معاویہ نے سرد لہجے میں کہا۔
"ارے ارے، بچے تھوڑا ٹھنڈے ہو جاؤ۔ اتنا غصہ؟"۔ دوسری
طرف وہ جو ٹی-وی پر اپنا من پسند چینل دیکھنے میں مگن
تھا۔ اسنے موبائل وائبریٹ ہونے پر بنا دیکھے ہی کال ریسیو
کرلی۔ لیکن آگے سے معاویہ کی بات سن کر ہنس کر بوال۔

"ویسے میں نے ایسا کیا کر دیا بچے۔ جس پر تم یوں آگ بگوال

ہو رہے ہو؟"۔ معاویہ کی خاموشی پر اسنے دوبارہ کہا۔

"میرے ساتھ مت کھیلو کائزان کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں

تم سے بہتر کھیل سکتا ہوں"۔ معاویہ نے سرد لہجے میں کہا۔

گرین آنکھوں میں سرخی ڈوری۔

"ہاہاہا۔ بچے میں تمھارے ساتھ کیوں کھیلوں گا۔ بھلا میرا اور

تمھارا کیا مقابلہ؟"۔ کائزان نے مزے سے جوس کا گلاس لبوں

سے لگاتے ہوئے کہا۔

"میں بھی تمھیں یہ ہی سمجھا رہا ہوں بھلا میرا اور تمھارا

کیا مقابلہ"۔

"تم بہت معصوم ہو معاویہ۔۔۔"ابھی کائزان اور بھی کچھ کہتا

کہ معاویہ نے اسکی بات کاٹی۔

"میں معصوم لگتا ضرور ہوں۔ لیکن میں آپ کو مصیبت میں

ڈال سکتا ہوں۔ اور یقیناً آپ ایسا بلکل نہیں چاہینگے"۔

معاویہ کے جواب پر دوسری طرف خاموشی چھائی۔

"یاد رکھنا یہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے"۔ معاویہ نے کہتے ساتھ

Urdu Novels Ghar

کال کاٹی۔

"جنید کائزان پر نظر رکھو۔ یہ سب کائزان نے ہی حیدر سے کروایا تھا۔ ورنہ حیدر میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ بنا کسی سپورٹ کے اتنا بڑا قدم اٹھائے"۔ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے معاویہ نے جنید سے کہا۔

✨✨✨✨

وہ ابھی اسکول سے گھر آئی تھی۔ جب ڈور بیل بجی۔ عالیہ، حازم کے ساتھ مارکٹ گئی تھیں۔ ہالت اور آریان آفس گئے ہوئے تھے۔ گھر میں صرف ہزل ہی تھی۔ ڈور بیل کی آواز پر اپنی سستی دور کرتی وہ دروازا کھولنے کے لیے اٹھی۔

بڑبڑاتے ہوئے وہ جب تک دروازے تک پہنچی۔ جب تک تین، چار دفع ڈور بیل بج چکی تھی۔

"آرہی ہوں بھئی۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے؟۔ صبر نہیں ہے کیا؟"۔

ہزل نے دروازا کھوال تو سامنے ایک لڑکا سرخ گالب کا بوکے لے کر کھڑا تھا۔ ہزل کو دیکھ کر اسنے وہ سرخ گالب کا بوکے ہزل کی طرف بڑھایا۔ اور ایک جگہ سائن کرنے کے لیے کہا۔

"کس نے بھجوائے ہیں یہ؟"۔ سگنیچر کرنے کے بعد ہزل نے اس لڑکے سے پوچھا۔ جس پر اس لڑکے نے لاعلمی ظاہر کی۔

"کون بھجوا سکتا ہے یہ بوکے؟ التان نہیں ہو سکتا اس نے پہلے تو کبھی ایسا بوکے نہیں بھیجا"۔ ہزل نے بڑبڑاتے ہوئے بوکے کو دیکھا جس کی مہک اب پورے کمرے میں پھیل چکی تھی۔

ابھی وہ اسی شش و پنج میں مبتلا تھی کہ دوبارہ بیل بجی۔

ہزل نے دروازا کھولا تو عالیہ اور حازم تھے۔

"یہ فالورز کہاں سے آئے؟"۔ ٹیبل پر گروسری رکھتے حازم کی نظر بوکے پر پڑی تو اس نے پوچھا۔ عالیہ جو اپنی چادر اتار رہی تھیں انہوں نے بھی بوکے کو دیکھ کر ہزل کو دیکھا۔

"پتا نہیں ابھی آپ کے آنے سے پانچ منٹ پہلے کوریئر والا دے کر گیا ہے"۔ ہزل نے پانی عالیہ کی طرف بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"کس نے بھجوائے ہیں۔ اور کس کے نام پر آئے ہیں؟"۔ حازم نے بوکے کو چھوتے ہوئے پوچھا۔

"آئے تو میرے نام ہی ہیں۔ لیکن کس نے بھجوائے ہیں یہ نہیں پتا۔ اور بوکے میں کوئی کارڈ بھی نہیں ہے"۔ اب کی بار ہزل نے

حازم کی جانب پانی کا گالس بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

”بھال کوئی تمھیں کیوں بو کے بھجوائے گا؟“۔عالیہ نے پریشانی

سے ہزل سے کہا۔

”مجھے کیا پتا؟۔میں بھی یہ ہی سوچ رہی ہوں کہ کس کے

پاس اتنا فالتو پیسا ہے جو وہ مجھے بو کے بجھاوائے“۔

”اس میں اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ہو سکتا ہے

کسی دوسری ہزل کے نام ہو بوکے۔اور اس لڑکے نے غلط

ایڈریس پر بوکے دے دیا ہو“۔حازم نے واپس گالس ہزل کی

طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو“۔

✨✨✨✨

وہ ابھی سینٹرل جیل سے واپس آ کر بیٹھا تھا جب باہر سے

کسی کے بحث کرنے کی آوازیں آنے لگیں۔اسنے اپنے کانسٹیبل

کو آواز دی۔

”یہ باہر شور کیوں ہو رہا ہے اتنا؟“۔معاویہ نے ایک ہاتھ سے

ماتھے دباتے ہوئے پوچھا۔الئٹ گرین آنکھیں اس وقت ڈارک

گرین لگ رہی تھیں۔

"سر وہ کوئی لڑکی آئی ہے۔وہ کہہ رہی ہے کہ اسے آپ سے ملنے دیا جائے"۔

"بھیجو اندر"۔معاویہ نے کہتے ساتھ فائل کھولی۔

وہ اپنی ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔سامنے ہی وہ پولس یونیفارم میں فائل کھولے بیٹھا تھا۔گرین آنکھیں فائل پر ہی جھکی تھیں۔ہونٹ کے اوپر چھوٹا پر موٹا تل، تھوڑی پر پرتا گھڑا اور گردن کو ڈھکے کالے بال۔وہ گہری نظروں سے اسکا جائزہ لے رہی تھی۔جب معاویہ نے خاموشی کو محسوس کرتے فائل سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔گرین آنکھوں میں ہلکی سی سرخی مائل ہو رہی تھی۔شاید اسکے سر میں درد تھا۔

"ہیلو"۔معاویہ کے متوجہ ہونے پر اسنے خود ہی بولنے میں پہل کی اور آگے بڑھ کر سیٹ پر بیٹھی۔

"فرمایئے کیا پروبلم ہے آپ کو؟"۔معاویہ نے ہیلو کو نظر انداز کرتے سوال کیا۔

Urdu Novels Ghar

"میرا پرس چوری ہو گیا ہے۔مجھے اسکی رپورٹ لکھوانی تھی۔اس میں میرا ضروری سامان تھا۔پیسے،میک اپ،کریڈٹ کارڈ اور شناختی کارڈ وغیرہ۔وہ سب پرس میں تھا۔اور پرس چوری ہو گیا"۔

"پرس چوری کی رپورٹ آپ باہر بیٹھے کانسٹیبل کو بھی لکھوا سکتی تھیں۔اس کے لیے خاص مجھ سے ملنا ضروری نہیں تھا"۔معاویہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پر مجھے کانسٹیبل سے زیادہ آپ پر اعتبار ہے"۔امتل نے مسکراہ کر کہا۔

"امجد!!"۔۔۔معاویہ نے باہر بیٹھے کانسٹیبل کو بالیا۔امجد کے آنے کے بعد اسنے کہا۔"امجد ان محترمہ کا پرس چوری ہو گیا ہے۔تم رپورٹ لکھو۔اور آئندہ کوئی ایسی چوری کا کیس آئے تو خود ہینڈل کر لینا"۔

"جی سر"۔معاویہ نے امجد کو کہنے کے بعد دوبارہ فائل کھول لی تھی یعنی یہ امتل کے لیے اشارہ تھا کہ اب یہاں سے چلے جائو۔

"کیا مجھے آپ کا نمبر مل سکتا ہے؟"۔ امتل نے خود کا اگنور کرنا محسوس کرنے کے باوجود اسے مخاطب کیا۔

معاویہ نے بس ایک نظر فائل سے اٹھا کر اسے دیکھا۔ جیسے پوچھ رہا ہو "وجہ اس بے تکلفی کی؟"۔

"وہ میں تو بس اس لیے کہہ رہی ہوں کہ اگر دوبارہ میرا بیگ چھن گیا یا مجھ پر کوئی جان لیوا حملہ ہوا تو میرے پاس رپورٹ کرنے کے لیے آپ کا نمبر۔ میرا مطلب ایک پولس والے کا نمبر تو ہونا چاہیے نا"۔ امتل نے خود ہی اسکی سنجیدہ نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے فوراً جواب دیا۔

"اوکے۔ لکھیئے نمبر"۔ معاویہ نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

معاویہ کے کہنے پر امتل جلدی سے سیدھی ہوئی۔ اسکے پاس پرس تو تھا نہیں کہ جس میں پین ہوتا۔ اسنے معاویہ کی ٹیبل پر رکھے کرسٹل کے پینسل مگ میں سے جھٹ ایک پین اٹھایا۔ (معاویہ کی بغیر اجازت۔ معاویہ کو اس چیز سے سخت چڑ تھی)۔ اور معاویہ کے پیڈ میں سے وہ کاغذ پھاڑنے کی جرت

نہیں کر سکتی تھی اس لیے اپنی ہتھیلی پر نمبر لکھنے کے لیے

پین اپنی ہتھیلی پر رکھ کر معاویہ کو دیکھا۔

”جی بتائیں نمبر“۔

”لکھئیے۔15“۔معاویہ نے سنجیدگی سے کہا۔

اور وہ جو پوری توجہ کے ساتھ لکھ رہی تھی معاویہ کے

ایمر جنسی ہیلپ الائن نمبر بتانے پر رکی۔ حیرت سے معاویہ کو

دیکھا۔

”جب بھی آپ کسی مشکل میں ہوں اس نمبر پر کال کیجئے

گا۔پولس آپ کی مدد کو پہنچ جائے گی۔اب آپ جا سکتی ہیں“۔

معاویہ نے اسی سنجیدگی سے کہا۔اور فائل پر جھک گیا۔

معاویہ کی بے رخی پر وہ اداس ہوئی تھی۔معاویہ ایسے ری

ایکٹ کر رہا تھا جیسے اسے جانتا ہی نا ہو۔جبکہ امتل کو تو

کلب والی ملاقات اچھے سے یاد تھی اور یہ ایک ہفتے پہلے ہی

کی تو بات تھی۔

امتل کے جانے کے بعد معاویہ نے فائل سے نظریں ہٹا کر گیٹ پر

دیکھا۔معاویہ کی گہری پر سوچ نظریں گیٹ پر تھیں جہاں

سے ابھی امتل گئی تھی۔ وہ امتل کی بات پر چونک گیا تھا

جب امتل نے کہا تھا کہ "مجھ پر کوئی جان لیوا حملہ ہوا تو"

امتل کی اس بات نے معاویہ کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر

دیا تھا۔ پر اسنے یہ سب امتل کے سامنے ظاہر نہیں کیا تھا۔

اور دوسری طرف پولیس اسٹیشن کے باہر کھڑی وائٹ گاڑی

میں بیٹھی امتل نے اداس نظروں سے ڈیش بورڈ پر رکھے اپنے

پرس کو دیکھا تھا۔ جس کی ابھی جھوٹی کمپلین لکھوانے کے

بہانے پولیس اسٹیشن آئی تھی وہ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا

تھا۔ دراصل تو وہ اس دن کے لیے شکریہ کہنے آئی تھی پر

معاویہ کا مجاز اتنی بے تکلفی کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ اتنی

کیا معاویہ تو ذرا سی بھی بے تکلفی کی اجازت نہیں دیتا تھا

کسی غیر کو۔

✨✨✨✨

"بلکل صحیح ٹائم پر آئی ہو موٹو۔ میرا آج بریانی کھانے کا اتنا

دل چاہ رہا تھا کہ کیا بتاؤں"۔ حازم نے جھٹ دنانیر کے ہاتھ

سے بریانی کی ٹرے لیتے ہوئے کہا۔

دنانیر جو بریانی دینے ان کے گھر آئی تھی۔ اتفاق سے دروازا حازم نے ہی کھولا۔ دنانیر کو بریانی کی ٹرے کے ساتھ دیکھ کر حازم نے فوراً اس کے ہاتھ سے ٹرے چھینی اور دنانیر نے بریانی کی ٹرے چھیننے پر منہ بنایا۔

"حازم بھائی یہ صرف آپ کے لیے نہیں ہے۔ ہزل آپو کے لیے بھی لائی ہوں میں"۔ دنانیر نے اسے وہیں کھڑے بریانی کھاتے دیکھ کر کہا۔

"تمھاری ہزل آپو کو بریانی بلکل نہیں پسند۔ کیا تمھیں نہیں پتا یہ بات؟"۔ حازم نے ایک اور نوالہ لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے پتا ہے۔ پر آج بریانی میں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنائی ہے۔ اس لیے میں انہیں بھی چکھانا چاہتی ہوں"۔

"ہیں۔ کیا واقعی یہ بریانی تم نے خود اپنے موٹے موٹے ہاتھوں سے بنائی ہے؟ حیرت کی بات ہے"۔ حازم نے خوشگوار حیرت سے چھیڑا۔

"اس میں حیرت کی کیا بات؟"۔

"ارے بھئی تم نے ہمیشہ کھانا کھانے کا ہی کام کیا ہے نا۔ کبھی

کھانا بنانے کا کام نہیں کیا اس لیے حیرت ہوئی"۔

"اصل میں آج التان بھائی کی برتھ ڈے ہیں نا اس لیے ان کی پسندیدہ بریانی بنائی ہے"۔

"تو کیا ہمیں تمھارے ہاتھ کی بنی بریانی کھانے کا شرف صرف التان بھائی کی برتھ ڈے والے دن ہی مال کرے گا؟"۔ حازم نے ایک اور نوالہ منہ میں ڈاال۔

"نہیں اب میں اکثر اپنے ہاتھ بنی چیزیں آپ لوگوں کو کھالیا کروں گی کیونکہ آج کل میں کوکنگ سیکھ رہی ہوں"۔

"یعنی اب اکثر ہمارے پیٹ خراب رہا کریں گے"۔ حازم نے بریانی کا نوالہ منہ ڈالتے ہوئے شرارت کہا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا حازم بھائی۔ کیا یہ میرے ہاتھ کی بریانی اچھی نہیں بنی جو آپ سے ایسا کہہ رہے ہیں؟"۔ دنانیر نے حازم کو منہ پھوال کر کہا۔ بول کیسے رہا تھا اور بریانی تو ایسے فر فر کھا رہا تھا۔

"حازم کون ہے دروازے پر؟"۔ آریان نے دروازے کی طرف آتے ہوئے حازم سے پوچھا۔

"موٹو ہے بھائی۔ بریانی الئی ہے"۔

"تو دروازے پر کیوں کھڑا کر رکھا ہے اسے۔ اندر بالئو دنانیر

کو۔ اور تم کیا یہ دروازے پر ہی کھانا شروع ہو گئے ہو۔ اندر آ کر

بیٹھ کر کھائو"۔ آریان نے حازم اور دنانیر کو دروازے پر کھڑا

دیکھ کر کہا۔

"آ جائو اندر موٹو۔ میں نے تو بہت کوشش کی کہ دروازے سے

ہی تم سے جان چھڑالوں لیکن ہائے رے قسمت۔ اب آ جائو اندر"۔

حازم نے شرارت سے کہتے ہوئے آگے بڑھ کر دروازا بند کیا۔ اور

دنانیر نے اس کی بات پر غصے سے اسے گھورا اور اس کے ہاتھ

سے بریانی کی ٹرے لے کر اندر بڑھی۔

"ارے بریانی کیوں لے گئی موٹو؟ بریانی تو دیتی جائو"۔ حازم

بھی آواز لگاتا دنانیر کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔

"ہزل آپو۔ ہزل آپو کہاں ہیں آپ؟"۔ دنانیر نے ہزل کو آواز دی وہ

ہزل کو۔ "آپی" کے بجائے "آپو" کہتی تھی۔ اور جب وہ آپو کہتی

تو اس کے پھولے پھولے گال مزید پھول جاتے اور وہ بہت

کیوٹ لگتی جس پر حازم کو اس پر ٹوٹ ٹوٹ کر پیار آتا۔

"بیٹا ہزل کیچن میں ہے"۔ آریان نے اسے آوازیں دیتے دیکھ کر کہا۔

"دنانیر۔ کیسی ہو چندا؟"۔ دنانیر جو کیچن میں ہزل کے پاس جانے کا ارادہ کر رہی تھی ہزل کو لاؤنج میں آتا دیکھ کر وہیں روکی۔

"اسالم علیکم آپو" (اور دنانیر کے آپو کہنے پر حازم کا دل دھڑکا اس کی کیوٹنیس پر) "ہزل آپو میں آپ کے لیے دیکھیں بریانی الئی ہوں۔ اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے بنا کر۔" دنانیر نے بریانی کی ٹرے آگے کی۔

"موٹے موٹے ہاتھوں سے بنا کر"۔ حازم نے دنانیر کی بات کی تصیح کی۔

"تم نے بنائی ہے"۔ ہزل نے ایک نوالہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"جی آپو۔ آپ کھا کر بتائیں کیسی بنی ہے؟"۔

"بہت مزے کی ہے۔ مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم نے بنائی ہے۔ بہت زبردست ہے۔ رکو میں پلیٹیں التی ہوں اور ماما کو بالتی ہوں پھر سب مل کر کھائیں گے"۔

✨✨✨✨✨

یہ دوسری دفعہ تھا۔ اور اب تو وہ واقعی پریشان ہو گئی تھی۔

بلکہ صرف وہ نہیں پورا گھر پریشان ہو گیا تھا۔ یہ سفید

پھولوں کا بوکے پھر اسی کے نام آیا تھا۔ انہی کے گھر کے

ایڈریس پر۔ عالیہ، ہالت اور آریان نے بھی تشویش کا اظہار کیا۔

البتہ حازم نے اس بار بھی پہلی والی بات کی کہ "ہو سکتا ہے

کوئی غلط فہمی میں غلط ایڈریس پر بوکے بھیج رہا ہو۔ اور

ہزل نام کی بھی ہزاروں لڑکیاں ہو نگی" حازم کی اس بات پر

عالیہ جھنجھلائیں۔

"ہاں ہزل نام کی لڑکیاں ہزاروں ہو نگی لیکن "ہزل ہالت" نام کی

لڑکیاں تو ہزاروں نہیں ہو نگی نا"۔ حازم کی بات پر عالیہ نے

خفگی سے کہا۔

"ہاں ماما ٹھیک کہہ رہی ہیں حازم۔ یہ اتفاق تو نہیں ہو سکتا

نا کہ ہزل ہالت نام ہی کی کوئی لڑکی ہو۔ اور وہ بھی اسی

محلے میں رہتی ہو۔ یہ کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔ یہ پھول

ضرور کوئی ہماری ہزل کے لیے ہی بھیج رہا ہے"۔ آریان بھی

عالیہ کی بات پر متفق ہوا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ ہزل کے لیے کوئی سفید پھول کیوں بھجوائے گا۔پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا"۔ہالت نے بھی اپنی فکر ظاہر کی۔

"ہزل اگر تم جانتی ہو کچھ اس بارے میں تو ہمیں بتاؤ۔ خاموش کیوں ہو؟"۔عالیہ نے ہزل کو خاموش بیٹھے دیکھ کر کہا۔

عالیہ کی بات پر ہزل کے ذہن میں کل دن کی لمحات گردش کرنے لگے۔

وہ اسکول جانے لیے آج تھوڑا لیٹ ہوگئی تھی۔وین والے کو اس نے آج آنے کے لیے منع کر دیا تھا۔وہ جان بوجھ کر لیٹ ہوئی تھی کیونکہ اسے کچھ دنوں سے محسوس ہورہا تھا کہ کوئی اسکا پیچھا کرتا ہے۔جیسے کوئی اس پر نظر رکھ رہا ہو۔ اسے محسوس ہورہا تھا کہ روزانہ اسکول جاتے اور واپس آتے ہوئے ایک گاڑی اسکا پیچھا کرتی ہے۔اور اگر ہزل پیچھے مڑ کر دیکھتی تو یا تو وہ گاڑی رک جاتی یا کسی گلی میں مڑ جاتی۔

ایک دفعہ ہزل شام کے وقت دنانیر سے ملنے کے لیے گھر سے
نکلی تو اسے گلی کے کورنر پر گاڑی تو نہیں پر ایک آدمی کھڑا
نظر آیا۔ اسنے اپنے آپ کو پوری طرح کور کرر کھا تھا۔ وہ ہزل
کو دیکھ کر ایک دم الرٹ ہو گیا تھا۔ ہزل کو ڈرو خوف محسوس
ہوا جس کی وجہ سے واپس گھر آ گئی۔ اس دن پہلی دفعہ وہ
شخص ہزل کو دکھا تھا اس کے بعد وہ شخص کبھی دوبارہ
نہیں دکھا۔ لیکن وہ سفید سیویک اسے روزانہ اپنا پیچھا کرتے
دکھتی تھی۔ ہزل نے اسے اپنا وہم سمجھ کر ٹالنا چاہا لیکن پتا
نہیں کیوں اسے یقین تھا کہ یہ سفید سیویک اسی کا پیچھا
کرتی ہے۔ اسی بات کو کنفرم کرنے کے لیے آج وہ اپنی مقرر
وقت سے ایک گھنٹا لیٹ نکلی تھی کہ جان سکے کہ کیا وہ
سفید سیوک اس کے انتیظار میں کھڑی ہے کہ نہیں۔ اسکول
میں اسکی ریپو شاندار تھی جس کی وجہ سے آن ایک گھنٹے
کی تاخیر پر پرنسپل اسے یقیناً معاف کر دیتی اور ویسے بھی
شروع کے دو پیریڈ اسکے فری تھے۔ یہ کی سوچ کہ جب وہ
ایک گھنٹا لیٹ گھر سے نکلی تو یہ دیکھ کر دھک سے رہ گئی

کہ وہ سفید سیوک اس کے گھر کے کچھ دور کھڑی ہے۔ گاڑی کے کالے شیشے ہونے کی وجہ سے گاڑی میں بیٹھا شخص نظر نہیں آرہا تھا۔

وہ سفید سیویک ہزل کو اپنے گھر سے نکلتے دیکھ کر ایکدم سے اسٹارٹ ہو گئی۔ جیسے نیند سے جاگے ہو۔ ہزل کو اپنا شک درست ہونے پر بہت زیادہ ڈر وخوف محسوس ہوا۔ وہ واپس گھر نہیں جا سکتی تھی۔ اس لیے تیز تیز قدموں سے اسکول چل دی۔ وہ گاڑی ہزل سے کافی فاصلے پر اسکے پیچھے جارہی تھی۔ اسکول میں آکر بھی وہ بچوں پر صحیح سے دھیان نہیں دے سکی۔ بچوں کو کچھ سمجھانے کے بجائے اسنے بچوں سے کیمسٹری کا سرپرائز ٹیسٹ لے لیا۔ اور جب وہ گھر آئی تو اسے اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ اسے سفید بو کے بھیجنے واال اور سفید سیوک میں اسکا پیچھا کرنے واال ایک ہی شخص ہے۔

"کہاں گم ہو میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں ہزل"۔ عالیہ نے تھوڑی زور سے کہا۔

"ہاں؟؟"۔ وہ جو کل کے دن میں کھوئی ہوئی تھی عالیہ کی

آواز پر حال میں لوٹی۔

”میں پوچھ رہی ہوں۔اگر تم اس پھول بھیجنے والے کے بارے

میں کچھ جانتی ہو تو بتائو“۔

”نہیں میں اس کے بارے میں کچھ جانتی تو نہیں ہوں

لیکن۔۔“۔

”لیکن؟لیکن کیا ہزل“۔عالیہ نے بے تابی سے پوچھا۔

ہزل نے ایک نظر سب کو دیکھا۔سب اسی کی طرف متوجہ

تھے۔”لیکن یہ کہ ایک گاڑی واال کچھ دنوں سے میرا پیچھا کر

رہاہے۔ہو سکتا ہے کہ وہ اور بو کے بھیجنے واال ایک ہی شخص

ہو“۔

ہزل کی بات پر سب نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔”ہزل تم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا اس بارے میں؟اور وہ کون

شخص ہے کیوں تمھارا پیچھا کر رہا ہے“۔آریان نے سب سے

پہلے ہوش میں آکر ہزل سے پوچھا۔اس کے لہجے میں غصہ

نہیں تھا بس وہ حیران تھا۔۔”میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی بھائی اور نا میں نے اس شخص کو کبھی دیکھا ہے۔

وہ بس ایک ہفتے سے میرا پیچھا کر رہا ہے۔اسکول جاتے اور آتے وقت میں نے بس

ایک سفید گاڑی کو اپنا پیچھا کرتے پایا“۔

"ایک ہفتے سے تمھارا پیچھا کر رہا ہے اور تم اب بتا رہی ہو وہ

بھی میرے پوچھنے پر۔پہلے ہمیں کیوں نہیں بتایا۔اگر

خدانخواستہ کچھ غلط ہو جاتا تو تب تم ہمیں بتاتی ؟"۔عالیہ

نے غصے میں ہزل سے کہا۔

"ھللانا کرے ماما۔آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ریلکس رہیں

کچھ نہیں ہو گا ہزل کو۔اس کے دو بھائی موجود ہیں ابھی"۔

حازم نے عالیہ کے کاندھے پر بازو پھیلاتے ہوئے آرام سے

سمجھایا۔

"ہزل تم نے کیا اس گاڑی کی نمبر پلیٹ دیکھی تھی۔یا بتا

سکتی ہو کے وہ کس ماڈل کی گاڑی تھی"۔آریان نے نرمی سے

پوچھا۔

"نہیں آریان بھائی نمبر پلیٹ پر نظر نہیں پڑی میری۔ہاں لیکن

وہ وائٹ سیوک تھی اور بلکل نیو ماڈل تھا۔وہ وہی گاڑی تھی

جس کی تصویر آپ ماما کو دیکھا کر کہہ رہے تھے کہ آپ یہ

گاڑی لینا چاہتے ہیں"۔

"اچھا!ہاں میں سمجھ گیا"۔آریان ہلکہ سا ماتھا دباتے ہوئے

کہا۔

"اب کیا کرو گے تم؟"۔عالیہ نے آریان کو سوچ میں گم دیکھ کر

پوچھا۔

"کل دیکھوں گا اس گاڑی کی نمبر پلیٹ۔ پھر اس کی کمپلین

کروں گا"۔ ہزل تم ایسا کرو جب تک یہ معاملہ سلجھ نہیں جاتا

جب تک تم اسکول نہیں جائو"۔ آریان پہلی بات عالیہ کو دیکھ

کر کہی اور آخری بات ہزل سے کہی۔

"نہیں بھائی۔ نائن اور میٹرک کے بورڈ کے پیپرز سر پر ہیں۔

مجھے انکے پریکٹیکل کمپلیٹ کروانا ہے اور ابھی تو میٹرک

کالس کا سیلیبس بھی کمپلیٹ نہیں ہوا۔ میں یوں اچانک اور

وہ بھی اس وقت اسکول کی چھٹی نہیں کر سکتی۔ بچوں کو

اس وقت کالسز کی بہت ضرورت ہے۔ اور میں تو ویسے بھی

وین میں جاتی ہوں نا"۔

"ہاں بھائی ہزل ٹھیک کہہ رہی ہے۔ یوں گھر کے اندر چھپ کر

بیٹھنا تو بزدلوں کی نشانی ہیں۔ اور ہزل کے ڈر کر چھپنے سے

تو اس شخص کو مزید شہہ ملے گی"۔ حازم نے بھی ہزل کی

بات پر مثبت اظہار کیا۔

"تم تو چپ ہی کرو۔ پتا نہیں وہ کون شخص ہے؟ کیسا شخص ہے؟ کہیں بدماش نا ہو۔ اور تم ایسے مشورے دے رہے ہو۔ بس فیصلہ ہو گیا ہزل تم اب اسکول نہیں جاؤ گی۔"۔ عالیہ نے حازم کے بازو اپنے کاندھے سے ہٹا کر اسے لتاڑا۔

"ماما آپ سمجھ نہیں رہیں۔ اسکول جانا بہت ضروری ہے۔ اسٹوڈنٹس کے بورڈ کے پیپر اسٹارٹ ہونے والے ہیں۔ میں اوف نہیں کر سکتی۔" ہزل نے بے بسی سے کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ کل سے اکیلے باہر نہیں جاؤ۔ اور نا ہی وین میں اسکول جانا۔ بلکہ میں تمھیں اسکول چھوڑ آیا کروں گا اور لینے بھی میں خود آؤں گا"۔ ہالت نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں بابا ہزل کو اسکول میں یا حازم چھوڑنے جائیں گے۔ اور لینے بھی میں آجایا کروں گا ویسے بھی اس وقت میرا لنچ ٹائم ہوتا ہے۔ اچھا ہے اس بہانے میں لنچ گھر پر ہی کر لیا کروں گا"۔

آریان نے ہالت کا خیال کرتے ہوئے کہا۔

"چلو پھر یہ ہی ٹھیک ہے"۔ہالت نے گہرا سانس لیتے ہوئے حامی بھری۔

عالیہ نے خفگی سے منہ موڑا۔انہیں یہ باپ، بیٹوں کا فیصلہ زرا پسند نہیں آیا تھا۔"ہنہ میری تو سننا نہیں ہے کسی کو"۔

پھر آریان کے فیصلے کے مطابق صبح آریان ہی ہزل کو اسکول

چھوڑنے اور لینے گیا تھا۔لیکن یہ دیکھ کر ہزل کے ساتھ ساتھ

آریان کو بھی حیرت ہوئی تھی کہ گلی میں کوئی بھی سفید

سیویک ہزل کے انتیظار میں کھڑی نہیں تھی اور نا کسی گاڑی

نے انکا پیچھا کیا۔

✨✨✨✨✨

جلدی جلدی فریش جوس کو اپنے اندر انڈیلنے کے بعد وہ

جلدی سے باہر جانے کے لیے کھڑا ہوا۔

"کہاں جا رہے ہو اتنی تیزی میں؟"۔اب اسنے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا تھا کہ بارث کی آواز پر رکا۔

"جی ڈیڈ وہ شان کے پاس جا رہا ہوں"۔کیف نے ایک نظر

معاویہ کو دیکھ کر بارث کو جواب دیا۔

"کیوں آفس نہیں جانا تمھیں؟ میں نوٹ کر رہا ہوں تم کئی

دنوں سے آفس لیٹ آرہے ہو۔اور لنچ ٹائم میں بھی کہیں چلے

جاتے ہو۔جبکہ میں نے تمھیں کہا ہے کہ لنچ میرے ساتھ کیا

کرو"۔

بارث کی روب دار اور سخت آواز پر اسنے مہروسہ کو مدد

طلب نظروں سے دیکھا۔

Why are you looking at Mahrusa? I have asked

you something, Kaif. answer me

"مہروسہ کو کیوں دیکھ رہے ہو؟ میں نے تم سے کچھ پوچھا

ہے کیف۔ جواب دو"۔ بارث نے وہی اپنے مخصوص ڈوب دار

لہجے میں پوچھا۔

بارث نا غصے میں تھے اور نا چیخ رہے تھے۔ بس انکا لہجہ

سخت اور روب دار تھا۔ بلکل معاویہ کی طرح۔ لیکن معاویہ نے

کبھی اس لہجے میں کیف یا گھر کے کسی افراد سے ایسے بات

نہیں کی تھی۔ جب کہ بارث کا لہجہ ہی ایسا تھا۔ "روب دار اور

کڑک" وہ ہر کسی سے ایسے ہی بات کرتے تھے۔ معاویہ سے بھی

اور کیف سے بھی۔ معاویہ بلکل بارث عالم پر گیا تھا۔ جبھی

اس کی ذہانت، پرسنیلٹی اور کام کرنے کا طریقہ بلکل بارث

عالم جیسی تھا۔ معاویہ بھی بارث عالم کی طرح اپنی منمانی

کرتا تھا۔ اپنی ضد پوری کرتا تھا۔ وہ بارث عالم کی بہت عزت

کرتا تھا ان سے بہت محبت کرتا تھا لیکن پر اگر معاویہ کو ان

کی کوئی بات پسند نہیں آتی تھی تو وہ چاہے کچھ بھی کر

لیں معاویہ کو منا نہیں سکتے تھے۔ جبکہ کیف، بلکل مہروسہ

کی طرح تھا۔ اسے فرق نہیں پڑتا تھا کون کیا کر رہا ہے اور کیا

نہیں۔ اسے بس اپنی زندگی اپنے مطابق چاہیے تھی وہ معاویہ،

مہروسہ اور بارے سے بہت محبت کرتا تھا۔ لیکن وہ بارث کے

روب میں آجاتا تھا۔ اس کے اندر بارث کا ڈر موجود تھا۔

"وہ میں جب سے واپس آیا ہوں۔ جب سے شان سے صحیح

مالقات نہیں ہوئی بس اس لیے اس سے ملنے جارہا تھا"۔ کیف

جیسے منمنایا۔

"اچھا!! پرسو بھی تم نے مجھے یہ ہی کہا تھا کہ تم شان سے

ملنے جارہے ہو۔ اس دن دل بھر کر نہیں ملے تھے کیا؟"۔ اب کی

بار بارث نے اسے گھورا۔

اس دوران معاویہ چپ چاپ ناشتہ کرتا رہا۔ وہ ہمیشہ کیف کو

بارے کی ڈانٹ سے بچاتا آیا تھا۔ ہاں اگر وہ سنگین نوعیت کا

مسئلہ نا ہوتا تھا تب۔ لیکن وہ آج چپ تھا۔

کیف نے مدد طلب نظروں سے پھر معاویہ کو دیکھا۔ کیونکہ مہروسہ کو دیکھنا بیکار تھا۔ مہروسہ تو خود بارث عالم کے آگے چپ ہو جایا کرتی تھیں۔ اس کی کیا مدد کرتیں۔

"تم کہیں نہیں جا رہے۔ میرے ساتھ ابھی آفس چلو گے"۔ بارث نے کیف کو چپ دیکھ کر اسے اپنا فیصلہ سنایا اور پھر کپڑے سے اپنا منہ صاف کیا۔

"جی ڈیڈ"۔ کیف نے سر جھکا کر کہا۔

"اچھا میں اب چلتا ہوں۔ ڈیڈ میں آج تین بجے تک آفس آئوں گا۔ گڈ بائے"۔ معاویہ بھی کپڑے سے منہ صاف کرتا اٹھا۔

"ہمم"۔ بارث بھی کرسی سے اٹھے اور باہر کی طرف بڑھے۔

کیف بھی انکے ساتھ باہر نکال جبکہ پیچھے انکا مالزم انکا بیگ لیئے انکے پیچھے چل رہا تھا۔

✨✨✨✨✨

آج اسکا اسکول کا اوف تھا اس لیے وہ دنانیر کے ساتھ پینٹنگ کی ایگزیبیشن میں آگئی۔ دنانیر کی کسی دوست نے بھی اس

ایگزیبیشن میں حصہ لیا تھا چونکہ دنانیر اکیلے نہیں آنا چاہ

رہی تھی اس لیے وہ ہزل کو بھی ساتھ لے آئی۔

دنانیر اپنی دوست کے پاس چلی گئی تو ہزل اکیلی رہ گئی۔ وہ

اپنے آس پاس رکھی پینٹنگ دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

اسکی نظر ایک پینٹنگ پر آ کر رکی۔ جس میں ایک آدمی ایک

سلطنت کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کی پوزیشن اور اسکا گیٹ

اپ اسے بہت امیر اور طاقت ور ظاہر کر رہا تھا۔ سادے سے

لباس میں ایک لڑکی اس آدمی کے قدموں میں بیٹھی تھی۔ اس

کا سر اس آدمی کے گھٹنے پر ٹکا تھا۔ اس لڑکی کو غریبی کا

لک دیا گیا تھا۔ آدمی کے ایک ہاتھ میں سگریٹ تھی جبکہ اسکا

دوسرا ہاتھ لڑکی کے بالوں میں تھا۔ جیسے وہ لڑکی کے بالوں

میں انگلیاں چال رہا ہو۔ آدمی کی کھڑی ناک اور گہری آنکھیں

اسے مغرور بنا رہی تھیں۔

ہزل کو ایک لمحہ لگا تھا اس پینٹنگ کا عنوان سمجھنے میں۔

اس پینٹنگ میں ایک غریب لڑکی کو ایک امیر آدمی کا غالم

دیکھایا گیا تھا۔

پینٹنگ کا ٹائٹل دیکھ کر تو ہزل کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

پینٹنگ کے ساتھ رکھے کارڈ پر اس پینٹنگ کا ٹائٹل بڑا بڑا لکھا

تھا۔

".Money talks, it can even buy a person"

"ہیلو ہزل"۔ ابھی وہ پینٹنگ کو اور پینٹنگ بنانے والے کو برا

بھال کہہ رہی تھی۔ جب اسے کسی نے پکارا۔ اور یہ آواز تو وہ

لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ اس آواز میں موجود

مغروریت اور امیری کی جھلک وہ کبھی نہیں بھول سکتی

تھی۔ اسے یہ ہمیشہ یاد رہنی تھی۔

ہزل جھٹکے سے مڑی تھی۔ جب وہ اسے اپنے سامنے کھڑا نظر

آیا۔ اسکے دو گارڈز اس کے پیچھے تھوڑے فاصلے پر کھڑے

تھے۔ اور وہ اپنی پوری شان و شوکت اور حسن و جمال کے

ساتھ ایسے مالکانا انداز میں کھڑا تھا۔ جیسے وہ یہاں کی

سلطنت کا مغرور شہزادہ ہو اور باقی سب اسکی عام سی

رعایہ۔

"آپ؟"۔

معاویہ عالم نے بلیک جینز پر وائٹ شرٹ پہن رکھی

تھی۔ سردی کے باعث اس نے بلیک النگ کوٹ پہنا ہوا تھا۔

دونوں ہاتھ اسکے لونگ کوٹ کی پاکٹ میں تھے۔ بال جیل سے

سیٹ تھے۔ گرین آنکھیں آج بھی بلیک گاگلسز کے اندر چھپی

ہوئی تھیں۔ روح کو معطر کر دینے والی خوشبو اس کے قریب

آجانے سے ہزل کو اپنے حصار میں لی ہوئی تھی۔ وہ واقعی اس

وقت بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔ ہزل بے ساختہ اور بے ارادہ اسے

دیکھے گئی۔

"کیسی ہو؟"۔ بڑے رعب سے اس نے سوال کیا۔ جیسے جواب

دینا اس پر فرض ہو جائے گا۔

"مجھ سے اور میری خیریت سے کیا تعلق ہے آپ کا؟"۔ ہزل

کڑے لہجے میں بولی۔

پھر اس نے اپنے سوال کا جواب سنے بغیر قدم آگے بڑھا دیئے۔

وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ ہزل تیز تیز چل رہی تھی۔

جبکہ وہ انتہائی اطمینان سے چلتا ہوا بھی مسلسل اس کے

برابر تھا۔

”آپ میرا پیچھا کیوں کر رہے ہیں؟“۔وہ جیسے ہار کر پھر رک

گئی۔

”میں بس تم سے ایک ملاقات کرنے آیا ہوں“۔سن گلاسز اتار کر

گردن کو ہلکا سا خم دے کر اسنے کہا۔گویا یہ ملاقات ہزل کے

لیے بڑی مسرت کا باعث ہو۔

"اور آپ کی اس ملاقات کا مقصد؟آخر چاہتے کیا ہیں آپ

مجھ سے؟“۔

”شادی کرنا چاہتا ہوں تم سے“۔اپنی خمار آلود سرخ آنکھیں

اس کی آنکھوں میں ڈال کر اس نے پوچھا۔

”شادی؟“۔حد درجہ تعجب سے اس نے دوہرایا۔

۔”مگر کیوں؟میں بھال کیوں ایک غیر،انجان شخص سے شادی

کرلوں؟“۔

”شادی کرنے سے قبل سب غیر اور انجان ہوتے ہیں۔بعد میں

آشنا ہوتے ہیں ایک دوسرے کی ذات سے“۔وہ جیسے اس کی کم

عقلی پر مسکرایا۔

بڑی مدھم،بڑی ہلکی مسکراہٹ لمحہ بھر کو اس کے لبوں پر

چمکی تھی۔ ہونٹوں کے اوپر تل اور تھوڑی پر پر تاڈ مپل گہرا

ہوا تھا۔ جیسے پل بھر کے لیے بجلی کوند جائے۔

"مجھے آپ کی ذات سے آشنائی حاصل کرنے کا کوئی شوق

نہیں"۔ وہ زہر خند لہجے میں بولی۔ یہ صاف معاویہ کے

پروپوزل کا انکار تھا۔ لیکن معاویہ نے پروپوز کیا ہوتب انکار

ہوتا نا معاویہ نے تو اسے انفارم کیا تھا۔

"میں نے تم سے پوچھا کب ہے؟۔ میں تو تمھیں انفارم کر رہا

ہوں کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں"۔

معاویہ کے دوٹوک اور رعب دار لہجے پر ہزل نے اسے غصے سے

دیکھا۔ جبھی معاویہ ایڑیوں پر گھوما اور دور کھڑے ایک

شخص کو اشارے سے پاس بالیا۔ اس بندے کے قریب آنے پر

معاویہ نے اسی پینٹنگ کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے

کہا۔ جس پینٹنگ کو ابھی ہزل برا بھال کہہ رہی تھی۔

"میں یہ پینٹنگ خرید رہا ہوں۔ آئی الئک اٹ"۔ معاویہ نے

جیسے حکم جاری کیا۔

معاویہ کا حکم واال لہجہ سن کر اس شخص نے بنا کچھ کہے

بڑی خوش اخلاقی سے وہ پینٹنگ کور کر کے معاویہ کے آگے

کی جسے پیچھے کھڑے گارڈ نے جلدی سے آگے بڑھ کر پکڑا۔

✨✨✨✨

سامنے کھڑے جنرل کو اسنے بے دلی سے سمیٹا اور سائڈ پر رک

کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی۔ اپنی ناخنوں کو دانتوں

میں چباتی وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

عالیہ نے سبزیاں کاٹتے تیسری دفعہ اسکا جائزہ لیا۔ وہ پریشان،

پریشان سی لگ رہی تھی۔ کھوئی کھوئی سی تھی۔ وہ گھنٹہ

پہلے کیمسٹری کے جنرل چیک کرنے بیٹھی تھی اور اب تک

شاید اس نے صرف ایک ہی جنرل چیک کیا تھا۔ وہ مسلسل

کسی سوچ میں گم تھی۔

”ہزل“۔ عالیہ نے گاجر کاٹتے ہوئے اسے پکارا۔

”اوں“ وہ چونک اٹھی۔ ”جی ماما۔ کہیئے“۔

”کیا سوچ رہی ہو؟“ انہوں نے سرسری سا پوچھا۔

”کچھ بھی نہیں۔ بس ایسے ہی“۔ اس نے سر جھٹکا

”کچھ پریشان سی لگ رہی ہو؟“۔

”نہیں تو“ وہ بے وجہ ہنس دی۔ ”میں کیوں پریشان ہونے لگی“۔

”نہیں، پریشان تو ہو تم۔ بتا نہیں رہی وہ الگ بات ہے۔ مجھے تو تم پچھلے کئی دنوں سے پریشان لگ رہی ہوئی“۔

”وہم ہے آپ کا“۔ وہ مسکرائی۔ ”بھال میں کیوں آپ سے کچھ چھپائوں گی۔ میں بس ذرا اس سفید کار کے بارے میں سوچ رہی تھی“۔

”کیوں کیا اس شخص نے دوبارہ تمھارا پیچھا کرنا شروع کر دیا؟۔ جب سے آریان تمھیں چھوڑنے کا رہا ہے جب سے تو وہ کار تمھارا پیچھا نہیں کر رہی نا“۔ عالیہ نے پریشانی سے پوچھا۔ سبزی اور چھری وہیں چھوڑ کر وہ ہزل کے قریب آکر بیٹھیں۔

”نہیں اب تو وہ گاڑی میرا پیچھا نہیں کر رہی۔ میں بس یہ سوچ رہی تھی کہ کون ہو سکتا ہے وہ شخص۔ اور کیوں کر رہا تھا وہ میرا پیچھا“۔

”چھوڑو ہمیں کیا۔ ہمارے لیے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ شخص خود پیچھے ہٹ گیا۔ بس اب یہ دعا کرو کہ وہ اب

دوبارہ واپس نا آئے"۔

"ہمم"۔عالیہ اب دوبارہ سبزی کاٹنے لگ گئی تھیں۔

ہزل نچلہ لب دانتوں میں دبائے پھر سوچ میں غرق ہو گئی۔وہ تین روز سے مسلسل معاویہ عالم کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ دراصل وہ اس سے اور اس کے نڈر رویئے سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔

"کیا چاہتا ہے یہ شخص مجھ سے"۔

یہ وہ سوچ تھی جو مسلسل اسکا تعاقب کر رہی تھی۔عالیہ کے استفسار پر تو اسنے ایک بہانہ بنا کر انہیں مطمئن کر دیا تھا۔ لیکن وہ خود اپنے دل کو مطمئن نہیں کر پا رہی تھی۔ویسے تو وہ عالیہ سے کوئی بات نہیں چھپاتی تھی۔لیکن یہ بات انہیں بتانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا۔وہ الٹا خود پریشان ہو تیں اور اسے اسکول جانے کے لیے بھی منا کر دیتیں۔جو وہ فلحال ابھی افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔اور عالیہ یہ بات آریان بھائی اور حازم کو بھی بتا دیتیں۔اور یہ بات ان کے لیے نقصاندہ ثابت ہو سکتی تھی۔وہ جوان لڑکے تھے۔جوشیلے تھے۔گرم

Urdu Novels Ghar

خون تھا۔ جزبات میں آکر کچھ بھی کر سکتے تھے۔ اور پھر

معاویہ عالم کوئی معمولی شخص تو نہ تھا۔ اس کی تو ایک،

ایک ادا اس کے بے حد مضبوط اور بااثر ہونے کا اعلان کرتی

تھی۔ وہ اپنے بھائیوں کو کسی خطرے سے دوچار کرنے کا سوچ

بھی نہیں سکتی تھی۔

✨✨✨✨

وہ اسلام آباد کے شاندار سے فائیو اسٹار ہوٹل میں بیٹھا ڈنر کر

رہا تھا۔ جنید پیچھے نظریں جھکائے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ اس

گارڈز ہوٹل سے باہر کھڑے تھے۔

وہ چھری اور کانٹے کی مدد سے موسکا

کا پیس منہ میں رکھ رہا تھا جب وہ خراماں خراماں

(Moussaka)

چلتی ہوئی اسکی ٹیبل کے پاس آئی۔ معاویہ بنا نظریں اٹھائے

اور بنا کچھ ظاہر کئے اپنا ڈنر کرتا رہا۔ اس کا بیہیویئر ایسا تھا

جیسے وہ اپنی ٹیبل پر اکیلا بیٹھا ہو۔

"ہیلو معاویہ۔ کیسے ہیں آپ؟ میں یہاں اپنی ایک دوست کے

Urdu Novels Ghar

ساتھ ڈنر کرنے آئی تھی۔ آپ کو بھی یہاں دیکھا تو آپ کے پاس

آگئی۔ آپ کو برا تو نہیں لگانا"۔ امتل جوش سے بتایا۔

معاویہ نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ بلیک سوٹ میں الئٹ

سے میک اپ میں بال شبہ وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ معاویہ

نے ایک نظر اسے دیکھ کر دوبارہ اپنی پلیٹ کی جانب ہو گیا۔

"کیا آپ مجھے اپنے ساتھ ڈنر کی آفر نہیں کریں گے؟"۔

"کیوں نہیں! بتائیں آپ کیا کھانا پسند کریں گی"۔ معاویہ نے

خوش اخلاقی سے اسے آفر کی۔

"میں یہ ہی ڈش ٹرائی کروں گی"۔ امتل اس کی زرا سی توجہ

پہ کھل اٹھی۔

معاویہ نے موسکا کی ڈش اٹھا کر اس کے آگے کی اور ویٹر کو

بال کر دو، تین ڈش کا مزید آڈر دیا۔ ان سب میں امتل بیٹھی

دلچسپی سے اسکا بھرپور طریقے سے جائزہ لے رہی تھی۔

معاویہ نے آج براؤن جینز پر ڈارک بلو ٹی شرٹ پہنی ہوئی

تھی جس کی اوپر سائڈ پر دو وائٹ الئنز ڈلی تھیں۔ ٹی شرٹ

میں اس کا چوڑا سینہ اور مسلز نمایاں تھے۔ گالسز ناپہنا ہونے

Urdu Novels Ghar

کی وجہ سے اسکی گرین دلکش آنکھیں سامنے تھیں۔امتل کو

ابھی تک اسکی آنکھوں کا کلر واضح سمجھ نہیں آیا تھا۔

کبھی وہ لائٹ گرین دکھتی تو کبھی ڈارک گرین۔

"کیا میرا پرس واپس مال؟"۔وہ دوبارہ اپنے کھانے میں مگن

ہو گیا تھا جب امتل نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے

پوچھا۔

"اگر وہ چوری ہوا ہوتا تو اب تک ضرور مل چکا ہوتا"۔معاویہ

نے ویسے ہی پر سکون لہجے میں جواب دیا۔

معاویہ کے جواب پر امتل دھک سے رہ گئی۔وہ حیران ہوئی۔

شرمندگی الگ ہوئی۔امتل نے نوٹ کیا معاویہ کے لہجے میں

کسی قسم کا کوئی طنز یا غصہ نہیں تھا بلکہ معاویہ نے تو

بہت سادہ سے لہجے میں اسے جواب دیا تھا۔کچھ دیر

خاموشی کے بعد اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے امتل نے کہا۔

"وہ ایکچولی، میں اس دن بس آپ سے اس کلب والی بات کا

شکریہ ادا کرنے آئی تھی۔لیکن میں نے سوچا کہ اگر میں صرف

شکریہ کرنے آئوں گی تو شاید آپ کو برا لگے اور آپ غصہ ہوں۔

بس اس لیے میں نے پرس چوری کا جھوٹا بہانا بنایا"۔

"بلکل صحیح سوچا تھا آپ نے۔ میں واقع غصہ ہوتا۔ اور نا ہی یہ سب مجھے پسند ہے"۔ معاویہ نے نیپکن سے منہ تھپتھپاتے ہوئے صاف گوئی سے کہا۔

معاویہ اپنی بات کہہ کر فورًا کھڑا ہوا۔ جنید نے آگے بڑھ کر براؤن النگ کوٹ معاویہ کو پہنایا۔ اور معاویہ امتل کا جواب سنے بغیر باہر کی طرف چلے گیا۔

امتل آسودگی سے ٹیبل پر رکھے معاویہ کے پیسوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی آج کی بھی مالقات ادھورہ رہ گئی تھی۔

✨✨✨✨✨

وہ بے چینی سے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔ بے چینی اور اضطراب اسکی ہر حرکت سے جھلک رہی تھی۔ شان اسے ایسے ٹہلتا کب سے دیکھ رہا تھا۔ اب تو اسے خود بھی کیف کے ٹہلنے سے چکر آرہے تھے۔

"یار مجھے لگتا ہے ڈیڈ کو پتا چل گیا ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں آج کل، صبح کہاں جاتا ہوں۔ سب پتا چل گیا ہے"۔ کیف نے

پریشانی سے کہا۔

"پہلے یار تم ایک جگہ بیٹھ جائو۔ پھر مجھے بتائو کہ ہوا کیا ہے؟ کیوں اتنے پریشان ہو؟"۔شان نے اسے ناصرف کیا بلکہ اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے اپنے برابر میں بٹھا بھی لیا۔

"یار شان ڈیڈ کو پتا لگ گیا ہے کہ میں روز صبح ہنزل کے تعاقب میں جاتا تھا"۔

"ہو سکتا ہے تمھیں کوئی مس انڈرسٹینڈنگ ہوئی ہو۔ ہو سکتا ہے انہیں کچھ بھی ناپتا چال ہو۔ تم خامخواہ ہی پریشان ہو رہے ہو"۔

"نہیں ایسا نہیں ہے۔ انہیں واقع معلوم ہو چکا ہے۔ کبھی تو وہ مجھے ایک ہفتے سے روزانا صبح اپنے ساتھ آفس لے کر جا رہے ہیں اور مجھے لنچ ٹائم میں بھی آفس سے نکلنے نہیں دیتے"۔

"اچھا تو کیا معاویہ بھائی کو بھی پتا چل گیا ہے؟"۔

"ایسا ہو نہیں سکتا کہ ڈیڈ کو کوئی بات پتا چلے اور وہ بھائی کو معلوم نا ہو۔ ڈیڈ سے پہلے تو بھائی کو ہر چیز کا پتا ہوتا ہے۔ انہیں بھی ضرور اس سب کا پتا ہو گا"۔

”تو پھر وہ اب تک خاموش کیوں ہیں۔ تمھیں کچھ کہتے کیوں نہیں“۔

”یہ ہی تو مجھے نہیں سمجھ آرہا کہ ڈیڈ اور بھائی کو جب سب پتا چل گیا ہے تو وہ مجھے کچھ کہتے کیوں نہیں ہیں۔ ڈیڈ نا سہی پر بھائی کو تو میرے پاس آنا چاہیے تھا نا۔ کوئی نصیحت کوئی وارن ہی کر دیتے“۔ کیف نے پریشانی سے کہا۔

”ہاں کوئی نصیحت نا سہی تو۔ کچھ ڈانٹ ہی دیتے تمھیں“۔ شان نے مزاق میں کہا۔

”نہیں بھائی مجھے کبھی نہیں ڈانتے“۔ البتہ کیف سیریئس تھا۔

”اچھا یار پریشان نا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمھیں خود ہی ڈھیل دے رہے ہوں کہ تم خود ہی سدھر جائو گے“۔

”پتا نہیں شاید ایسا ہی ہو“۔ کیف ابھی کہہ رہا تھا جب اسکا موبائل رنگ ہوا اس نے دیکھا تو ایما کی کال تھی۔ وہ جھنجھالیا۔ ”ایک تو اس نے میرا پیچھا کیا ہوا ہے۔ جان نہیں چھوڑ رہی میری“۔

"کون؟"۔

"ایما!!اور کون"۔کیف ایما کی کال سے بہت جھنجھلایا ہوا

تھا۔

"اوہ۔جب اسے پیچھے لگایا ہے تو لگے گی ناوہ پیچھے"۔شان

کی بات پر کیف نے اسے گھورا۔

✨✨✨✨

"ہزل تمھارا فون بج رہا ہے۔دیکھو کس کی کال ہے"۔

"اچھا ماما دیکھتی ہوں"۔ہزل نے کچن سے نکلتے ہوئے جواب

دیا۔

"ہیلو"۔ہزل نے بنا نام پڑھے کال ریسیو کی۔

"کیا حال ہیں آپ کے"۔التان کی زندگی سے بھرپور آواز آئی۔

"التان"۔ہزل کو پتا نہیں کیوں اتنے دنوں بعد التان کی آواز سن

کر رونا آرہا تھا۔

"جی التان کی جان"۔وہ شوخ ہوا۔

"بدتمیزی نا کرو"۔ہزل نے اپنے آنسو کو قابو پا کر اسے ڈپٹا۔

"پھر کیا کروں؟"۔

"التان اگر تم نے اب کوئی فضول بات کی ناتو میں فون بند کر

دوں گی"۔

"ھلا، یہ ظلم نا کریئے گا ہم پر۔ہم تو جیتے جی مر جائیں

گے"۔

"التان!!میں فون بند کر رہی ہوں"۔ہزل نے اپنی جھینپ مٹاتے

ہوئے دھمکی دی۔

"اچھا، اچھا یار میں تو بس مزاق کر رہا تھا۔فون مت بند

کرنا"۔التان نے جلدی سے کہا مبادا وہ فون بند ہی نا کر دے۔

"بولو کال کیوں کی ہے"۔

"نا سالم کیا، نا خیریت پوچھی۔بس بے مروتی سے ڈائریکٹ

پوچھ رہی ہو کال کیوں کی؟واہ ہزل میڈم آپ کے کیا کہنے"۔

"نہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا۔میں نے تو بس ایسے ہی کہہ

دیا۔تم بتاؤ کیسے ہو"۔ہزل شرمندہ ہوئی۔

"آپ نے خیریت پوچھ لی نا اب بس ٹھیک ہوں"۔التان پھر

شوخ ہوا۔

"اتنے دن ہو گئے تم آئے نہیں گھر۔ماما بھی تمھیں یاد کر رہی

Urdu Novels Ghar

تھیں"۔ ہزل نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں۔

"چچی بھی یاد کر رہی تھیں۔ یعنی "بھی" کا مطلب چچی کے

علاوہ بھی کوئی یاد کر رہا تھا"۔

"ہاں حازم اور آریان بھائی بھی یاد کر رہے تھے"۔

"اب کہو گی چاچا بھی یاد کر رہے تھے۔ بس میں یاد نہیں کر

رہی تھی"۔ التان نے جل کر کہا۔

"ہاں بابا بھی تمھیں یاد کر رہے تھے"۔ ہزل نے مسکراہٹ دبا کر

جواب دیا۔

"ہنس لو ہنس لو۔ میں بھی ایک دن تم سے گن گن کر بدلے

لونگا"۔

"اور وہ دن کبھی نہیں آئے گا"۔

"جی نہیں ہماری شادی کے بعد وہ دن ضرور آئے گا"۔ اب کی

بار التان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"التان تم مجھ سے شادی کے بعد بدلے لو گے؟ تم تو مجھ سے

پیار کرتے تھے نا"۔ التان کی بات پر ہزل نے شرمانے کے باوجود

خود کو بولڈ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”پیار کرتا تھا نہیں کرتا ہوں۔ لیکن یہ کہاں لکھا ہے کہ جس سے پیار کیا جائے اس سے آپ اپنا بدلہ نہیں لے سکتے“۔

”التان“۔

”جی التان کی جان کہوں گا تو تم فون بند کر دو گی۔ اس لیے صرف جی کہہ رہا ہوں۔ جی بولو“۔

التان کی بات پر پتا نہیں کیوں ہزل کو ایک دم معاویہ کی مالقات یاد آئی ہی۔ اور اس نے التان سے بے وجہ سوال کیا۔

”التان یہ عشق کیا ہوتا ہے؟“۔

ہیں آخر تمھیں یوں اچانک عشق کی تعلیم حاصل کرنے کا خیال کیسے آ گیا“۔ التان حیران ہوا تھا اس کے سوال پر۔

”بتائو نا؟“۔ اور وہ جاننے پر با ضد تھی۔

”عشق ایک بے لوث جزبہ ہے۔ عشق میں حاصل حصول کی چاہ نہیں ہوتی۔ عشق وہ نہیں جو تمھیں میرا کر دے۔ عشق تو وہ ہے جو تمھیں کسی اور کا نا ہونے دے۔ اب یہ تمھیں بتانا ہے کہ تمھیں مجھ سے عشق ہے یا محبت“۔

”اور محبت کیا ہے؟“۔ ہزل کسی سحر میں گم پوچھ رہی تھی۔

"محبت بھی ایک جذبہ ہے۔ بہت پرزور جذبہ۔ جو اس جذبے

سے آشنا ہو جاتا ہے پھر وہ کسی اور جذبے کو پہچاننے کا اہل

نہیں رہتا"۔

"التان، میرے لیے تمھاری محبت کیا ہے؟"۔

التان، ہزل کے اس سوال پر مسکرایا۔

"مجھے نہیں پتا تمھارے لیے میری محبت کیا ہے۔ مجھے بس

اتنا پتا ہے کہ تم میرے لیے بہت خاص ہو۔ تم وہ واحد شخص

ہو جس سے بات کرتے ہوئے میں کبھی نہیں تھک سکتا۔ تمھارا

خیال ہی میرے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دیتا ہے۔ تم وہ واحد

شخص ہو جسے مجھے کھو دینے کا ڈر ہے۔ تم وہ واحد شخص

ہو جس کے ساتھ مجھے آخری آرام گاہ تک سفر کرنے کی

خواہش ہے۔ اور شاید یہ ہی میری محبت ہے"۔

"اور؟" ہزل نے مزید جاننا چاہا۔

"محبت تو وہ ہے جو ہاتھ تھامے تو جنت تک لے جائے"۔

"اور؟"۔

"اور محبت جنت کی طرح خوبصورت ہوتی ہے پر جہنم کی

طرح درد دیتی ہے"۔

التان کی اس بات پر اسکا دل دھڑکا۔

"اور؟"۔اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔وہ محبت کی ہولناکیاں نہیں

جاننا چاہتی تھی۔

"اور"۔اب کی بار التان شرارت سے مسکرایا۔"اور محبت کمر

کے درد کی طرح ہوتی ہے۔جو ایکس-رے میں ظاہر نہیں ہوتی۔

لیکن محبت کرنے واال جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے"۔

"آں"۔ہزل اسکی شرارت نا سمجھتی الجھی۔

"اور بتائوں محبت کیا ہے؟محبت ایک ایسا سمندر ہے جو پورا

اخراجات سے بھرا ہے"۔

"التان"۔اب اسکی شرارت سمجھ آنے پر وہ ہلکا سا چیخی۔

"سمجھ آیا محبت کیا ہے؟یا اور بتائوں؟"۔

"التان"۔اسنے جھینپ کر تمبھی کی۔اسکو کیا ضرورت تھی

اور،اور کرنے کی۔

"جی التان کی جان"۔اور ادھر التان نے شرارت سے کہا اور

ادھر ہزل نے کھٹ سے فون بند کیا۔

دوسری طرف التان اسکی باتوں کو سوچتا۔ اپنا نچال لب

دانتوں میں دبائے ہنس رہا تھا۔

✨✨✨✨

"چلو تیار ہو جاؤ ہزل۔ ہم آئسکریم کھانے جا رہے ہیں"۔ آریان

بھائی نے اس کے کمرے میں آتے ہوئے کہا۔

"کون، کون جا رہا ہے؟"۔ ہزل جو ابھی نہا کر نکلی تھی اور بال

سلجھا رہی تھی۔ آریان بھائی کی آواز پر انہیں دیکھا۔

"ہم تینوں جا رہے ہیں۔ اور راستے سے دنانیر کو بھی لے لیں

گے"۔

"چلیں ٹھیک ہے۔ آپ جائیں میں بس پندرہ منٹ میں تیار ہو کر

آ رہی ہوں"۔

"یہ پندرہ منٹ، بس پندرہ منٹ ہی ہونے چاہیئے۔ پندرہ منٹ

سے ایک منٹ بھی زیادہ نا ہو"۔

ہزل نے جلدی سے کپڑے چینج کیئے اور رویئل بلو کلر کی النگ

فراک پہنی۔ اس کے ساتھ بلو کلر کا جارجٹ کا ڈوبٹہ اوڑھا۔

شہد براؤن آنکھوں میں ہلکا کا جل ڈاال، پنک لپ اسٹک لگائی

اور پندرہ منٹ پورے ہونے پر باہر نکلی۔

"لو آگئی ہزل۔ اب تم دونوں لڑنا بند کرو اور جلدی چلو"۔ آریان بھائی نے ہزل کو آتے دیکھ کر حازم اور دنانیر سے کہا۔

ہزل جب باہر آئی تو دنانیر بھی آچکی تھی۔ دنانیر، حازم کی موجودگی میں گھر آئے اور اس کی حازم سے لڑائی نا ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔

آریان بھائی ڈرائونگ سیٹ پر حازم فرنٹ سیٹ پر اور وہ دونوں بیک سیٹ پر بیٹھی تھیں۔ ہزل نے گھر کے گیٹ سے نکلتے ہی وہ سفید سیوک دیکھ لی تھی۔ جو اسکا پیچھا کرتی تھی۔ لیکن ہزل نے آریان بھائی اور حازم کو نہیں بتایا ایک تو دنانیر بھی ان کے ساتھ تھی اور وہ انکا آئسکریم پروگرام بھی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس گاڑی نے آئسکریم پارلر تک انکا پیچھا کیا۔ ہزل کے کہنے پر انہوں اندر جانے کے بجائے گاڑی میں بیٹھ کر آئسکریم کھانے کا سوچا۔ آریان بھائی اور حازم اندر آئسکریم لینے چلے گئے۔ جب کہ ہزل اور دنانیر انکا گاڑی میں ویٹ کرنے لگے۔

جب کافی دیر ہو گئی اور وہ دونوں واپس نہیں آئے اور دنانیر

سے مزید برداشت کرنا محال ہو گیا تو دنانیر کی بے انتہا ضد پر

ہزل گاڑی سے اتری۔ اور دنانیر کو گاڑی میں ہی ویٹ کرنے کا

کہہ کر وہ آئسکریم پارلر کے اندر گئی۔ جب وہ اندر گئی تھی

اسی وقت سفید سیوک سے ایک شخص نکل کر اسکے پیچھے

آئسکریم پارلر کے اندر گیا تھا۔

”آج بہت خوبصورت لگ رہی ہیں آپ“۔

وہ جو اپنی دھن میں مگن آگے بڑھتی چلی جارہی تھی۔ پہلے

چونکی پھر حیرانی سے گردن موڑ کر دیکھنے لگی۔

بلو جینز پر ڈارک گرین کلر کی فل آستینوں کی شرٹ پہنے۔

اپنی بڑی بڑی ڈارک براؤن آنکھوں سے وہ ہزل کو ہی دیکھ رہا

تھا۔

”آپ نے مجھ سے کچھ کہا؟“۔ ہزل نے اسے پہچاننے کے باوجود

انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

”جی آپ سے ہی کہہ رہا ہوں میں۔ میں روز آپ کا گھر کے باہر

گاڑی میں انتیظار کرتا ہوں کہ آپ سے بات ہو سکے پر آپ بہت

Urdu Novels Ghar

جلدی میں ہوتی ہیں"۔ کیف مسکراتے ہوئے قریب ہوا۔

ہزل بے یقینی سے کیف کو دیکھ رہی تھی۔ وہ جو اتنے دنوں سے سمجھ رہی تھی کہ اسکا پیچھا کرنے والی گاڑی معاویہ کی ہوتی ہے وہ آج یہ بات جان کر کہ اسکا پیچھا معاویہ کے بجائے کیف کرتا ہے اسے بہت حیرت ہوئی اور ساتھ غصہ بھی آیا۔ یہ دونوں بھائی کیا پاگل تھے جو یوں اس کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ ایک بھائی تو اس سے شادی کا خواہشمند تھا پر اب یہ دوسرا بھائی اس سے کیا چاہتا تھا۔

"کیوں پیچھا کرتے تھے آپ میرا؟ آخر کیا چاہتے ہیں آپ؟"۔

کیف، ہزل سے تقریباً ڈھائی، تین سال چھوٹا تھا۔ اس کے باوجود ہزل اسے آپ کہہ کر اس لیے مخاطب ہو رہی تھی کیونکہ وہ کوئی بے تکلفی نہیں چاہتی تھی۔

"مجھے آپ بہت اچھی لگتی ہیں۔ میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں"۔ کیف نے تھوڑا جھجھکتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ اپنی عمر دیکھو۔ میں تم سے کتنی بڑی ہوں اور تم اتنی گھٹیا بات کر رہے ہو مجھ سے"۔ ہزل نے غصہ

میں کہا۔ جبکہ اسنے اپنی آواز کو قابو کیا ہوا تھا۔

"کیا ہوا ہزل۔ کیا کہہ رہا ہے یہ؟"۔ حازم نے ہزل سے پوچھا۔

آریان بھائی اور حازم بھی ہزل کو دیکھ کر اس کے پاس آ گئے تھے۔ ان دونوں نے صرف ہزل کی آخری بات سنی تھی۔

"میں بس یہ کہہ رہا ہوں کہ میں ہزل کو پسند کرتا ہوں۔ اور ان سے شادی کرنا چاہتا ہوں"۔ کیف نے اب بنا ڈرے جواب دیا۔

"کیا بکواس کی ہے"۔ آریان بھائی جو ہزل کے دائیں جانب اور حازم جو ہزل کے بائیں جانب کھڑا تھا۔ کیف کے اظہارِ محبت پر دونوں ایکدم سے غصے سے آگے بڑھے اور دونوں نے کیف کا گریبان پکڑا۔ حازم بھائی اس وقت بھول گئے تھے کہ سامنے کھڑا شخص اسکے باس کا چھوٹا بیٹا ہے انہیں یاد تھا تو صرف اتنا کہ اسنے ابھی انکی بہن کے بارے میں بہت گھٹیا بات کی ہے۔

"چھوڑو مجھے"۔ کیف نے اپنا گریبان چھڑوانے کی کوشش کی۔

"چھوڑ دیں بھائی اسے۔ اور پلز چلیں یہاں سے"۔ ہزل نے آریان بھائی کی بازو پر ہاتھ رکھتے گھبراتے ہوئے کہا۔

"آئندہ میری بہن کے بارے میں ایک بھی گھٹیا لفظ منہ سے نکالا تو میں تمھاری جان لے لونگا"۔ آریان بھائی نے کیف کا گریبان چھوڑتے ہوئے کہا۔

"چلو حازم"۔ آریان بھائی نے حازم کو کہا جس پر حازم نے کیف کا گریبان جھٹکے سے چھوڑا۔ کیف نے ہاتھ سے اپنا کالر درست کیا۔

آریان بھائی ہزل کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے گئے۔ حازم بھی انکے پیچھے چل رہا تھا۔

کیف ہاتھوں کی مٹھی بنائے غصے سے انہیں تیز تیز قدموں سے دور جاتے دیکھتا رہا۔ اسنے غصے سے دانت اتنی سے زور سے بھینچے کہ کنپٹی کی رگیں پھول گئیں۔ اسنے باہر نکل کر گاڑی اس تیزی سے آگے بڑھائی کہ ٹائروں کے چرچڑانے کی آواز کئی دیر تک فضا میں گونجتی رہی۔

"شکر ہے آپ لوگ آ گئے۔ میں کب سے آپ کا انتیظار کر رہی تھی اف آئسکریم بھی پگھل گئی ہے"۔ دنانیر ان تینوں کو گاڑی میں بیٹھتے دیکھ کر فوراً شروع ہو گئی تھی۔

حازم اور آریان بھائی نے دنانیر کی وجہ سے خود کو سنبھال لیا تھا جبکہ ہزل بہت خاموش سی تھی۔اسے اب ان دونوں بھائیوں سے خوف سا آرہا تھا۔

گھر پر آکر حازم اور آریان بھائی بہت دیر تک ہزل کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ان دونوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس بارے میں وہ کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے۔فضول میں عالیہ اور ہالت پریشان ہونگیں۔

✨✨✨✨

سلگھتے ذہن کے ساتھ وہ بیڈ پر لیٹا ہوا چھت پر لٹکتے فانوس کو گھور رہا تھا۔ بھینچی ہوئی مٹھیاں بار بار کھلتیں اور پھر بند ہو جاتیں۔سرخ ہوئی آنکھوں میں وہشت سی ناچ رہی تھی۔

"سمجھتے کیا ہیں وہ لوگ خود کو؟ آخر انکی ہمت کیسے ہوئی میرا گریباں پکڑنے کی؟ کیف عالم کا گریبان پکڑنے کی؟"۔وہ تلملا کر بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ادھر سے ادھر ٹہلتا اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔وہ اپنا غصہ چیزوں کو توڑ کر بھی

نہیں نکال سکتا تھا کیونکہ کہ بارث عالم اس وقت گھر پر تھے۔

سگریٹ جال کر اس نے ہونٹوں سے لگائی اور گہرے گہرے کش

لینے لگا۔ لیکن دھواں مزید اسے اپنے اندر سلگھتا ہوا محسوس

ہوا۔ بے بسی یہ تھی کہ وہ خود کچھ کرنے کا اہل نہیں تھا اور

وہ معاویہ کو بھی نہیں بتا سکتا۔ ورنہ اگر وہ معاویہ کو بتا

دیتا تو وہ اچھے سے سبق سیکھاتے ان لوگوں کو کہ ان کی

سات نسلیں یاد رکھتیں۔ بچپن سے ایسا ہی تو ہوتا آیا تھا

معاویہ ہر بار اسے بچا لیتا تھا۔ اسکی ہر لڑائی خود لڑ لیتا تھا۔

اسے ہر سرد و گرم سے بچا لیتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ اپنے ڈیڈ

کے بجائے اپنے بڑے بھائی کے زیادہ قریب تھا۔

کمرے میں آتے شان کو وہ ایک باز کی مانند لگا جو سب کچھ

چیڑ پھاڑ کتر دینا چاہتا ہو۔

”کیف۔ یار کیا ہوا ہے“۔ وہ آگے بڑھا۔

جواباً اسنے شان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

”غصے میں لگتے ہو۔ ماجرا کیا ہے؟ واٹ ہیپنڈ؟“۔

جواب میں کیف نے سلگھتے، جلتے ہوئے اسے ساری بات بتائی۔

"اوہ"۔اس نے ایک گہرا سانس لیا۔"تو اب تم کیا کرو گے؟ کیا بدلہ لو گے ان سے؟"۔

"بدلہ لینا تو چاہتا ہوں پر لے نہیں سکتا۔بھائی کو بھی نہیں بتا سکتا وہ خود مجھ سے خفا ہونگے"۔کیف نے ٹہلتے ہوئے کہا۔

"تم نے بتایا اسکا بڑا بھائی تمھارے ڈیڈ کے آفس میں جاب کرتا تھا؟"۔

"ہاں وہ آریان،ڈیڈ کے آفس میں جاب کرتا ہے۔اس کی ہمت دیکھو ہمارا ملازم ہو کر اس نے میرے ہی گریبان میں ہاتھ ڈاال۔ میرا دل چاہ رہا ہے میں اسے آفس سے دھکے دے نکال دوں۔ اس کی وجہ سے میں آج آفس بھی نہیں گیا"۔کیف کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کچھ کر ڈالے۔

"ہیں۔تم نے ابھی تک اسے آفس سے نہیں نکاال؟ وہ ابھی تک تمھارے آفس میں کام کر رہا ہے؟۔اور منہ تو اسے اپنا چھپانا چاہیئے تم سے اور الٹا تم منہ چھپا رہے ہو"شان نے حیرت سے پوچھا۔

"تو پھر کیا کروں میں؟ میں اسے آفس سے نہیں نکال سکتا۔

ڈیڈ پوچھیں گے تو کیا کہوں گا میں کہ میں کیوں نکالنا چاہتا
ہوں؟ یوں اچانک ایک صحیح کام کرتے ہوئے بندے کو؟ اور
ویسے بھی ڈیڈ مجھ سے پوچھ کر یا میرے کہنے پر کسی کو
آفس سے نہیں نکالتے۔ وہ اپنی مرضی سے سب کرتے ہیں یا
بھائی کی مرضی سے"۔

"تو پھر اب ایک طرح سے ہی تم اس سے اپنا بدلہ لے سکتے
ہو"۔ شان کمینگی سے مسکرایا۔

"کیسے؟"۔ کیف سگریٹ پھینک کر صوفے پر بیٹھے شان کی
طرف بڑھا۔

✨✨✨✨✨

ڈور بیل بجی تو عالیہ نے ہزل کو آواز دی۔

"ہزل۔ دیکھو شاید تمھارے ابا آ گئے ہیں"۔

"جی اچھا دیکھتی ہوں"۔

اسنے آٹھ کر چپلیں پہنیں۔ ڈوپٹہ ٹھیک طرح سے اوڑتی
دروازے تک آئی۔ دروازا کھولتے ہی اسکا چہرہ کھل اٹھا۔

"اسلام علیکم تائی اماں"۔ ہزل ان سے لپٹ گئی۔ پیچھے کھڑا

التان اسے شوخ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"جیتی رہو"۔ انہوں نے اسکا ماتھا چوما۔

"کچھ سالمتی ہم پر بھی بھیج دیجیے۔ ہم بھی اس کے مستحق ہیں"۔ تائی اماں کے آگے بڑھتے ہی وہ شرارت سے گویا ہوا۔

"دنانیر نہیں آئی؟"۔ دنانیر کو ناپا کر ہزل نے پوچھا۔

"اسکا آج پیپر تھا۔ لیکن بے فکر رہو یونیورسٹی سے وہ ڈائریکٹ یہیں آئے گی"۔

تائی اماں کو عالیہ کے پاس بٹھا کر وہ کیچن میں آگئی۔ التان بھی عالیہ کو سالم کرنے کے بعد اسی کے پیچھے کچن میں چال آیا۔

"کیسی ہو"۔ التان نے کیچن میں رکھے اسٹول پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ تم آج آفس کیوں نہیں گئے۔ کیا آج تمھارے آفس کا اوف تھا؟"۔ ہزل نے شامی کباب اور رول فریزر سے نکالتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں اوف نہیں تھا۔ میں نے آج آفس سے چھٹی کی ہے“۔

”کیوں؟“۔ شامی کباب اور رول فرائی کرنے رکھ کر وہ نمکو، چپس اور بسکٹس نکالنے لگی۔

”بس میں نے سوچا اس دن پتا نہیں تمھیں ”محبت“ کا مطلب صحیح طرح سے سمجھ آیا ہو گا یا نہیں اس لیے سوچا تمھیں گھر جا کر صحیح سے سمجھا دوں“۔ وہ شرارت سے بوال۔

”بد تمیزی نا کرو التان“۔ ہزل نے شامی کباب اور رول پلیٹ میں نکالتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں“۔

ہزل نے اس کی شوخی پر اسے گھور کر دیکھا اور باہر چلی آئی۔

”ہزل“۔ عالیہ اسے الئونج میں ہی مل گئیں وہ بہت خوش نظر آ رہی تھیں۔

”کیا ہوا؟ آپ اتنا مسکرا کیوں رہی ہیں؟“۔ ہزل نے انکا چمکتا چہرہ دیکھ کر دلچسپی سے پوچھا۔

”بات ہی ایسی ہے۔ بھابھی تمھیں منگنی کی انگوٹھی پہنانے

آئی ہیں۔اور کچھ دنوں بعد شادی کی تاریخ رکھنے آئیں گیں"۔

"سچ، مطلب اچھا"۔ہزل کے چہرے پر خوبصورت سی

مسکراہٹ پھیلی۔

"ایسا کرو چائے کا پانی رکھو اور رول اور شامی کباب وغیرہ

تل لو"۔

"چائے تو رات کے کھانے کے بعد بنالوں گی۔ابھی میں نے شامی

کباب اور رول فرائی کر لیئے ہیں۔نمکو، چپس اور بسکٹ بھی

نکال لیئے ہیں۔آپ ایسا کریں حازم کو کال کر کے کولڈ رنک النے

کا کہہ دیں۔وہ آفس سے نکل گیا ہو گا۔راستے میں ہو گا۔لے آئے

گا۔جب تک دنانیر بھی آجائے گی"۔

"اچھا پھر ایسا کرو سینڈوچ بھی بنالو اور رات کے لیے فریزر

سے گوشت نکال لو۔رات کو بریانی اور قورمہ بنالیں گے اور

روٹیاں باہر سے آجائیں گی"۔

"بریانی تو آپ بنائیں گی نا۔میں قورمہ اور سینڈوچ بنالیتی

ہوں"۔ہزل کو بریانی بہت بری لگتی تھی اور وہ واحد ڈش تھی

جو ہزل کو بنانی نہیں آتی تھی۔

Urdu Novels Ghar

"اچھاٹھیک ہے۔ لیکن بریانی کے لیے پیاز اور ٹماٹر کاٹ لے نا۔

میں جب تک حازم کو کال کرتی ہوں"۔ عالیہ کہہ کر کمرے کی

طرف بڑھ گئیں۔

وہ بھاری قدموں سے کچن میں آئی۔ خوشی کی وجہ سے چال

بھی نہیں چا رہا تھا۔ اسٹول پر بیٹھا التان معنی خیزی

مسکراہٹ کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"پتا تو چل گیا ہو گا آپ کو ہمارے آنے کا مقصد"۔ التان شوخ

ہوا۔

ہزل اسے اگنور کر کے نئی پلیٹیں نکال کر صاف کرنے لگی۔

"ہزل"۔ التان ایکدم اسٹول سے اتر کر اس کے قریب آیا اور

سنجیدگی سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیئے۔

"ہزل میں آج بہت خوش ہوں کیونکہ آج ہمارے عشق کو ایک

رشتے نام مل جائے گا۔ تم میرے نام لکھ دی جاؤ گی۔ کیا

تمھیں پتا ہے ہزل کہ مجھے تم سے عشق کب ہوا تھا۔ تمھاری

کس چیز سے مجھے سب سے پہلے عشق ہوا تھا۔ جانتی بھی

ہو؟ مجھے سب سے پہلے تمھاری آنکھوں سے عشق ہوا تھا۔

پھر تمھاری آواز سے عشق ہوا۔ پھر تمھاری باتوں سے عشق ہوا۔

پھر تمھارے نام سے عشق ہوا۔ پھر تمھارے اس حسین چہرے

سے عشق ہوا۔ اور اب، اب مجھے تمھاری ہر ایک، ایک چیز سے

عشق ہے"۔

"جب میں تمھیں دیکھتا ہوں تو میرا دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ وہ

جب تمھیں قریب محسوس کرتا ہے تو بے اختیار کہہ اٹھتا ہے"۔

"من عاشق توام"۔

"مجھے تم سے عشق ہے"۔

"آہم"۔ وہ جو التان کی فزوح خیز باتوں کے سحر میں بری

طرح جکڑی ہوئی تھی۔ دنانیر کے ایکدم کچن میں آکر شرارت

سے کھنکھارنے پر چونکی۔ التان نے بھی آہستہ سے اسکا ہاتھ

چھوڑ دیا تھا۔ وہ نا گھبرایا نا شرمندہ ہوا۔ بس اسنے ایک نظر

ہزل کے دھواں چھوڑتے سرخ انار چہرے کو دیکھا پھر دلکشی

سے مسکراتا ہوا باہر چلے گیا۔

"اوہو۔ رومینس ہو رہا تھا"۔ التان کے جانے کے بعد دنانیر نے

شرارت سے کہا۔

”بدتمیز لڑکی۔چپ ہو جائو“۔ہزل نے جھینپ کر ہلکا سا تھپر

اسکے کاندھے پر مارا۔دونوں بہن،بھائی بے شرم تھے۔

”یہ بتائو تم کس کے ساتھ آئی ہو؟“۔ہزل نے دنانیر کی

مسکراہٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

”میرے ساتھ آئی۔ماما نے فون پہ دنانیر کو بھی یونیورسٹی

سے لیتے آنے کا کہا تھا“۔حازم نے کیچن میں آکر ہزل کو

کولڈرنک،کیک اور پیسٹریز پکڑاتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھاا۔ہزل نے اچھا کو کھینچ کر ادا کیا۔”تو تم حازم کے

ساتھ آئی ہو“۔اب کی بار ہزل نے معنی خیز مسکراہٹ سے

دنانیر کو دیکھا۔ہزل کے معنی خیز لہجے اور ایسے مسکرانے پر

فریزر سے پانی کی بوتل نکالتا حازم چونکا۔حازم نے پیچھے مڑ

کر ہزل کو دیکھا جو دنانیر کو معنی خیز مسکراہٹ سے دیکھ

رہی تھی۔پھر اسنے دنانیر کو دیکھا جو جھینپی ہوئی تھی۔

حازم ہزل کی بات اور دنانیر کی سیچیویشن سمجھتا دلکشی

سے مسکرایا۔اور اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لیے جلدی سے

پانی کی بوتل لبوں سے لگائی۔

اتنے میں ڈور بیل بجی تو حازم دروازا کھولنے چال گیا۔ دروازے

پر آریان بھائی اور ہالت تھے۔

دنانیر اور حازم کے درمیان کوئی اظہارِ محبت نہیں ہوا تھا۔ نا

انہوں نے کوئی ایسے عہد و پیمان کیئے تھے۔ بس حازم ہر وقت

دنانیر کو چھیڑ تا رہتا اور دنانیر چڑتی رہتی۔ لیکن آج جب ہزل

نے مزاق میں اسے چھڑا تو وہ پزل ہو گئی اور جھینپ سی گئی۔

سب کو حازم کے حوالے سے تو اندازہ تھا کہ وہ دنانیر کو پسند

کرتا ہے لیکن دنانیر کے حوالے سے ایسا کوئی اندازہ نہیں تھا۔

خود حازم کو بھی نہیں پتا تھا۔ لیکن آج ہزل کے چھیڑنے پر

جیسے وہ شرمائی تھی حازم کو یقین ہو گیا کہ آگ دونوں

طرف برابر لگی ہوئی ہے۔ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا حازم اپنے

گیلے بالوں کو تولیے سے خشک کرتا دنانیر کے شرمانے کا سوچ

کر دلکشی سے مسکرایا۔ اب وہ اپنا نچال لب دانتوں میں دبائے

مسلسل اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا جب عالیہ نے آواز دے

کر اسے باہر آنے کا کہا۔

جب سب آ گئے تو ہزل۔ ساری چیزیں ڈرائنگ روم کی ٹیبل پر

سجا کر واپس کیچن میں آگئی۔ اب تائی اماں ہالت سے اپنے

آنے کا مقصد بیان کر رہی تھیں۔ ڈرائنگ روم میں سب موجود

تھے آریان بھائی، حازم، التان دنانیر سب ہی وہیں تھے سوائے

ہزل کے۔ کیوں کہ اسے شرم آرہی تھی۔ اپنے بھائیوں اور بابا کے

سامنے اپنی منگنی کی بات سنتے ہوئے۔ اس لیے وہ کچن میں

آکر قورمہ تیار کرنے لگی۔ قورمہ بن گیا بریانی کے لیے پیاز اور

ٹماٹر کٹ گئے۔ جب جا کر عالیہ نے اسے آواز دی کہ چیزوں اٹھا

لو۔ اسکا ڈرائنگ روم میں جانا شرم کے مارے محال ہو رہا تھا۔

پر دنانیر کو کچن میں چیزیں اٹھا کر التے دیکھ کر وہ جلدی

سے خود ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی۔

پھر جب عالیہ بریانی بنانے لگیں تو وہ تائی اماں اور دنانیر کو

کمپنی دینے کے لیے ان کے پاس بیٹھ گئی۔ ہالت نماز پڑھنے

مسجد چلے گئے تھے۔ اور التان حازم اور آریان بھائی آپس میں

باتیں کر رہے تھے۔ تقریباً آٹھ بجے جب تایا ابا بھی آگئے۔ وہ

ساتھ میٹھائی کا ڈبہ بھی الئے تھے۔ عالیہ نے اسے کیچن میں

بالیا۔ وہ تایا ابا سے پانی وغیرہ کا پوچھ کر کچن میں چلی

آئی۔

”ابا آگئے تمھارے؟“۔عالیہ نے اسے کچن میں داخل ہوتے دیکھ

کر پوچھا۔

”جی وہ توکب کے آگئے۔اب تایا ابا کے پاس بیٹھیں ہیں۔

بریانی بن گئی؟“۔

”ہاں سب بن گیا ہے۔میں حازم کو روٹیاں لینے کے لیے بھیج

رہی ہوں۔تم جب تک سالد اور رائتہ بنالو۔اور حازم کے آتے ہی

فوراً دستر خوان لگالینا“۔عالیہ اسے ہدایت دیتی کچن سے

نکلیں۔

”جی ٹھیک ہے“۔ہزل سالد اور رائتہ بنا کر فریج میں رکھ رہی

تھی جب دنانیر شرارتی سا مسکراتی ہوئی کچن میں آگئی۔

۔”چلیں آجائے آپ کا بالوا آیا ہے۔آپ کو امی بال رہی ہیں۔

منگنی کی انگوٹھی پہنانی ہے“۔

”سب وہیں ہیں؟میرا مطلب بابا،اور آریاب بھائی وغیرہ“۔

اسے پتا نہیں کیوں گھبراہٹ ہورہی تھی۔

”آپ ڈائریکٹ التان بھائی کا کیوں نہیں پوچھ لیتی۔بے فکر

رہیں وہ بھی وہیں بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ دنانیر کے

صحیح سوال سمجھنے پر وہ جھینپ سی گئی۔

دنانیر کے پیچھے پیچھے شرماتی، جھجھکتی وہ جا کر تائی

اماں کے پاس بلکل چپک کر بیٹھ گئی۔ زندگی میں پہلی دفعہ

اسے التان سے بھی شرم آ رہی تھی۔ اور وہ اسے دیکھ بھی

ایسے رہا تھا۔ کہ بس ہللا کی پناہ۔

"اجازت ہے ہالت؟ عالیہ؟"۔ تائی اماں نے ہزل کا بایاں ہاتھ پکڑ

کر ہالت اور عالیہ سے پوچھا۔

"جی بھابھی آپ بسم کریں"۔ ہالت کے اجازت دینے پر تائی

اماں نے مسکراتے ہوئے انگوٹھی اس کی انگلی میں پہنا دی اور

پیار سے اسے گلے لگا یا۔

تھوڑی دیر بعد حازم اٹھ کر روٹیاں لینے چال گیا اور دنانیر

اسکے برابر میں بیٹھی اس کے کان کھاتی رہی۔ اور وہ ایک

عجیب احساس میں گری انگلی میں انگوٹھی گھماتے دیکھ

رہی تھی۔ پیار کو پا لینے کا ایک خوبصورت احساس سا تھا

جس نے اسے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ اس نے اپنی شہد

رنگ بڑی بڑی آنکھوں کو اٹھا کر التان کو دیکھا وہ بھی اپنی

کال گہری آنکھوں سے دلکشی سے مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ

رہا تھا۔اس کی آنکھوں اور چہرے پر بھی پیار کو پالینے واال

احساس تھا۔ہزل نے شرما کر نظریں جھکا دیں۔اسے اس وقت

کچھ یاد نہیں تھا۔نا"معاویہ عالم" اور نا"کیف عالم" اسے اس

وقت کچھ یاد تھا تو بس وہ تھا"التان جمیل"۔

حازم جب روٹیاں لے آیا تو کھانے کا دور چال۔اس کے بعد ٹھنڈ

کی وجہ سے ہزل نے چائے کے بجائے سب کے لیے کافی بنالی۔

حازم،ہزل اور دنانیر کے لیے آئسکریم الیا تھا تو وہ دونوں

کافی کے بجائے آئسکریم کھانے بیٹھ گئیں۔یوں اس طرح ایک

خوبصورت دن،شام میں ڈھل کر "زیب وزر" میں اختتام

ہوئی۔

✨✨✨✨✨

عالم پویلیئن کے سیکنڈ فلور پر بائیں کمروں میں سے ایک

کمرے میں وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا ایک فائل

پڑھ رہا تھا۔ٹراؤزر اور ہاف آستینوں کی گول گلے کی شرٹ

میں موجود وہ سونے کے لیے تیار لگتا تھا۔ فائل پڑھنے کے بعد

اسنے جھک کر ٹیبل پر رکھے پینسل ہولڈر سے پین نکالا اور

فائل کو اپنے گھٹنے پر رکھ کر سائین کیا۔ سائن کرنے کے بعد

اسنے وہ فائل سامنے ہاتھ باندھے کھڑے جنید کی طرف بڑھائی

اور دوبارہ ٹانگ پر ٹانگ جما کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا

کر بیٹھا۔ ایک بازو صوفے کی پشت پر پھیلالیا جبکہ دوسرا

ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھا۔

"کائزان اور حیدر کی کیا خبر ہے"۔

"حیدر ملک سے باہر گیا ہوا ہے اور کائزان باظاہر تو اپنے بزنس

میں بزی لگتا ہے۔ لیکن مجھے لگتا ہے سر کہ وہ کچھ بڑا کرنے

کی سوچ رہا ہے ورنہ وہ اتنی دیر خاموش نہیں رہتا"۔

"ہمم"۔ معاویہ نے اپنی پر سوچ نظریں وال کالک پر ڈورائیں۔

"کیف گھر آگیا؟"۔

"جی سر۔ کیف سر دس بجے گھر آگئے تھے۔ سر آج ہزل میڈم

کے گھر پر ان کے تایا کی پوری فیملی آئی تھی۔ اور وہ کافی

دیر رہی بھی۔ اور سر وہ۔ وہ پیچھلے کئی دنوں سے کیف سر

بھی انکا پیچھا۔۔۔“۔ابھی جنید مزید کچھ کہتا کہ معاویہ نے

اس کی بات کاٹی۔

”جانتا ہوں۔کیف پیچھلے کئی دنوں سے ہزل کا پیچھا کر تا رہا

ہے۔ایک ہفتے کے لیے وہ رک گیا تھا لیکن کل پھر آئسکریم پارلر تک اسنے ہزل کا پیچھا کیا اور وہاں اس کی ہزل کے

بھائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔جانتا ہوں میں سب۔ تمھیں مجھے بتانے کی

ضرورت نہیں۔جس کام کا کہا کروں آئندہ صرف وہ ہی کام کرنا جنید۔اس کے عالوہ کچھ کرنے کی سوچنا بھی مت“۔

معاویہ جھٹکے سے سیدھا کھڑا ہوا اور چلتا ہوا جنید کے پاس

آ کے رکا۔اسنے ایک ہاتھ جنید کے کاندھے پر رکھا اور سرد لہجے

میں کہا۔”آئندہ میرے بھائی کا پیچھا مت کرنا جنید“۔کہنے کے بعد معاویہ نے ہلکے سے اسکا کاندھا دبا کر چھوڑ دیا۔

اور جنید حقابقا کھڑا معاویہ عالم کو دیکھ رہا تھا۔وہ جو یہ سوچتا تھا کہ معاویہ کو اس کے بتانے سے سب پتا چلتا ہے وہ

حیران ہوا تھا یہ جان کر کہ معاویہ کو پہلے سے ساری باتوں کا

علم ہے۔معاویہ نے ہی جنید کو ہزل کا پیچھا کرنے کا کہا تھا وہ

بلیک ہڈ میں خود کو مکمل ڈھکے اسکا پیچھا کرتا تھا۔تا کہ

اس پر کسی کو شک نا ہو۔لیکن معاویہ کو تو ہزل کا پیچھا کیئے بنا ہی سب باتوں کا علم تھا۔اور پتا نہیں کتنے اور

ریسورسز تھے معاویہ عالم کے۔خیر معاویہ نے آج اس پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ معاویہ اسکا محتاج نہیں ہے۔شاید

وہ کسی کا بھی محتاج نہیں تھا۔

"اور ہاں اب سے ہزل کا بھی پیچھا کرنے کی ضرورت نہیں

ہے"۔

"اوکے سر"۔ جنید نے تابداری سے سر ہالیا۔

"اب تم جائو"۔

جنید کے جانے کے بعد وہ کسی گہری سوچ میں مبتال تھا۔ کل تو اتوار تھا۔ پر سو پیر کو اسے بہت ضروری کام سے "ایور گرین اکیڈمی" جانا تھا۔

✨✨✨✨✨

وہ الئبریری میں اکیلی بیٹھی کیمسٹری کے پیپرز چیک کر رہی تھی۔ جب اسے الئبریری کا دروازا کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔ پھر ایسا لگا جیسے کوئی اسکے پیچھے کرسی کھسکا کر اس پر بیٹھا ہو۔ ہزل کو لگا کوئی ٹیچر ہے۔

تھوڑی دیر تک جب دوبارہ کوئی آواز نہیں آئی تو اسنے گردن

موڑ کر پیچھے دیکھا۔

اسکی پیچھے والی کرسی پر وہ بڑی شان سے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا اسی کو دیکھ رہا تھا۔ آج اسنے کالی شلوار قمیض

پر الئٹ برائون شال پہنی ہوئی تھی۔ ہزل نے اسے پہلی دفعہ

شلوار قمیض پہنے دیکھا تھا۔

اس کے سیاہ بال اسکے سوٹ سے میچ کر رہے تھے۔ اسکی گرین

آنکھیں سیاہ شلوار قمیض پر مزید چمک رہی تھیں۔ سیاہ بال

Urdu Novels Ghar

آج جیل سے سیٹ نا ہونے کی وجہ سے ماتھے پر آ رہے تھے۔

یہ اتفاق تھا کہ آج ہزل نے بھی بلیک جارجٹ کی النگ فراک پہنی ہوئی تھی۔ اسکی شہر رنگ آنکھیں معاویہ کی براؤن شال سے میچ کر رہی تھیں۔

"آپ؟"۔ ہزل ڈر کر جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔ "آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"۔

"آج ٹھنڈ کافی زیادہ ہے۔ تم نے کوئی گرم شال کیوں نہیں پہنی ہوئی؟"۔ معاویہ نے ہزل کے سوال کو اگنور کرتے اپنا سوال کیا۔ اسنے جتایا وہ کسی کے سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہے۔ اسکی مرضی کہ وہ سامنے والے کے سوال کا جواب دے یا نہیں۔ اور ویسے بھی وہ ان سوالوں کے جواب نہیں دیتا تھا جو سوال اسے پسند نہیں آتے تھے۔

معاویہ کے جواب پر ہزل نے تعجب سے اسے دیکھا۔ پھر دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟"۔

"تمھیں شال پہنی چاہیئے تھی"۔ دوبارہ اسکے سوال کو نظر انداز کرتے معاویہ نے اسے مشورہ دیا۔ شاید معاویہ الشعوری طور پر ہزل کو خود سے میچ کرنا چاہ رہا تھا۔ ہزل نے بس ایک

Urdu Novels Ghar

شال نہیں پہنی ہوئی تھی باقی وہ تقریباً معاویہ سے میچ کر رہی تھی۔شاید اس لیے معاویہ چاہتا تھا کہ ہزل بھی شال پہنتی اور پھر پوری طرح معاویہ سے میچ کرتی۔

معاویہ کا مشورہ سن کر اسے مزید غصہ آیا۔اسنے ایک نظر

البریری کے بند دروازے کو دیکھا۔اور البریری سے باہر جانا

ہی بہتر سمجھا۔اسنے ابھی ایک قدم بھی نہیں لیا تھا جب معاویہ کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

"کوشش کر کے دیکھ لو"۔اسنے ہزل کے یوں دروازے کی طرف

دیکھنے سے اسکا ارداہ جان کر کہا۔

ہزل نے بے بسی سے اسے بادشاہ کو دیکھا جس نے اسے بنا کسی طاقت سے ابھی قید کرر کھا تھا۔"ظالم بادشاہ"۔ہزل کو ڈر تھا کہ کوئی ٹیچر یا اسکول کی پرنسپل نے اسے البریری میں بند

معاویہ کے ساتھ دیکھ لیا تو وہ کیا سوچیں گی۔اوپر سے

معاویہ نے البریری کا دروازا بھی اندر سے بند کرر کھا تھا۔

"آپ پلیز یہاں سے چلے جائیں اگر کسی نے ہمیں یوں ایک ساتھ دیکھ لیا تو وہ کیا سوچے گا"۔

"کچھ بھی نہیں سوچے گا۔تم کسی عام شخص کے ساتھ نہیں کھڑی ہو بلکہ معاویہ عالم کے ساتھ کھڑی ہو"۔

"آپ کے بارے شاید کوئی کچھ نا سوچے۔لیکن وہ ضرور میری زات پر کیچڑ اچھالیں گے۔پلیز چلے جائیں آپ یہاں سے۔آخر

آپ کیوں آئے ہیں؟"۔ہزل نے غصے سے کہا۔

"بتایا تو تھا شادی کرنا چاہتا ہوں تم سے۔بس اسی سلسلے میں رشتہ جوڑنے آیا ہوں تم سے"۔معاویہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"مجھے آپ سے کوئی رشتہ نہیں جوڑنا۔میرا پہلے ہی اپنے کزن کے ساتھ بہت گہرا رشتہ جڑ چکا ہے۔اور میں اس رشتے سے بہت خوش ہوں"۔

"اچھا!ویسے ایک رشتہ ٹوٹنے میں کتنی دیر لگتی ہے؟"۔

معاویہ نے ایک نظر ہزل کی انگلی میں پہنی انگوٹھی کو دیکھا پھر بڑے پرسکون لہجے میں پوچھا۔

"میں۔میں التان سے بہت محبت کرتی ہوں"۔ہزل اسکی پرسکون سے لہجے میں دی گئی دھمکی پر خوف زدہ ہوئی۔

"میں تمھیں بہت جلد حاصل کرلونگا۔اور جب تم میری ہوگی تو مجھ سے بھی محبت کرنے لگوگی"۔

"غلط فہمی ہے آپکی۔میں کبھی آپ کی نہیں ہونگی۔میں پہلے ہی کسی اور کی ہوچکی ہوں"۔

"تم ہمیشہ سے معاویہ عالم کی تھی ہزل ہالت۔۔۔"۔

"نہیں۔میں آپ کی کبھی نہیں تھی"۔ہزل نے معاویہ کی بات کاٹ کر غصے سے کہا۔

"تم معاویہ عالم کی ہو۔ اور ہمیشہ معاویہ عالم کی رہو گی"۔

معاویہ نے اسکی بات اور اسکا بات کاٹنا اگنور کر کے اپنا جملہ کمپلیٹ کیا۔

"میں آپ کی نہیں ہوں معاویہ عالم۔ اور نا کبھی آپ مجھے حاصل کر سکیں گے"۔

"چیلنج دے رہی ہو معاویہ عالم کو؟ تو یہ بات یاد رکھو کے معاویہ عالم کبھی بھی کوئی چیلنج نہیں ہارا اور نا یہ چیلنج ہارے گا"۔ معاویہ نے رعونیت سے کہا۔ اس کے لہجے میں غرور تھا۔

"اور اگر یہ والا چیلنج ہار گئے تو؟"۔ ہزل نے معاویہ کے جواب پر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔

"معاویہ کبھی نہیں ہارتا۔ لیکن اگر وہ یہ چیلنج ہار گیا تو وہ دن معاویہ عالم کی موت کا دن ہو گا۔ اور اگر معاویہ عالم" یہ" چیلنج ہار گیا تو سمجھو وہ زندگی ہار گیا"۔

"اور ایک بات یاد رکھنا ہزل حالت۔ اگر میں ہار گیا تو اس دن صرف معاویہ عالم کی موت کا دن نہیں ہو گا بلکہ ہزل حالت کی بھی موت کا دن ہو گا۔ کیوں میں تمھیں کسی اور کی دسترس میں تو جانے نہیں دونگا"۔

"تو پھر اپنی ہار کے لیے تیار رہیئے گا معاویہ عالم۔ کیونکہ ہزل حالت مر تو جائے گی لیکن التان جمیل کے علاوہ کسی اور کی دسترس میں نہیں جائے گی"۔

ہزل کے اس طرح چیلنجنگ والے انداز پر معاویہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔بلکہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا۔اور لمبے لمبے

قدموں سے ہزل کے قریب آیا۔ہزل ڈر کے تھوڑا پیچھے ہٹی۔

معاویہ لفظوں سے زیادہ اپنے عمل سے جواب دیتا تھا۔

وہ آگے بڑھا اور ہزل کی انگلی سے انگوٹھی کھینچ لی۔ہزل کی ساری چیخیں اس کے حلق میں اٹک گئیں۔وہ وحشت زدہ سی

اسے دیکھ رہی تھی جو اس کے بہت قریب کھڑا تھا اور اب

اس کی وہی انگلی میں اپنے نام کی انگوٹھی پہنا رہا تھا۔

"آج سے تم میری نام سے منسوخ ہو۔آج سے تم میری منگیتر ہو۔اپنے دلوں دماغ سے کسی اور کی دسترس میں جانے
خیال

نکال دو"۔معاویہ نے اپنے کاندھے سے شال اتار کر ہزل کے کاندھوں پر ڈالتے ہوئے رعب سے کہا۔

"مجھ سے محبت کرو ہزل۔جیسی میں محبت کرتا ہوں ویسی

محبت کرنا تو تمھارے بس کی بات نہیں۔اسی لیے بس اتنی

محبت جتنی کر سکتی ہو۔یہ میرا معاویہ عالم کا حکم ہے۔اور

تمھیں اسے ماننا پڑے گا ہزل حالت"۔معاویہ کے ہاتھ ہزل کے کے کاندھے پر اپنی شال پر تھے۔معاویہ نے اپنی بات
مکمل کر کے۔

اسکا کاندھے ہلکے سے دبائے اور چھوڑ دیا۔جو معاویہ کا مخصوص انداز تھا۔

ہزل پھٹی، پھٹی آنکھوں سے اسے لائبریری سے باہر جاتا دیکھ رہی تھی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے جان اسکے جسم سے نکل چکی ہے۔ سانس میں بحال کرنے میں بڑی دیر لگی اسے۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ دیکھا اس میں التان کے نام کی انگوٹھی ہرگز نہیں تھی۔ بلکہ پانچ ہیروں سے سجی چمکتی، دمکتی انگوٹھی

اطراف کو چمکا رہی تھی۔

اس نے گھبرا کر التان کی انگوٹھی تلاش کرنے کے لیے ادھر ادھر دیکھا۔ دور ہی میز کے نیچے اسے اپنی انگوٹھی نظر آئی۔

وہ ڈور کر میز کے پاس گئی اور جھک کر انگوٹھی اٹھائی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وہ ہاتھ میں پکڑی التان کی انگوٹھی کو بے دھیانی میں تک رہی تھی۔ پتا نہیں معاویہ عالم کی پہنائی ہوئی انگوٹھی کتنی قیمتی تھی۔ اور التان کی انگوٹھی کی کیا قیمت تھی۔ وہ چونکی جب، جب اسکی آنکھ سے ایک موتی

ٹوٹ کر التان کی انگوٹھی کے نگینے پر گرا۔

اسنے جلدی سے معاویہ کی انگوٹھی اتار کر التان کی انگوٹھی

پہنی۔ لیکن پتا نہیں اسے ایسا لگا جیسے اس میں اب وہ پہلے والی بات نہیں رہی۔ پہلے وہ صرف ایک انگوٹھی نا تھی بلکہ پہلے اس انگوٹھی میں التان کے جذبات اور احساسات بھی شامل تھے۔

✨✨✨✨

ہزل جب اسکول سے گھر آئی تو ایک اور ٹینشن اسکی منتظر تھی۔ اس نے معاویہ کی

انگوٹھی اتار کر واپس التان کی انگوٹھی پہن لی تھی۔ اور معاویہ کی انگوٹھی کو اپنے

بیگ میں ڈال لیا۔ چونکہ بیگ چھوٹا تھا اس لیے معاویہ کی شال کو بیگ میں رکھنے کے

بجائے اس نے شال کو فولڈ کر کے اپنے ہاتھ پر ہینگ کر لی۔

دروازا عالیہ بیگم نے کھولا تھا۔

"کچھ ہوا ہے کیا ماما؟ آپ پریشان لگ رہی ہیں؟"۔ ہزل نے عالیہ کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔

"آریان کا ایکسیڈینٹ ہوا ہے"۔

"کیا۔ کیسے ؟۔ اب ٹھیک ہیں بھائی؟"۔ ہزل نے پریشانی سے پوچھا۔ صبح تک تو ٹھیک تھے۔ اچانک کیسے ایکسیڈنٹ ہو گیا۔

"ہاں اب ٹھیک ہے۔ پر ڈاکٹر نے ایک ہفتے کا بیڈ ریسٹ کا کہا ہے"۔

"اچھا میں دیکھتی ہوں۔ اپنے کمرے میں ہیں وہ؟"۔

"ہاں۔ کمرے میں ہی ہے"۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

وہ آہستہ سے ڈور ناب گھماتا اندر داخل ہوا۔ کمرے میں ای-سی کی کولنگ کے ساتھ ساتھ سگریٹ کی ناخوشگوار بو پھیلی ہوئی تھی۔ معاویہ عالم نے پردہ ہٹایا تو شیشے کی دیوار سے سورج کی چمکیلی کرنیں چھن کرتی اندر چلی آئیں۔

معاویہ عالم نے پلٹ کر کمرے کا جائزہ لیا۔ کارپیٹ پر ایک سر سے دوسرے سرے تک سگریٹ کے ٹکرے بکھرے ہوئے تھے۔ ہر کونے پر کشن اوندھے پڑے تھے۔ بیڈ شیٹ آدھی بیڈ پر اور آدھی کارپیٹ پر پڑی تھی۔

اور وہ ہاتھ پائوں پھیالئے۔ الٹا لیٹا بے خبر سو رہا تھا۔

"کیف۔ کیف ویک اپ"۔ معاویہ نے آگے بڑھ کر اسکا کندھا ہالیا۔

"ہوں"۔ وہ کراہا اور سیدھا ہو کر بے سدھ ہو گیا۔

"کیف"۔ معاویہ نے پھر پکارا۔

اس نے بامشکل سوجی ہوئی آنکھیں کھولیں۔ اور سوئے ہوئے دماغ کو بے دار کرنے کی کوشش کی۔

"بھائی۔ آپ"۔ آنکھیں جھپکا جھپکا کر نیند بھگانے کی کوشش کرتے ہوئے اسنے حیرت سے معاویہ عالم کو دیکھا۔

"کیف تمھارے پاس جسٹ 10 منٹس ہیں۔ دس منٹ کے بعد تم مجھے نیچے پورچ میں ملو"۔ معاویہ اسے حکم سادر کرتا کمرے سے نکل گیا۔

پہلے تو کیف خالی الذہن ایسے ہی بیٹھے رہا لیکن پھر معاویہ کی وقت پابندی کا سوچتے جلدی واڈروب کی بھاگا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں بھائی؟"۔ کیف نے سامنے سڑک کو دیکھتے ہوئے معاویہ سے پوچھا۔

"ہم النگ ڈرائیو پر جا رہے ہیں کیف"۔

"بھائی اب آپ کو النگ ڈرائیو پر میرے ساتھ جانے کے بجائے کسی حسین لڑکی کے ساتھ جانا چاہیے"۔ کیف نے شرارت سے کہا۔

"نیکسٹ پلین میرا یہی ہے"۔معاویہ نے ایک نظر کیف کو دیکھ کر مسکراہ کر جواب دیا۔

"یعنی آپ نے وہ لڑکی ڈھونڈلی ہے جس کے ساتھ آپ النگ ڈرائیو پر جائیں گے؟"۔کیف نے حیرت اور بے یقینی سے معاویہ کو دیکھ بے تابی سے پوچھا۔

"بلکل"۔معاویہ اسکی بے تابی دیکھ کر مسکرایا۔

"اور کون ہے بھائی وہ؟"۔

"ہزل ہالت"۔معاویہ کے دو لفظی جواب پر کیف نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔معاویہ عالم کے ان دو لفظوں نے بہت زور سے توڑا تھا کیف کو۔وہ سفید پڑتے چہرے کے ساتھ سانس روکے معاویہ عالم کی اگلی بات کا انتیظار کرنے لگا۔کہ شاید وہ ہزل ہالت کوئی اور ہو۔

"ہمارے آفس کے ایمپا لئے آریان ہالت کی سسٹر"۔اور معاویہ نے اس کے شک کی تصدیق بھی کر دی۔

"میں نے اسے پارٹی میں پسند کیا تھا کیف۔اچھی لڑکی ہے۔مجھ پسند ہے۔وہ بہت جلد عالم پویلین میں معاویہ عالم کی "انت الحیاۃ" بن کر آئے گی"۔کیف کو مستقل خاموش دیکھ کر وہ اسے مزید بتانے لگا۔

"وہ بہت جلد میری بیوی اور تمھاری بھابھی بن کر عالم پویلین میں آئے گی۔اندازہ

Urdu Novels Ghar

ہو گیا ہو گا تمھیں کہ وہ اور اسکے گھر والوں کی اب کیا حیثیت ہے۔معاویہ عالم کی بیوی کا کیا رطبہ ہے۔وہ تمھارے لیے کتنی قابل احترام ہے۔میں یہ بات سب سے پہلے تمھیں بتانا چاہتا تھا۔ابھی میں نے ڈیڈ کو بھی اپنے پلین کے بارے میں نہیں بتایا۔تم میرے بہت قریب ہو کیف۔میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔میں نہیں چاہتا ہمارے درمیان کبھی بھی دوری آئے۔یا کبھی بھی تم میری وجہ سے ہرٹ ہو۔یقین مانو اگر ایسا ہوا تو مجھے بہت تکلیف ہو گی۔مجھے امید ہے تم بہت اچھی طرح سے سمجھ گئے ہونگے کیف"۔

معاویہ نے اسے۔اس کی کسی حرکت کا حوالہ نادے کر بھی اسے بہت اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔بہت واضح لفظوں میں اس نے کیف کو تنبیہ کی تھی۔اور کیف بہت اچھی طرح اسکی تنبیہ سمجھ بھی گیا تھا۔کیف بہت اچھی طرح سمجھ گیا تھا آج کی النگ ڈرائیو کا مطلب۔

معاویہ نے اب گاڑی واپس عالم پویلین کے راستے میں ڈال دی تھی۔معاویہ جتنا پرسکون تھا۔کیف اتنا ہی بے سکون۔وہ بہت مشکل سے خود پر قابو پا کر بیٹھا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

عالم پویلین کے اوپر والے پورشن میں ایک کمرے سے بہت سی چیزیں ٹوٹنے کی آوازیں آرہی تھیں۔کمرے کے اندر کی حالت کمرے میں موجود شخص کے غصے کا پتا دیتی تھی۔کمرے

کی تقریباً ہر چیز زمین پر بکھری پڑی تھی۔ کچھ شو پیس ٹوٹ کر اپنی اصلی حالت کھو چکے تھے۔

کیف بپھرے ہوئے شیر کی طرح پورے کمرے میں غصے سے ٹہل رہا تھا۔ ہاتھ میں جو چیز آرہی تھی اسے وہ غصے میں دیوار پر دے مار رہا تھا۔

"تو یہ ہے آپ کی اصلیت۔ آپ کو پتا تھا میں ہزل کو پسند کرتا ہوں۔ پتا تھا آپ کو پھر بھی آپ نے انہیں مجھ سے چھینا۔ آخر آپ کو مجھ سے اتنا حسد کیوں ہے۔ آخر کیوں آپ مجھ سے جلتے ہیں "آخر کیوں؟"۔ اسنے ایک اور پرفیوم اٹھا کر اپنی پوری قوت سے دیوار پر سے مارا۔ ایک چھناکے کی آواز سے پرفیوم ٹوٹا تھا۔ اور اسکی معطر خوشبو پورے کمرے میں پھیلی تھی۔

"آپ ہمیشہ میری پسندیدہ چیزیں ہی کیوں مجھ سے چھینتے ہیں۔ ہر بار، ہر بار آپ میرے ساتھ ایسا کرتے ہیں بھائی۔ نہیں بھائی نہیں۔ بھائی نہیں ہیں آپ میرے آپ ولن ہیں۔ اس بار بھی آپ میری کہانی میں ولن کا رول پلے کر رہے ہیں"۔

کیف کے کمرے سے اگر نیچے الن میں دیکھا جاتا تو وہاں الن کی ایک کرسی پر معاویہ عالم بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں کیف کے کمرے پر ہی مرکوز تھیں۔ اسے اچھی طرح اندازہ تھا کیف کی پسند کا۔ لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتا۔ جو اس "عام سی لڑکی" پر آگیا تھا۔ یہ دونوں شخص اس کی زندگی کے اہم شخصیات میں سے تھے۔ اسے ان دونوں سے حد سے زیادہ

محبت تھی۔

لیکن یہ تو طے تھا کہ معاویہ عالم کی محبت ان دونوں شخصیات میں سے کسی ایک شخص کے لیے ہی صابت ہونی تھی۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ کون شخص ہو گا۔ اسکا چھوٹا بھائی "کیف عالم" یا اسکی جنونی محبت "ہزل حالت"۔

ΔΔΔΔΔΔ

اسنے آہستہ سے اس شال پر ہاتھ پھیرا۔ اس شال سے اٹھتی مردانہ پرفیوم کی خوشبو پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ اسکی الماری میں تو جیسے یہ خوشبو رچ بس گئی تھی۔ وہ اپنی الماری سیٹ کر رہی تھی جب اسکی نظریں اس شال پر پڑی۔ اسے ایکدم وہ گرین گہری آنکھیں یاد آئیں۔ اسکا رعب دار لہجہ اور تحکم بھرا انداز یاد آیا۔ اسکی یاد نے جسم کو ایک جھرجھری لینے پر مجبور کر دیا۔

"ہزل باہر آئو۔ دنانیر آئی ہے"۔ عالیہ بیگم کی آواز پر وہ فوراً ہوش میں آئی اور اسنے بیڈ پر پھیلی معاویہ عالم کی چادر سمیٹی۔

عالیہ بیگم ادھر ہی آ رہی تھیں۔ ہزل جلدی سے شال تہہ کرنے لگی۔

"جی ماما"۔ ہزل نے شال الماری میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹا دنانیر آئی ہے بریانی لے کر۔ باہر آ جائو۔ وہ تمھیں ڈھونڈ رہی ہے"۔ عالیہ نے ایک نظر ہزل کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی آپ جائیں میں بس آ رہی ہوں"۔ وہ الماری کے آگے ایسے کھڑی تھی جیسے الماری

چھپانا چاہ رہی ہو۔

"ٹھیک ہے۔ جلدی اجاؤ۔ بچی کب سے تمھیں آوازیں دے رہی ہے"۔ عالیہ نے ایک نظر اسے

دیکھا اور کمرے سے چلی گئیں۔ عالیہ کے جانے کے بعد ہزل نے سکون کا ایک گہرا سانس

بھرا۔ اسکی سانسوں کے ذریعے وہ معطر خوشبو اسکے اندر پورے وجود میں پھیل گئی۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

"کون ہے بھئی۔ کھول رہا ہوں درواز"۔ مستقل بیل بجتے دیکھ کر حازم نے جھنجھال کر کہا۔

"اوہ ہو۔ موٹو تو تم ہو"۔ حازم نے دروازا کھوال تو سامنے دنانیر ایک ٹرے لیے کھڑی تھی۔

اسکو دیکھ کر حازم کے چہرے پر فورا ایک مسکراہٹ رینگی۔

"جی میں ہوں۔ میں یہ پالئو بنا کر الئی ہوں اپنے ان پیارے ہاتھوں سے"

"تم نے پھر کوئی ڈش بنائی ہے؟"۔ حازم نے حیرت سے پوچھا اور اسکے ہاتھ سے ٹرے

چھینی۔

"موٹو کیا واقع تم نے پھر اپنے موٹے موٹے ہاتھوں سے یہ پالئو بنایا ہے؟"۔ حازم نے بریانی

کھاتے ہوئے حیرت کے ساتھ ساتھ شرارت سے پوچھا۔

"جی حازم بھائی۔ میں نے ہی بنایا ہے۔ اصل میں آج التان بھائی گھر پر تھے نا تو ان کے لیے

بنایا تھا۔ تو سوچا دنانیر آپو کے لیے بھی لے جائوں۔ اب میں ہر اتوار کو کچھ نا کچھ اپنے

ہاتھوں سے بنائوں گی"۔دنانیر نے حازم کو اتنی تیزی سے پالئو کھاتے دیکھ کر اسے وضاحت سے بتایا۔کہ وہ یہ بالئو اسپیشلی اپنی ہزل آپو کے لیے بنا کر الئی ہے۔تو تھوڑا خیال کیا جائے۔

"تو یعنی ہمیں صرف اتوار کو ہی تمھارے موٹے موٹے ہاتھوں کی بنی ڈیشنز کھانے کو ملے گیں"۔جیسے اسے افسوس ہوا تھا۔

"ہاں۔حازم بھائی میں یہ پالئو سب کے لیے الئی ہوں۔اور ہزل آپو کے لیے بھی الئی ہوں"۔ ایک بار بھی اسے جتایا گیا۔کہ تھوڑا آرام سے کھایا جائے۔

"یار تمھاری آپو پالئو بھی نہیں کھاتی ہیں۔کیا تمھیں پتا نہیں ہے کہ اسے چاولوں والی ڈیشنز کتنی زہر لگتی ہے"۔حازم نے ایک اور نوالہ لیتے ہوئے کہا۔پالئو بھی بریانی کی طرح بہت مزے کا بنایا تھا۔دنانیر نے۔

"ہاں مجھے پتا ہے وہ نہیں کھاتی۔پر میں نے پہلی دفعہ پالئو بنایا ہے۔اس لیے انہیں ضرور چکھائوں گی"۔دنانیر نے اسے ایک اور نوالہ لیتے دیکھا۔شاید اسے بہت پسند آیا تھا پالئو۔

"کیسی بنی ہے؟"۔دنانیر نے اسے رغبت سے کھاتے دیکھ کر پوچھا۔

"کیا؟"۔حازم نے اسے تپنے پر مجبور کیا۔

"پالئو اور کیا؟"۔تپ کر جواب دیا گیا۔

"اوہ اچھا،بریانی زیادہ اچھی تھی یہ بس ٹھیک ہی ہے"۔اور جس نے اتنے اشتیاق سے یہ

سوال پوچھا تھا اور غور سے جواب سن رہی تھی۔ حازم کے جواب پر جل کر سرخ ہوئی۔

"اگر بس ٹھیک ہی ہے تو۔ کھا کیوں رہے ہیں واپس کریں"۔ دنانیر نے پالئو چھیننے کے لیے ہاتھ آگے کیا۔ حازم جھٹ سے پیچھے ہوا۔

"حازم کون ہے دروازے پر؟"۔ ابھی حازم دنانیر کی بات کا کوئی جواب دیتا کہ آریان کی آواز پر رکا۔

"موٹو ہے بھائی"۔ حازم نے ایک نظر دنانیر کے تپے ہوئے چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے شرارت سے جواب دیا۔

"دنانیر ہے۔ تو اندر بالئو اسے۔ باہر کیوں کھڑے رکھا ہے"۔ آریان نے الئونج سے ہی دروازے پر دیکھتے ہوئے حازم کو کہا۔

"چلو موٹو۔ آجائو اندر"۔ حازم نے اس کو اندر آنے کا راستہ دیتے ہوئے کہا۔

دنانیر نے اندر جانے سے پہلے اس سے جھٹکے سے پالئو کی ٹرے چھینی اور اسے منہ چڑاتی اندر بھاگی اور حازم جو آگے بڑھ کر دروازا بند کر رہا تھا اسکی حرکت پر دلکشی سے مسکرایا۔

"ہزل آپو۔ ہزل آپو کہاں ہیں آپ؟"۔ دنانیر نے الئونج میں داخل ہوتے ہوئے زور سے آواز دے کر پوچھا۔ پھر اسکی نظر آریان پر پڑی تو اس نے آریان کو سالم کیا۔ "اسالم علیکم آریان بھائی۔ آریان بھائی ہزل آپو کہاں ہیں؟"۔

"وعلیکم اسالم۔ بیٹا ہزل اپنے کمرے میں ہو گی"۔ آریان نے موبائل چارج پر لگاتے ہوئے اسے مسکراہ کر جواب دیا۔ دنانیر انہیں ہزل کی ہی طرح عزیز تھی۔

ابھی دنانیر، ہزل کے کمرے میں جاتی کہ عالیہ آگئی اسنے عالیہ بیگم کو سالم کیا اور ہزل کا پوچھا۔

"میں بال کر آئی ہوں ہزل کو۔ آرہی ہے وہ"۔ عالیہ نے دنانیر کو جواب دیا اور اتنے میں ہزل بھی اپنے کمرے سے نکل کر الئونج میں اگئی۔ اس کے کمرے میں آتے ہی اس کے ساتھ ایک روح کو پر سکون کر دینے والی خوشبو بھی کمرے میں آئی تھی۔

"ہزل آپو"۔ دنانیر نے ہزل کو پکارا۔ جب وہ ہزل کو "آپو" کہتی تو اسکے پھولے ہوئے گال مزید پھول جاتے اور وہ اس وقت بہت کیوٹ لگتی۔ ایسے میں حازم کا دل چاہتا کہ اس کیوٹ لڑکی کو اپنے اندر کہیں چھپالے۔ جب وہ ایسے ہزل کو آپو کہتی تھی۔ تو اسے دیکھ کر حازم کو گدگدی ہوتی تھی۔ اب بھی دنانیر نے جیسے منہ پھال کر ہزل آپو کہا تھا۔ تو اسے دیکھ کر وہاں موجود سب کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔ جبکہ حازم کو پھر سے گدگدی ہوئی تھی۔ حازم نے اپنی کان کی لو مسلی۔

"جی آپو کی جان"۔ ہزل نے پیار سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"ہزل آپو میں نے آج پہلی دفعہ خود اپنے ان پیارے پیارے ہاتھوں سے پالئو بنایا ہے"۔

”موٹے موٹے ہاتھوں سے“۔حازم بڑبڑایا۔

”آپ چکھ کر بتائیں کیسا بنا ہے؟“۔دنانیر نے ٹرے آگے کی۔

”تم نے خود بنائی ہے؟“۔ہزل نے حیرت سے پوچھا۔”میں کچن سے پلیٹیں لے آتی ہوں پھر سب مل کر کھائیں گے“۔ہزل کچن کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”اور پھر سب مل کر زبردستی تعریف کریں گے“۔حازم شرارت سے بڑبڑایا۔عالیہ نے اسے آنکھیں دیکھائیں۔اور دنانیر اسے اگنور کر کے آریان کے برابر میں جا کر بیٹھی۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ آج بہت خوشی اور محبت سے خود کو تیار کر رہی تھی۔آج اسکی دلی مراد پوری ہو رہی تھی۔اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ ”وہ“ اسے خود ملنے کے لیے بالئے گا۔ ناصرف ملنے کا کہے گا بلکہ اسے اسکے گھر سے خود پک بھی کرنے آیا گا۔اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ اسکا خواب اتنی جلدی پورا ہو رہا ہے۔ہارن کی آواز پر اسنے جلدی سے ایک طائرانہ نظر شیشے میں آتے اپنے عکس پر ڈالی اور پھر اپنا پرس اٹھاتی ڈور کر نیچے کی طرف بھاگی۔کیونکہ ہارن بجانے والے کو انتیظار کرنا پسند نہیں تھا۔اور وہ یہ بات بہت اچھی طرح جانتی تھی۔معاویہ عالم کی گاڑی اسکے اپارٹمنٹ کے سامنے ہی کھڑی تھی۔ان اسکے ساتھ اسکے گارڈز نہیں تھے آج وہ بلکل اکیال تھا۔یہ دیکھ کر امتل کو مزید خوشی ہوئی۔یعنی وہ اکیلے میں اس کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرنا چاہتا تھا۔

Urdu Novels Ghar

"ہیلو"۔اسنے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہیلوامتل"۔معاویہ نے ایک گہری نظر اس کے چہرے پر ڈالی بال شبہ وہ بہت حسین دوشیزہ تھی اور آج تو تیار ہو کر اور بھی حسین لگ رہی تھی۔

معاویہ عالم کے بھاری گھمبیر لہجے پر امتل نے خود کو مدہوش ہوتا پایا۔اسنے معاویہ عالم کا جائزہ لیا۔معاویہ نے بلیک جینز پر بلیک۔ہائی نیک اور اس پر بلیک ہی اوور کوٹ پہنا ہوا تھا۔اسکے گردن کو ڈھکے بال،ہونٹوں سے اوپر موٹا سیاہ تل، سن گلاسز،واچ اور شوز بھی بلیک تھے۔امتل کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔معاویہ عالم کی گرین آنکھوں کے عالوہ وہ پورا سیاہ تھا۔کیا کوئی مرد اتنا خوبصورت ہو سکتا ہے۔امتل نے آج اعتراف کیا۔یہ مرد دنیا کو زیر کرنے کی طاقت رکھتا صرف اپنی خوبصورتی سے۔اسنے آج سے پہلے اتنا وجیہہ شخص نہیں دیکھا تھا۔وہ واقعی ایک حسین مرد تھا۔

معاویہ عالم اسے خود میں گم دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا۔اسے اندازہ تھا اپنی پرسنیلٹی کا۔لیکن وہ کسی اور کو اپنے میں اتنا گم دیکھنا چاہتا تھا۔وہ ایک عام لڑکی چاہتا تھا۔امتل ایک خاص لڑکی ہونے کے باوجود ایک عام لڑکی کی طرح اسکی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اس میں گم ہوئی تھی۔اور ہر ل حالت وہ ایک عام لڑکی ہو کر معاویہ عالم کو اگنور کر کے خود کو خاص کر گئی تھی۔

"پوچھو گی نہیں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟"۔وہ جو گم تھی اس میں۔اس کی آواز پر ہوش

میں آئی۔

"نہیں۔میں آپ کے ساتھ ہر جگہ جا سکتی ہوں۔آپ مجھے جہاں لے کر جائو گے میں وہاں

چپ چاپ چلی جائوں گی"۔

"اچھاااا"۔معاویہ عالم اپنا نچلہ لب دانتوں میں دبا کر دلکشی سے مسکرایا۔وہ محضوظ

ہوا تھا۔جیسے اسے امتل کے جواب نے مزہ دیا ہو۔

"اور کون کون ہے تمھارے گھر میں؟"۔معاویہ نے ایک اور سوال کیا۔اور یہ وہ پہلا سوال

تھا جو معاویہ عالم نے اپنی پوری زندگی میں کسی شخص سے پہلی دفعہ کیا تھا۔

"میں اور میری مدر۔بس ہم دو ہی ہیں"۔امتل نے مسکراہ کر جواب دیا اسے اچھا لگ رہا

تھا یوں معاویہ کا خود سے سوال کرنا۔

"اور فادر؟"۔

"وہ۔وہ ہمارے ساتھ نہیں رہتے"۔امتل نے نظریں چرائی۔یہ موضوع اسے ہمیشہ تکلیف دیتا

تھا۔

"اوہ۔پھر تمھارا گھر۔میرا مطلب فائننشلی سپورٹ کون کرتا ہے"۔

اور اس سوال کا جواب وہ دینا نہیں چاہتی تھی۔وہ اسے اپنا پروفیشن بتا کر شرمندہ نہیں

ہونا چاہتی تھی۔

"معاویہ نے ایک نظر اسے دیکھا وہ خاموشی سے گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اداس ہوئی تھی معاویہ کے سوال سے معاویہ سمجھ گیا۔ پھر اسنے بھی دوبارہ وہ سوال نہیں کیا۔

اسے اس لڑکی کے بارے میں سب کچھ جان کر دکھ ہوا تھا۔ اور ایسا پہلی بار ہوا تھا۔ اس لیے اسنے لڑکی کے لیے کچھ خاص سوچ رکھا تھا۔

"لو آگئی ہماری لوکیشن"۔ معاویہ نے ایک عالیشان ہسپتال کے آگے گاڑی پارک کرتے ہوئے ہوا کہا۔

امتل نے جانے پہچانے ہسپتال کو دیکھ کر ناسمجھی سے معاویہ کو دیکھا۔ وہ ہسپتال کیوں آئے تھے۔ اسے بلکل بھی سمجھ نہیں آیا۔ معاویہ نے گاڑی سے اتر کر امتل کی سائیڈ پر آیا۔ اور زندگی میں پہلی دفعہ اسنے کسی کے لیے دروازا کھوال۔ اور پہلی دفعہ کسی غیر کے آگے مدد کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ امتل نے ایک نظر اس کے بڑھے ہاتھ کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی گاڑی سے نیچے اتری۔

امتل کے گاڑی سے نیچے اترنے کے بعد معاویہ نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔ اب وہ ہسپتال کے اندر داخل ہو رہا تھا۔ امتل نے تیز، تیز دھڑکنوں کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ معاویہ نے لفٹ کا بٹن پریس کیا۔ ایلیویٹر کے ڈور کھلنے کے بعد معاویہ نے پہلے امتل کے اندر داخل ہونے کا انتیظار کیا۔ امتل نے ڈرتے ڈرتے لفٹ کے اندر قدم رکھا۔ امتل کے اندر

داخل ہونے کے بعد معاویہ لفٹ کے اندر داخل ہوا اور بارہویں فلور کا بٹن پریس کیا۔

امتل خاموشی سے اس کے ہاتھوں کی حرکت دیکھ رہی تھی۔ معاویہ نے بٹن پریس کرنے کے بعد اپنے لیفٹ سائڈ پر کھڑی امتل کو مسکراہ کر دیکھا۔ اور امتل اس کی مسکراہٹ پر الجھی۔ آج معاویہ کے ہر عمل میں پر سکونی، خوشی اور مسرت تھی۔ آج اسکا انگ انگ مسکراہ تھا۔ اسکے ہونٹوں سے اوپر موٹا تل بھی آج اپنے جوگن میں مسکراہ رہا تھا۔

لفٹ جیسے ہی بارویں فلور پر آکر رکی۔ معاویہ عالم باہر نکال اور شہانا چال چلتے ہوئے اپنے مطلوبہ روم کی طرف بڑھنے لگا۔ امتل نے بھی دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی پیروی کی۔ معاویہ چلتا ہوا ایک پرائیویٹ روم کے سامنے جاکر رکا۔ اور مڑ کر اپنے پیچھے آتی امتل کو دیکھا۔

امتل کے اس روم کے پاس رکنے پر معاویہ نے آگے بڑھ کر روم کا گیٹ کھوال اور امتل کو اشارے سے اندر جانے کا کہا۔ اس کے اشارے پر امتل نے جیسے ہی بھاری قدموں سے اندر قدم رکھا وہ ساکت ہوئی۔ زمین قدموں سے نکلنا کسے کہتے ہیں اسے یہ آج پتا چال تھا۔ کائزان سامنے ہی بیڈ پر پٹیوں میں جکڑا الیٹا تھا۔ اسکے چہرے پر بہت سے زخم تھے۔ اور وہ غصے سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"ہیلو جینٹل مین"۔ معاویہ روم کا گیٹ بند کرتا امتل کے برابر میں آکر کھڑا ہوا۔

"کیسے ہو؟"۔ معاویہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور پھر سائڈ ٹیبل پر رکھی ٹرے میں سے

سیب کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈاال۔

"میں تمھاری عیادت کرنے کے آیا ہوں کائزان اور دیکھو اپنے ساتھ کسے الیا ہوں۔ امتل درانی کو۔ تمھاری پلین کی اہم کریکٹر"۔ معاویہ سامنے رکھے صوفے پر جا کر بڑی شان سے ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھا۔

"دفع ہو جائو معاویہ یہاں سے"۔ کائزان غصے میں غرایا۔

"آں، آں کائزان میری جان اس حالت میں اتنی ہی حرکت کرو جتنی بعد میں تکلیف برداشت کر سکو"۔ اسنے صوفے کی پشت سے ٹیک لگایا۔ "تمھیں گیا لگا تھا کائزان تم مجھ سے پنگا لوگے اور میں تمھیں آسانی سے بخش دونگا۔ کچھ بھی پلین کرنے سے پہلے کم از کم ایک بار معاویہ عالم کے بارے میں جان تو لیتے۔ کہ ہے کون یہ معاویہ عالم۔ اب دیکھو تم نے مجھ سے حسد میں اپنا کتنا نقصان کر لیا کائزان"۔

معاویہ اپنی بات کہہ کر جھٹکے سے کھڑا ہوا۔ اور چلتا ہوا کائزان کے بیڈ کے پاس آیا۔ امتل یہ سب بے یقینی اور خوف سے دیکھ رہی تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ معاویہ خود کے ساتھ گیم کھیلنے والوں کو کبھی معاف نہیں کرتا۔ اب یقیناً معاویہ اسے بھی اس کے کیئے کی سزا دینے واال تھا

"حسد ایک جان لیوا بیماری ہے۔ میں دعا کرونگا کہ اتمھیں اس بیماری سے جلد نجات دے کائزان"۔ معاویہ نے جھک کر کائزان کو دعا دی پھر واپس سیدھا ہوتے اسنے اپنے کوٹ کا

بٹن بند کیا۔امتل خوف و حراس سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔معاویہ نے ایک نظر اس پر

ڈالی اور پھر بنا کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گیا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ڈیڈ مے آئی کم ان؟"۔اسنے الئبریری کا دروازا ناک کر کے بارث عالم سے اندر جانے کی

اجازت لی۔

"آجائو کیف"۔

"ڈیڈ مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے"۔اجازت ملنے پر اندر داخل ہوتے ہی اسنے بے تابی سے کہا۔

"بیٹھ کر کہو"۔بارث نے کائوچ کی طرف اشارہ کیا۔

"ڈیڈ،ڈیڈ آپ کو معلوم ہے بھائی ایک غیر قانونی کام میں شریک ہیں۔انہوں نے غیر قانونی

طریقے سے اصلحہ امپورٹ کیا ہے"۔کیف نے ایک ہی سانس میں اپنا جمال مکمل کیا۔کیف کو

لگا تھا کہ اس کی بات سن کر بارث عالم چونکے گے،حیران ہونگے لیکن وہ تو بلکل پر سکون

بیٹھے تھے۔ان چہرے پر کوئی بھی تاثر نہیں تھا۔

"اور پتا نہیں۔وہ اور کس کس غیر قانونی کام میں شریک ہونگے"۔کیف نے اپنی طرف سے

بھرپور کوشش کی بدلہ لینے کی۔

"ٹھیک ہے۔میں معاویہ سے بات کرونگا۔اور کچھ کہنا ہے تمھیں؟"۔بارے عالم نے بنا کسی

تاثر کے کہا۔

Urdu Novels Ghar

"ہاں، اور یہ کہ۔۔۔"۔۔۔ کیف یہ بات کرتے ہوئے تھوڑا ہچکچایا۔ کیا اسے یہ بات بتانی چاہیے ڈیڈ کو؟ اس کے کان میں معاویہ عالم کا جملہ گونجا۔ (میں یہ بات سب سے پہلے تمھیں بتانا چاہتا تھا۔ ابھی میں نے ڈیڈ کو بھی اپنے اس پلین کے بارے میں نہیں بتایا)۔

"اور کیا؟"۔ بارث پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھے۔ اور اسکی اگلی شکایت کا انتیظار کر رہے تھے۔

"اور ڈیڈ۔ بھائی نے شادی کے لیے اک لڑکی پسند کر لی ہے۔ جس نا کوئی اسٹیٹس ہے اور نا کوئی قابل ذکر خاندانی بیک گراونڈ۔ وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ ہمارے آفس ورکر آریان ہالت کی سسٹر ہے"۔

"واٹ، کیا یہ تمھیں معاویہ نے خود بتایا ہے؟"۔ بارث جو بلکل نارمل بیٹھے تھے۔ جن کے چہرے پر معاویہ کے الیگل کام کی بات سن کر بھی کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا۔ وہ اس لڑکی والی بات پر بے تہاشہ چونکے تھے۔ ان کے چہرے پر اس وقت بے یقینی اور غصہ تھا۔

اور کیف جو بارث کو یہ والی بات بتاتے ہوئے ڈر رہا تھا۔ اب بارث عالم کے تاثرات دیکھ کر اسے اپنا انہیں یہ بات بتانے کا فیصلہ بلکل صحیح لگا۔

"جی ڈیڈ۔ بھائی نے کل مجھے یہ بات خود بتائی ہے"۔ کیف نے فوراً جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جائو۔ میں خود بات کرتا ہوں معاویہ سے"۔

Urdu Novels Ghar

"اوکے ڈیڈ"۔ کیف مسرور سا اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

گوشت اور شملہ مرچ اچھی طرح گل جانے کے بعد اسنے پین میں نوڈلز ڈالے۔ اچھی طرح اسے مکس کرنے کے بعد ہزل نے کانٹے کی مدد سے نوڈلز چکھے۔ پھر اسکے زائقے سے مطمئن ہونے کے بعد اسنے وہ نوڈلز تین پلیٹوں میں نکالے اور ایک کپ میں چائے نکال کر کمرے میں گئی۔

ہالت کو چائے اور عالیہ، حازم اور آریان کو نوڈلز دیئے۔ یہ کام کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آئی اور الماری میں گھس گئی۔ دس منٹ بعد اسنے جارجٹ کی ڈارک گرین لمبی فراک نکالی اور باتھ روم میں گھس گئی۔

دس منٹ بعد جب وہ تیار ہو کر نکلی تو وہ بہت خوبصلگ رہی تھی۔ ڈارک گرین جارجٹ کی النگ فراک، چوڑی دار پاجامہ اور ڈارک گرین ہی ٹیشو کا ڈوبٹے میں وہ پوری شملہ مرچ لگ رہی تھی۔ شہد براؤن آنکھوں میں کاجل ڈاال اور ہلکی ریڈ لپ اسٹک لگا کر بالوں کو کھال چھوڑ دیا۔

واپس کچن میں آئی پین میں اور دو افراد کے نوڈلز کو ایک پلیٹ نکاال۔ اور باقی بچی ہوئی نوڈلز کو پین میں ہی رہنے دیا۔ کمرے میں جانے سے پہلے اسنے ٹیشو کا ڈوبٹہ سر پر اوڑھا۔ تاکہ اسکے کھلے بال عالیہ نا دیکھ لیں۔

Urdu Novels Ghar

"ماما میں دنانیر کے پاس جارہی ہوں۔ یہ نوڈلز لے کر۔ اسے میرے ہاتھ کی نوڈلز پسند ہیں نا"۔ ہزل نے ایک ہاتھ سے نوڈلز کی پلیٹ پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے سر پر ٹیشو کا ڈوبٹے کو پکڑے عالیہ سے کہا۔ اور وہیں دنانیر کے نام پر نوڈلز کھاتے حازم کے کان کھڑے ہوئے۔

"ہاں چلی جائو۔ لیکن جلدی آجانا"۔

"اوکے"۔ ہزل جلدی سے جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ ہالت کی آواز پر رکی۔

"رکو میں بھی مسجد جارہاہوں عصر کی نماز پڑھنے۔ تمھیں چھوڑتے ہوئے چال جائوں گا۔

ہالت نے خالی چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ آپ مسجد چلے جائیں۔ ہزل کے ساتھ میں چلے جاتا ہوں"۔ اس سے پہلے ہزل کچھ کہتی۔ حازم نے اپنی نوڈلز کی پلیٹ کو سائٹ پر رکھ کھڑے ہوتے ہوئے جلدی سے کہا۔ مبادا کہیں وہ چلی ہی نا جائے۔

"تم کیوں جائو گے؟ جب ہالت جارہے ہیں تو وہ ہزل کو چھوڑتے ہوئے چلے جائیں گے"۔

عالیہ نے حازم کی جلدبازی دیکھ کر خفگی سے پوچھا۔

"میں اس لیے کہہ رہاہوں کہ بابا کو تایا کا گھر آئوٹ اوف دی وے پڑھے گا۔ اور پھر جب تک وہ ہزل کو چھوڑ کر مسجد جائیں تب تک جماعت بھی نکل چکی ہو گی۔ اور پھر مجھے بھی تایا، تائی سے ملے اتنے دن ہو چکے ہیں۔ اچھا ہے میں بھی مل لو نگا ان سے"۔ حازم نے اپنا لہجہ نارمل رکھتے ہوئے وضاحت دی۔

”تایا، تائی سے ملے یاد نانیر سے ملے اتنے دن ہو گئے ہیں؟“۔ نوڈلز کھاتے آریان نے حازم کو چھیڑا تو وہ بس گھوڑ کر رہ گیا۔

”بھئی جس کو بھی جانا ہے جلدی چلے۔ ورنہ میں اکیلے ہی چلی جاؤ نگی۔ نوڈلز ٹھنڈے ہو رہے ہیں“۔ ہزل نے کوفت وبیزاری سے ان کی بحث کو دیکھتے ہوئے جھنجھال کر کہا۔

”ہاں، ہاں چلو۔ ٹھیک بابا میں جا رہا ہوں ہزل کے ساتھ آپ مسجد چلے جائیں ورنہ آپ کی جماعت نکل جائے گی“۔ حازم نے کہتے جلدی سے کمرے سے باہر ڈور لگائی۔ کہ کہیں عالیہ پھر نا روک لیں۔ اس کی جلد بازی دیکھ کر آریان کے ساتھ ساتھ عالیہ اور ہالت بھی مسکرائے۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

پولیس یونیفارم میں تھکا تھکا سا جب وہ گھر کے اندر داخل ہوا تو ملازم نے اسے بارث عالم کے بالوے کا بتایا۔ وہ فریش ہونے کا بعد میں رکھتے پہلے سیدھا بارث عالم سے ملنے الئبریری چال گیا۔

”ڈیڈ آپ نے مجھے بالیا تھا۔ کوئی خاص بات کرنی تھی“۔ معاویہ نے بارث عالم کے سامنے رکھے کائوچ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”تم نے اپنے لیے لڑکی پسند کر لی ہے“۔ معاویہ جو یونیفارم کی شرٹ کا کالر بٹن کھولنے کے بعد اب دوسرا بٹن کھول رہا تھا بارث عالم کی بات پر چونکا۔ بٹن کھولتے ہاتھ ایک لمحے کے

لیے ساکت ہوئے پھر دوسرے لمحے وہ نارمل نظر آرہا تھا۔اسنے اپنے کالر کا دوسرا بٹن بھی کھوال اور ہاتھ صوفے کی پشت پر پھیال کر بارث عالم کو دیکھا۔

”جی ڈیڈ۔ایسا ہی ہے۔پر آپ کو کس نے بتایا؟“۔

”کیف نے بتایا“۔بارث عالم کے جواب پر پر سکون بیٹھا معاویہ عالم چونکہ۔صوفے کی پشت پر پھیلے ہاتھ کی مٹھی بنی۔اس کے چہرے پر بے یقینی بھی تھی اور درد بھی۔

”آپ کو یہ سب کیف نے بتایا؟“۔معاویہ نے اضطراب میں سوال کیا۔اسے دکھ ہوا تھا کہ اسکے چھوٹے بھائی نے اسکا سکریٹ کسی اور سے شیئر کر دیا۔

”ہاں۔وہ تمھاری شکایت لے کر آیا تھا میرے پاس“۔بارث نے معاویہ کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔جو پہلے جتنا پر سکون نظر آرہا تھا اب اسکے چہرے پر پھیال درد واضح تھا۔

بارث کے جواب پر معاویہ کے چہرے پر تبسم پھیال۔کیف ابھی بھی نہیں بدلہ۔بچپن میں بھی کیف اس سے خفا ہو کر اسکی بہت ساری شکایتیں لے کر بارث عالم کے پاس آتا تھا۔اور پھر معاویہ اسے اس کی پسندیدہ چیزیں دے کر مناتا تھا۔اب بھی اس کا بچپنا دیکھ کر وہ مسکرایا۔

اسکے کیف کی بچپن کی حرکت یاد آئی تھی۔

”اچھا،پھر کیا شکایتیں کی کیف نے میری؟“۔معاویہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تم غیر قانونی کام میں شریک ہو۔ الیگل ورک کرتے ہو۔ یہ سب شکایت کی اسنے۔ وہ جو مسکراہ رہا تھا۔ بارث کے جواب پر پھر اسکے چہرے سے تبسم کے بجائے کرب پھیال۔

تو کیف اسکی یہ شکایت لے کر بارث عالم کے پاس آیا تھا۔ تاکہ وہ اس سے ناراض ہوں۔ کیف کو شاید یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ سب کام معاویہ، بارث عالم کے کہنے پر ہی کرتا ہے۔ بارث عالم کو آفس میں ہوئی ساری ڈیل کا پتا ہوتا ہے۔

"میں اسے سنبھال لونگا ڈیڈ۔ آپ فکر نا کریں"۔ معاویہ نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے پتا ہے۔ اسے تو تم سنبھال ہی لوگے۔ پر یہ آریان کی سسٹر واال معاملہ کون سنبھالے گا؟"۔ بارث عالم نے رعب سے پوچھا۔ انہیں زرا پسند نہیں آیا تھا معاویہ کا یہ فیصلہ۔ ایک ایسی لڑکی کو وہ اپنے خاندان کا حصہ نہیں بنانا چاہتے تھے جس کا کوئی اسٹیٹس ہی نہیں تھا۔

"اس کی بھی آپ ٹینشن نا لیں ڈیڈ۔ ہزل ہالت کو میں پسند کرتا ہوں۔ اور اسی سے شادی کروں گا۔ جہاں تک بات ہے اسکی پرسنیلٹی کی تو وہ مجھے ایسے ہی اچھی لگتی ہے۔ اور اگر مجھے اس میں کوئی چینجنگ کرنی ہو گی تو وہ شادی کے بعد میں اسے سمجھا دونگا۔ اور رہی بات میرا فیصلہ بدلنے کی تو یہ بات آپ بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں اپنا فیصلہ نہیں بدال کرتا"۔ معاویہ نے ایک ہی جملے میں اپنی بات کہہ دی۔ اسکا لہجہ اٹل تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ شوز سمیت بیڈ پر سیدھا چت لیٹا تھا۔ ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹک رہی تھیں۔ اور وہ چھت پر لٹکے فانوس کو دیکھ رہا تھا۔ اور وہ ابھی کچھ دیر پہلے کی گئی اپنی حرکت کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اگر بارث نے معاویہ کی شکایت کیف نے لگائی ہے یہ معاویہ کو بتایا دیا تو بھائی کیا اس سے ناراض ہونگے۔ "ہونے دو مجھے کیا۔ ان جیسے لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ بھولو مت کیف وہ تمھارے دشمن ہیں۔ ولن ہیں وہ"۔ کیف نے سر جھٹک کر خود کو تسلی دی۔

مسلسل بجتے موبائل کی رنگ ٹون نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ موبائل اٹھا کر دیکھا تو ایما کی کال تھی۔

"اف ایک تو اس لڑکی کو چین نہیں ہے۔ پتا نہیں کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہے"۔ اس نے جھنجھال کر کال کاٹی۔ ابھی وہ موبائل اوف کرنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ دوبارہ اسکی کال آنے لگی۔ اسے بہت زیادہ سنانے کا ارادہ کرتے اسنے فون کال اٹھالی۔

"کیوں کال کر رہی ہو"۔ اسنے اکتا کر سرد لہجے میں پوچھا۔ پر شاید دوسری طرف ایما کو فرق ہی نہیں پڑا تھا۔

"تم سے بات کرنے کے لیے"۔ محبت سے جواب آیا۔

"پر مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔ آئیندہ کے بعد مجھے کال نہیں کرنا ایما"۔ کیف نے

اکتا کر جواب دیا اور کال کاٹنے لگا تھا کہ ایما کے جملے پر رکا۔

"کیوں کال نا کروں۔پہلے تو مجھ سے بات کیئے بغیر تمھارا دن نہیں گزرتا تھا۔اور اب، اب تم مجھ سے اکتا گئے ہو۔ تمھیں کیا لگتا ہے کیف کہ تم پاکستان چلے گئے ہو تو میں تمھیں اتنی آسانی سے چھوڑ دونگی۔ہاں۔میں آج ہی آمریکہ ایمبیسی جاؤں گی۔اور پھر تمھارے متعلق انہیں تفصیل سے بتاؤں گی۔پھر دیکھتی ہوں کہ تم مجھ سے کیسے بھاگتے ہو۔اب میں تمھیں کال نہیں کروں گی بلکہ اب تم آؤ گے میرے پاس وہ بھی امریکہ"۔ایما نے اپنی بات کہہ کر کال کاٹ دی تھی۔جبکہ کیف فون کان سے لگائے حقہ بقہ کھڑا تھا۔اسے بلکل بھی امید نہیں تھی کہ وہ ایسا انتہائی قدم بھی اٹھا سکتی ہے۔اسے تو لگا تھا کہ ایما ایک بے ضرر سی لڑکی ہے۔ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھنے والی۔

"ہیلو، ہیلو ایما لسن یار، بات سنو میری ایما۔ہیلو۔۔۔۔"۔کیف تھوڑی دیر تک اسکا موبائل فون ڈائل کرتے رہا مگر اب ایما نے اپنا فون اوف کر دیا تھا۔اب کوئی بھی اس کی "اس"پروبلم کو سولو کر سکتا تھا تو وہ تھا"معاویہ عالم"۔اسکا بڑا بھائی۔جس کو وہ اپنا"ولن" سمجھتا تھا۔لیکن اپنے مطلب کے لیے معاویہ عالم اس کے لیے پھر سے ولن سے بھائی ہو گیا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔ

اسنے ڈور بیل پر ہاتھ رکھا تو جیسے ہٹانا ہی بھول گیا۔ہزل نے اس کے کاندھے پر ہاتھ مار

Urdu Novels Ghar

کر اسے منع بھی کیا۔ "نہیں کرو"۔ پر حازم ہی کیا جو دنانیر کو تنگ کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے دے۔

"ارے بھئی آ رہی ہوں۔ کون ہے جسے زرا سا بھی صبر نہیں ہے۔ دروازے تک پہنچنے میں بھی ٹائم لگتا ہے"۔ دنانیر کی جھنجھلائی ہوئی آواز پر حازم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"اوہ۔ آپ ہیں۔ میں بھی یہ ہی سوچوں۔ آخر کون ہو سکتا ہے اتنا بد تمیز۔ ہمارے محلے میں تو ایسا بد تمیز شخص کوئی بھی نہیں ہے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ انتہا کا بد تمیز ایک شخص ہمارے خاندان میں ہے تو"۔ دنانیر دروازا کھولتے فوراً ہی شروع ہو گئی تھی۔ دنانیر نے حازم کے مستقل بیل بجانے پر چوٹ کی تھی۔

"تم کہیں اپنی بات تو نہیں کر رہیں"۔ حازم نے مسکراتے ہوئے معصومیت سے پوچھا۔

"نہیں جی میں آپ کی بات کر رہی تھی"۔ دنانیر نے بھی دوبدو جواب دیا۔

"پر بد تمیزی کا مظاہرہ تو تم کر رہی ہو۔ ہمیں دروازے پر کھڑے رکھ کر۔ اتنی دیر سے اس دھوپ میں کھڑے ہیں"۔ حازم نے اچھے خاصے موسم کو دھوپ کا کہہ کر دنانیر کو شرمندہ کرنا چاہا۔ پر وہ دنانیر ہی کیا جو شرمندہ ہو جائے۔

"اوہو۔ میں تو بھول گئی"۔ دنانیر نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ اور پھر حازم کو نظر انداز کر کے ہزل سے کہا۔ "اندر آئیں ہزل آپو"۔ ہزل اور حازم دونوں اس کے انداز پر مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"دانی۔ میں نے تمھارے پسندیدہ نوڈلز بنائے تھے۔ وہی الئی ہوں تمھارے لیے"۔ دنانیر گیٹ بند کر کے اندر آئی تو ہزل نے نوڈلز کی پلیٹ اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

"صرف میرے لیے الئی ہیں"۔ دنانیر نے ہزل کو دیکھ معصومیت سے پوچھا۔ لیکن ہزل اسکی شرارت اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔ لیکن حازم کی موجودگی میں وہ جھینپ سی گئی۔

"جی نہیں صرف تمھارے لیے نہیں ہے۔ التان بھائی کے لیے بھی ہے۔ پوری پلیٹ خود مت کھا جانا۔ ان کو بھی دینا"۔ ہزل کے کچھ کہنے سے پہلے حازم نے جواب دیا۔

"دانی۔ کیا تایا، تائی اور التان گھر پر نہیں ہیں۔ گھر میں اتنی خاموشی ہے"۔ ہزل نے خاموشی کو نوٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"امی اور بابا تو مارکیٹ تک گئے ہیں گروسری لینے۔ لیکن التان بھائی گھر پر ہی ہیں۔ اپنے کمرے میں ہیں وہ"۔ دنانیر یہ کہہ ایک لمحے کے لیے کر رکی پھر دوبارہ کہنا شروع ہوئی۔

"آپ ایسا کریں انہیں باہر بال کر لے آئیں۔ جب تک میں چائے وغیرہ بنالوں"۔

دنانیر کی بات پر ہزل نے ایک نظر ریلیکس سے انداز میں صوفے پر بیٹھے ہوئے حازم کو دیکھا جس کی نظریں دنانیر پر تھیں۔ اور پھر وہ اندر التان کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

"آجائو بیٹا"۔ وہ ابھی باتھ لے کر نکال تھا۔ بال ہلکے گیلے تھے۔ بال بنانے کے بعد اسنے۔ خود پر پرفیوم چھڑکا اور اب وہ اپنے آستینوں کے بٹن بند کر رہا تھا جب دروازا ناک ہوا۔

ہزل اجازت ملنے پر کمرے میں داخل ہوئی تو اسکی مخصوص کلون کی خوشبو اسکے

نتھنوں سے ٹکرائی۔ اسنے گہرا سانس لے کر اس خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔ اور شیشے کے آگے کھڑے التان کو دیکھا۔ سفید شلوار قمیض میں نکھرا نکھرا وہ بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ وہ سفید رنگ میں مزید گورا لگ رہا تھا۔ بال جیل سے سیٹ تھے۔ نہیں شاید وہ گیلے تھے۔ اب وہ اپنی بائیں کلائی پر گھڑی پہن رہا تھا۔

"بیل بج رہی تھی۔ کیا حازم تھا دروازے پر"۔ التان جب باتھ لے رہا تھا تب اسنے مستقل بجتی بیل کی آواز سنی تھی۔ اس بیل بجانے والے انداز پر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ دروازے پر حازم ہی ہو گا۔ کیوں کہ "اتنی شریفانہ" حرکت صرف حازم ہی کر سکتا تھا۔

اپنے سوال کے جواب نا ملنے اور مستقل خاموشی پر اسنے نظر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا اور سٹل ہو گیا۔ دروازے پر وہ کھڑی تھی۔ پوری ڈارک گرین کلر میں نہائی ہوئی۔ گرین جارجٹ کی النگ فراک میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اسکی گندمی رنگت اس وقت چمک رہی تھی۔ التان گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ خود مسلسل التان کی نظروں کے حصار میں دیکھ کر اسنے نظریں جھکائیں تھیں۔ اسکے چہرے پر لالی بکھری تھی۔ التان مسکراتا ہوا اس کے قریب جا کر رکا۔

"کیسی ہو؟"۔ التان نے گھمبیر لہجے پر اسنے نظریں اٹھا کر ایک لمحہ اپنے قریب کھڑے التان کو دیکھا اور پھر نظریں جھکا دیں۔

"ٹھیک اور آپ؟"۔ اس کی نظریں التان کے پیروں میں پہنی پیشاوری چپل پر ٹکی تھیں۔

"ابھی کچھ دیر پہلے تک تو بلکل ٹھیک تھا۔ پر اب، اب مجھے لگتا ہے کہ میں پاگل ہو رہا ہوں"۔ التان کے جواب پر ہزل نے اسے دیکھا۔ لیکن اسکی گہری نظروں کو وہ زیادہ دیر تک دیکھ نا سکی اور پھر اپنی نظریں جھکا دیں۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو"۔ اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں میری جان لینے پر تلی ہوئی ہو؟"۔ لہجے میں بیچارگی بھی تھی اور خوبصورت سا احساس بھی۔

"التان"۔ اسنے ہلکا سا پیچھا ہو کر کہا۔ جیسے ہلکہ سا احتجاج کیا ہو۔

"جی التان کی جان"۔ التان نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ اور ہزل مزید بلش کرتی سیدھا اسکے دل میں داخل ہوئی۔ بنا پیچ کے راستے میں رکتے ہوئے۔

"تمھیں معلوم ہے ہزل کہ دنیا کا سب سے چھوٹا ملک کونسا ہے؟"۔ التان کے عجیب سوال پر ہزل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ جیسے جاننا چاہ رہی ہو اس عجیب سے سوال کا مقصد۔ ہزل کی خاموشی پر وہ خود ہی بولنا شروع ہوا۔

"دنیا کا سب سے چھوٹا ملک میرا دل ہے۔ اور اس کی آبادی محض تم پر مشتمل ہے۔ اس ملک کا قومی ترانہ۔ تمھارے ہونٹوں پر رقص کرتی ہنسی ہے۔ اور اس کے پرچم کا رنگ تمھاری ان شہد رنگ آنکھوں جیسا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ میرا یہ چھوٹا سا ملک میرے فنا

ہونے تک یوں ہی قائم رہے"۔التان کے خوبصورت لفظوں کے حصار میں ہزل بری طرح قید تھی۔اسکا گھمبیر لہجہ اسے اپنی سماعت میں رس گھولتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔وہ ابھی مزید بھی کچھ کہہ رہا تھا۔اور وہ پوری توجہ سے اسے سن رہی تھی۔اس کا ایک ایک عضو آج التان کو پوری انہماک سے سن رہا تھا۔

"تمھیں پتا ہے ہزل تم میرے لیے کیا ہو؟"۔التان نے اسکے دونوں بازو کو نرمی سے پکڑتے ہوئے کہا۔"تم میری طلب کی وہ حد ہو میری جان جس کے آگے سب کچھ بے معنی ہے۔تم تو وہ واحد شخص ہو جس کے آگے مجھے جھک جانا بھی منظور ہے۔میرے لیے راحت اور چاہت دونوں کے معنی تم ہو"۔

"راحت اور چاہت میں فرق کیا ہے؟"۔ہزل نے ہمت کر کے سوال کیا۔اسے خود بھی علم نہیں تھا کہ اسنے یہ سوال کیوں کیا۔کیسے ان لمحوں میں اسکے اندر التان کے سامنے بولنے کی ہمت آگئی۔وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔بس وہ سوال خود بخود ہو گیا۔کیسے؟اسے نہیں پتا۔

"میرے لیے راحت اور چاہت میں بس اتنا سا فرق ہے۔کہ راحت تم سے ہے اور چاہت بس تمھاری ہے"۔وہ اسکے دونوں بازو کہنیوں کے اوپر سے پکڑے،اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہا تھا۔اپنے سیاہ آنکھیں اسکی بڑی،بڑی براؤن آنکھوں میں ڈالے اسکے بہت قریب کھڑا تھا۔اسکی سانسیں ہزل کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ہزل بھی اسے ہی بہت انہماک

سے دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی پلکیں جھپکنا بھول گئی تھیں۔ دونوں کی پرفیوم کی

خوشبو ایک دوسرے کے اطراف بکھری انہیں اپنے حصار میں لی ہوئی تھی۔ التان کی گہری

آنکھیں اسکے چہرے پر پھسل رہی تھیں۔ وہ ایک دم سے اسے نرمی سے چھوڑ کر پیچھے ہوا

اور گہرا سانس لیا۔ اگر وہ پیچھے نہیں ہٹتا تو نا جانے اس سے کیا ہو جاتا۔ ہزل نے بھی گھبرا

کر نظریں جھکائیں۔ اسے اپنی بے اختیاری پر سخت غصہ آرہا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

"بھائی، بھائی"۔ وہ تھکن زدا ست قدموں سے اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب اسے

پیچھے سے کیف نے پکارا۔ اسکا ہاتھ اپنے کمرے کی ہینڈل پر تھا۔ اس وقت کیف وہ واحد

شخص تھا جسے وہ کم از کم اس وقت دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ ابھی وہ لائبریری سے ہی آرہا

تھا۔ اور جو بارث عالم نے اسے کیف کی شکایتوں کے بارے میں بتایا۔ وہ اس سے واقع بہت

ہرٹ ہوا تھا۔

"بھائی مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے"۔ کیف کی آواز پر معاویہ کے پیچھے مڑ

کر دیکھنے پر کیف نے جلدی سے کہا۔

معاویہ اپنے کمرے کا دروازا کھول کر اندر داخل ہو گیا لیکن واپس دروازا بند نہیں کیا۔ یہ

اشارہ تھا کہ کیف اندر آجائے۔ معاویہ کے اندر جانے کے بعد کیف بھی کمرے میں گیا اور فورا

سے دروازا بند کر کے معاویہ کے قریب جا کھڑا ہوا۔ معاویہ نے ٹیبل پر اپنا گلاسز، والٹ اور

کیز رکھتے ہوئے باغور اسکی بے چینی دیکھی تھی۔وہ کیف کے بولنے کا منتظر تھا۔

"bhai I need your help".

"بھائی مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے"۔واڈروب کی طرف جاتے معاویہ کے قدم ایکدم رکے اسنے مڑ کر بہت غور سے کیف کو دیکھا تھا۔اور پھر کیف اسے بتاتا چلے گیا۔اسنے اپنی اور ایما کی اسٹوری بتائی۔ایما کی دھمکی کا بتایا۔

"بھائی آپ میری مدد کریں گے نا"۔کیف نے بہت آس و امید سے پوچھا تھا۔

"ڈونٹ وری۔اب وہ تمھیں پریشان نہیں کرے گی۔بے فکر رہو"۔معاویہ کے کہنے پر وہ فورًا پر سکون ہوا تھا۔اسے لگا تھا جیسے اسکے کاندھوں سے بہت سارا بوجھ ایکدم سے ہٹ گیا ہو۔بچپن سے ایسا ہی تو ہوتا آیا تھا۔ہر دفع وہ ایسے ہی آکر معاویہ کو اپنی پروبلم بتاتا اور پھر پر سکون ہو جاتا۔کیونکہ معاویہ سے اپنی پرابلم شیئر کرنے کے بعد دوبارہ اسے وہ مسئلہ درپیش ہی نہیں آتا تھا۔اسے نہیں پتا تھا کہ معاویہ کیسے اسکی پرابلم دور کرتا کیسے اسے سولو کرتا۔اسے تو بس اتنا پتا تھا جو بھی اسے پرابلم ہوتی وہ معاویہ کو کہتا اور پھر وہ پرابلم ختم ہو جاتی بس۔اسے اتنا سا تو کرنا ہوتا تھا۔معاویہ کو انفارم کرنا ہوتا تھا۔

"تھینک کیو، تھینک کیو سو مچ بھائی"۔کیف مسکراتا ہوا اسکا شکریہ ادا کر کے چال گیا تھا۔اور معاویہ عالم اسے بتا نہیں سکا کہ اسے بدلے میں کیف سے شکریہ نہیں بلکہ اتنا ہی پیار چاہیے تھا جتنا معاویہ اس سے کرتا تھا۔لیکن شاید کیف کے پاس معاویہ کو دینے کے

Urdu Novels Ghar

لیے یہ ایک شکریہ کے فرضی لفظ کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔

کیف کے جانے کے بھی معاویہ کی گرین اور ہلکی سرخی مائل تھکی ہوئی نظریں دروازے پر ہی تھیں۔اسکے کان میں کیف کا جملہ گونجا۔"بھائی آپ میری مدد کریں گے نا؟"۔

"ہاں کیف میں تمھاری مدد کروں گا۔بھلے سے تم میری شکایتیں ڈیڈ سے کرو،بھلے سے تم مجھے ہرٹ کرو۔بھلے سے تم مجھ سے نفرت کرو۔میں تمھاری مدد ضرور کروں گا۔کیونکہ آج بھی تم میرے لیے اتنے ہی اہم ہو جتنے بچپن میں ہوا کرتے تھے۔میں آج بھی تم سے اتنا ہی پیار کرتا جتنا بچپن میں کیا کرتا تھا"۔وہ اداس نظروں سے دروازے کی سمت دیکھتا زیرلب کہہ رہا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔ

اسنے کچن میں آکر التان اور اپنے لیے دو پلیٹ میں نوڈلز نکالے۔التان کے حصے کی پلیٹ ڈھک کر رکھ دی۔اور اپنی پلیٹ سامنے رکھ کر دی نوڈلز چھکنے کے بعد وہ چائے چڑھانے لگی۔فریزر سے کباب نکالے اور اسے تلنے کے لیے فرائی پین چولھے پر رکھا۔پھر نوڈلز چھکے۔پھر تیل فرائی پین میں ڈالا۔فرائی پین میں تیل ڈالنے کے بعد دوبارہ کانٹے کی مدد سے نوڈلز کھائے۔وہ ایسے ہی کر رہی تھی۔کام کرتے جاتی اور نوڈلز کھاتے جاتی۔

"یہ کیا ہورہا ہے موٹو"۔وہ نوڈلز کھا رہی تھی جب حازم نے ایکدم سے اسکے پیچھے آکر زور سے کہا۔

Urdu Novels Ghar

”یا ھللا، حازم بھائی ڈرا دیا آپ نے مجھے۔ اف، آرام سے نہیں آسکتے تھے آپ۔ کچھ تو تمیز داروں والی حرکتیں کر لیا کریں“۔ دنانیر نے زور سے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر حازم کو گھورتے ہوئے چبا کر کہا۔

”چھپ کر جلدی جلدی نوڈلز کھا رہی تھیں نا۔ اکیلے ساری نوڈلز کھانے کا ارادہ تھا نا۔ نیتو“۔ (نیتی کے بجائے نیتو۔ کیونکہ وہ موٹی کے بجائے موٹو تھی اس لیے)۔ حازم نے نیچے سے کانٹا اٹھاتے ہوئے مسکراہ کر اسے چھیڑا۔ جو دنانیر کے ڈرنے کی وجہ سے اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا تھا۔

”جی نہیں میں بلکل بھی نیتو نہیں ہوں۔ الگ پلیٹ میں نوڈلز رکھ دی ہے میں نے التان بھائی کے لیے“۔ دنانیر نے منہ پھالتے ہوئے چڑ کر کہا۔ اور پھر مڑ کر فرائی پین میں کباب ڈالنے لگی۔

”اچھا۔ ویسے موٹو آج کل میں ایک بات نوٹ کر رہا ہوں“۔ حازم نے اسے فرائی پین میں آرام سے کباب ڈالتے دیکھ کر کہا۔

”اب تم پہلے سے کافی چینج ہو گئی ہو۔ میرا مطلب ہے پہلے سے تھوڑی دبلی ہو گئی ہو“۔ اور وہ جو بہت آرام سے کباب کا آخری پیس پین میں ڈال رہی تھی۔ حازم کی بات پر چونکی (کہاں تو اسے دنانیر موٹی لگتی تھی اور وہ اسے موٹو، موٹو کہتے رہتا تھا اور اب یوں اچانک اسے دنانیر دبلی لگنے لگی۔ پر وہ تو آج کل ڈائٹنگ پر بھی نہیں تھی۔ بلکہ آج کل تو

اسکی خوراک تھوڑی بڑھ ہی گئی تھی۔ پھر وہ دبلی کیسے لگی وہ بھی مسٹر حازم ہالت کو۔

یہ تو معجزہ ہی ہو گیا) اور حازم کی غیر متوقع بات پر اسکا چونکنا تو بنتا تھا۔ اسی

چونکنے میں کباب بے دھیانی میں پین میں زور سے ڈال۔ اور گرم تیل کا چھینٹا اسکے ہاتھ پر

بڑے مزے سے آ گرا۔

"آہ"۔ وہ چیختی ہوئی پیچھے ہٹی۔ حازم نے فوراً آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے نل کے

نیچے کیا۔

"دیکھاؤ، زیادہ تو نہیں جال۔ دھیان کہاں تھا۔ اف میری ہی غلطی ہے مجھے تم سے جھوٹی

تعریف کرنی ہی نہیں چاہیئے تھی"۔ وہ اسکا ہاتھ پانی سے دھوالتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اور وہ

منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

ہیں، جھوٹی تعریف۔ دبلی لگنے کی خوشی میں تو ہاتھ جلنے کے درد کا بھی احساس نہیں

ہو رہا تھا۔ اور اب پتا چال یہ تو جھوٹ تھا تو جلن کا احساس دگنا ہوا۔ آنکھوں میں آنسو آئے۔

دنانیر نے دل ہی دل میں حازم کو سلوٹیں سنائیں۔ "ہنہ، بدتمیز انسان۔ جھوٹا شخص"۔ حازم

اب نل بند کر کے کیچن سے نکل گیا تھا۔ شاید آئیمینٹ لینے گیا تھا۔ ہاں جب وہ تھوڑی دیر

بعد واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک ٹیوب ہی تھی۔

اب وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بہت احتیاط سے ٹیوب لگا رہا تھا اور ساتھ ساتھ کچھ کہہ بھی رہا

تھا۔ دنانیر نے غور کیا۔ اسنے بلیک جینز پر بلیک اور ریلو کا مبنیشن کی ہڈی پہنی ہوئی تھی۔

آستین کہنیوں تک چڑھی ہوئی تھیں۔وہ چونکہ دنانیر کے ہاتھ کو دیکھ کر اسکے ہاتھ پر
آئمینٹ لگا رہا تو اسکا سر جھکا ہوا تھا۔دنانیر نے اسکے بال صرف آفس جاتے وقت ہی جیل
سے سیٹ دیکھے تھے۔اسکے عالوہ اسکے بال ایسے ہی بکھرے رہتے یا سیٹ ہوتے بھی تو
جیل نہیں لگا ہوتا تھا۔آج بھی اسکے بال جیل سے سیٹ نا ہونے کی وجہ سے اسکے سلکی
شہد رنگ بال ماتھے پر گرے ہوئے تھے۔(حازم اور ہزل کی آنکھیں اور بال ایک جیسے تھے۔
یعنی شہد رنگ برائون)۔

"سس"۔حازم نے اسکے جلے ہوئے حصے پر آئمینیٹ لگایا تو اسکی سسکی نکلی۔اور ایک
آنسو ٹوٹ کر حازم کے آئمینٹ لگاتے ہاتھ پر گرا۔حازم نے فورًا سر اٹھا کر دنانیر کو دیکھا
اور معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"سوری۔اب بلکل آرام سے لگائوں گا"۔اور اسکے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ آرام سے لگانے
کی کوشش کر رہا تھا۔آئمینت لگانے کے بعد حازم نے نل کھول کر ہاتھ دھویا اور ٹیبل پر
رکھے ٹیشو سے ہاتھ خشک کیا۔

دنانیر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔وہ ٹیشو پیپر ڈست بن میں ڈالنے کے بعد واپس اس کے پاس
آ کھڑا ہوا اور دنانیر کے دونوں ہاتھوں کو نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیا۔

"خیال رکھا کرو اپنا۔میں اپنی امانت میں خیانت بلکل بھی پسند نہیں کرتا"۔حازم نے
تھوڑی مختلف لفظوں میں اسے بہت کچھ سمجھانے کی کوشش کی تھی۔اور حازم کو

حیرت ہوئی جب اسکی بات کا مفہوم دنانیر فورا سمجھ بھی گئی۔ورنہ اسے دنانیر سے یہ امید بلکل بھی نہیں تھی کہ وہ ایسی کوئی بات فورًا سمجھ جائے گی۔دنانیر کے بلش کرنے اسے دنانیر کے دل کا حال معلوم ہوا۔وہ آگے بھی کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن قدموں کی چھاپ پر اسکا ہاتھ چھوڑ کر دور ہوا۔

"یہ کیا ہوا گڑیا؟"۔التان اور ہزل ایک ساتھ کیچن میں داخل ہوئے تھے۔التان نے دنانیر کا ہاتھ پر ٹیوب لگی دیکھ کر پوچھا۔دنانیر کے چیخنے کی آواز ان تک نہیں پہنچی تھی۔

"بھائی ہاتھ جل گیا"۔فورًا آنکھوں میں آنسو آئے۔جلن کا احساس پھر عود کر آیا۔اسنے آگے بڑھ کر اپنا چھوٹا اور گول مٹول سا ہاتھ التان کے آگے کرتے ہوئے روہانسے لہجے میں کہا۔وہ سب سے چھوٹی تھی اور اکلوتی تھی اس لیے زیادہ ناز سے پلی بڑھی تھی۔چھوٹی چھوٹی تکلیف پر رونے لگ جاتی۔ہر کوئی چھوٹی گڑیا کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔ہاں سوائے حازم کے۔

"آ،دیکھاؤ کیسے جال۔یہ تو کافی زیادہ جل گیا ہے۔زیادہ درد ہو رہا ہے"۔التان نے اسے بازو کے گھیرے میں لیتے ہوئے محبت اور فکر سے پوچھا۔

"نہیں جلن تو اتنی نہیں ہو رہی پر۔دیکھیں نا میرے اتنے پیارے،پیارے ہاتھوں پر جلن کا نشان آگیا ہے"۔اسکے منہ پھال کر کہا تو نا چاہتے ہوئے بھی سب ہنس دیئے۔

"پیارے،پیارے نہیں موٹے موٹے ہاتھوں پر"۔حازم نے اپنی پہلی والے ٹون میں آتے کہا تو دنانیر نے شکر ادا کیا ورنہ اسکا گھمبیر لہجہ اور بولتی ہوئی گہری نظروں سے وہ بہت پزل

ہوئی تھی۔

"کوئی نہیں۔ اتنے پیارے ہاتھ ہیں میری گڑیا کے۔ خبردار جو اب تم نے اسے موٹو بوال تو"۔

التان نے مسکراہٹ دبا کر مصنوعی گھور کر حازم کو ڈپٹا۔ حازم نے ان کی مصنوعی ڈانٹ پر کانوں کو پکڑا جیسے سوری کہا ہو۔ حازم نے دنانیر کو دیکھا جو التان کے سینے پر سر ٹکائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ حازم کے دیکھنے پر اسنے گڑبڑا کر اپنی نظریں جھکائیں۔ حازم اسکے روئی جیسے گالوں کو گالب کی طرح بلش کرتے دیکھ کر مسکرایا۔

التان نے دنانیر کو سینے سے لگائے اسے ایک بازو کے ہلکے میں لیا ہوا تھا۔ اسکی نظریں ہزل پر تھیں جو چائے نکالنے کے بعد کباب پین سے نکال رہی تھی۔ جو جلنے کے قریب تھے۔ التان کی نظروں کی تپش سے ہزل نے چوال بند کرتے ہوئے نظریں اٹھائیں۔ تو سیدھا نظریں گہری سیاہ آنکھوں سے ٹکرائیں۔ جن میں آج کچھ زیادہ چمک تھی۔ کچھ کہتی ہوئی گہری نظریں۔ التان مسکراتے ہوئے دلچسپی سے ہزل کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے خود کو مسلسل دیکھنے پر التان نے آنکھ مار تو ہزل نے گھبرا کر حازم اور دنانیر کو دیکھا جو ایک دوسرے میں مصروف تھے۔ پھر اسنے التان کو ایک گھوری سے نوازا۔ جس پر وہ کھل کر مسکرایا

ΔΔΔΔΔΔΔ

"کیا تم جانتی ہو کیف عالم کے بیک گراؤنڈ کے بارے میں؟"۔

"بہت اچھی طرح سے"۔ جواب بھی فوراً دیا گیا۔

"اس کے باوجود تمھیں ایسا لگتا ہے کہ وہ تم سے شادی کرے گا۔ اسکا ایک نام ہے، اعلیٰ مقام ہے معاشرے میں۔ اور تمھیں تو شاید تمھارے علاقے کے چند افراد کے علاوہ کوئی جانتا بھی نہیں ہو گا"۔

معاویہ عالم کے جملے پر اے-لی-ڈی پر نظر آتا ایما کا چہرہ سرخ ہوا۔ اسنے مشکل سے اپنا غصہ کنٹرول کیا۔ اور جب بولی تو اسکے لہجے میں بھی کاٹ تھی۔

"تو یہ سب اسے مجھ سے رشتہ بنانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا نا۔ رشتہ بناتے وقت اسے اپنے مقام و مرتبہ کے خیال کیوں نہیں آیا"۔ ایما کے طنز پر بھی معاویہ کا چہرہ پر سکون ہی رہا۔

"رشتہ؟ کونسا رشتہ؟ اگر تم گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ کے تعلق کی بات کر رہی ہو تو۔ ہمارے ہاں اس تعلق کو کوئی رشتہ نہیں مانا جاتا"۔

"گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ کا رشتہ نہیں لیکن ماں اور باپ کا رشتہ تو مانا جاتا ہے نا آپ کے ہاں"۔ ایما یہ کہہ کر معاویہ کے تاثرات دیکھنے کے لیے ایک لمحہ کے لیے رکی۔ "اور میں اسی رشتے کی بات کر رہی ہوں۔ عنقریب آپ چھوٹا بھائی میرے بچے کا باپ بننے والا ہے"۔

وہ جو سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آرام دہ حالت میں بیٹھا تھا۔ ایما کے جواب پر سیدھا ہو کر بیٹھا۔ ٹیبل پر رکھے دونوں ہاتھ آپس میں پھنسائے۔ پہلے وہ جتنا پر سکون نظر آ رہا تھا۔ اب اس کے چہرے پر اتنی ہی سنجیدگی تھی۔ اسے کیف پر بھی غصہ آیا کہ اسنے معاویہ کو

یہ والی بات کیوں نہیں بتائی۔

"شاید آپ کے پیارے بھائی نے آپ کو یہ والی بات نہیں بتائی"۔ ایمانے اسکا سنجیدہ چہرہ دیکھتے ہوئے استہزایہ لہجے میں کہا۔

"کیا چاہتی ہو؟"۔ یہ وہ جمال تھا جو معاویہ عالم نے اپنی پوری زندگی میں پہلی دفعہ کسی سے پوچھا تھا۔

"کیف عالم کو چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں وہ میرے پاس واپس آئے اور یہ بچہ قبول کرے۔ میں اس سے بہت محبت کرتی ہوں۔ اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ لیکن کیف کو یہ بات سمجھ ہی نہیں آتی"۔ ایمانے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا لیکن آخر میں اسکا لہجہ بیچارگی لیے ہوئے تھا۔

"بلینک چیک، تمھاری ماں کے عالج کا سارا خرچہ، عالیشان گھر، اور ایک آئیڈیل جاب"۔ معاویہ نے اسے آفر دی۔

"نہیں، نہیں میں کیف سے محبت کرتی ہوں۔ مجھے یہ چیزیں نہیں چاہیے۔ مجھے کیف کی ضرورت ہے ان چیزوں کی نہیں"۔ ایمانے فوراً ابنا سوچے سمجھے انکار کیا۔ یہ کیسا شخص تھا جو اس کی محبت کو چیزوں سے طول رہا تھا۔

"کیف تو اب کسی بھی حالت میں واپس نہیں جائے گا۔ اس لیے اسے تو بھول جائو۔ لیکن اگر تم میری آفر ایکسیپٹ کرتی ہو تو تمھاری زندگی سنور جائے گی"۔ معاویہ اب پہلے کی

طرح پر سکون تھا۔ وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر ایما کے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہا

تھا۔

جب تھوڑی دیر تک ایما نے کوئی جواب نہیں دیا تو۔ اسکی نیم رضامندی جان کر معاویہ نے

کہا۔

"اچھی طرح سوچ لو ایما۔ زندگی سنوارنے کا اس سے اچھا موقع دوبارہ نہیں ملے گا"۔

"میں سوچ کر جواب دونگی"۔ ایما کے جواب پر معاویہ نے اثبات میں سر ہلا کر کال

ڈسکنیکٹ کی۔

"سر آپ اسے قتل کیوں نہیں کروا دیتے؟ اتنی آفر دینے کی کیا ضرورت تھی؟ بس آپ ایک

حکم کریں سر۔ اسے قتل ہونے میں چند منٹ ہی لگیں گے"۔ جنید جو اسی روم کے کارنر پر

کھڑا تھا۔ کال ختم ہونے کے بعد معاویہ کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"میں معافیہ کا بندہ ضرور ہوں جنید لیکن قاتل نہیں ہوں"۔ معاویہ کا سر کرسی کی پشت

سے ٹکا ہوا تھا۔ اس کی پر سوچ نظریں چھت پر لٹکے فانوس پر تھیں۔

ΔΔΔΔΔΔ

وہ ابھی گھر کی صفائی کرنے کے بعد نہا کر بیٹھی تھی۔ بال ہلکے نم تھے۔ بالوں میں برش

کرنے کے بعد اس نے اپنے آدھے بال دونوں کاندھے پر آگے کر لیے اور آدھے اسکے پشت پر

پھیلے رہے۔ موسم بہت اچھا تھا تو اس لیے اسنے روئل بلو کلر کی النگ گھیر دار والی فراک

Urdu Novels Ghar

پہنی ہوئی تھی۔وہ ابھی آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی کہ جب ڈور بیل کی آواز آئی۔وہ حالت اور عالیہ کا سوچتے دروازے کھولنے کمرے سے نکل گئی۔جب کے اسکا ٹشو کا ڈوبٹہ بیڈ پر پھیلا ہوا تھا۔

اسنے بنا پوچھے ہی دروازا کھول لیا لیکن سامنے کھڑے معاویہ عالم کو دیکھ کر اسکے احساب بری طرح شل ہوئے تھے۔

معاویہ عالم سفید شلوار قمیض پر بلیک شال کندھوں پر ڈالے دروازے کی چوکھٹ پر دونوں ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔دونوں کچھ دیر تک خاموش کھڑے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ایک کی آنکھوں میں خوف اور حیرت تھی جبکے دوسری آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

"اندر آنے کا نہیں کہو گی؟"۔معاویہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا اور پھر اگلے ہی لمحے اسے دھیرے سے سامنے سے ہٹاتا گھر کے اندر داخل ہوا۔

"کیوں آئے ہیں آپ یہاں؟"۔ہزل نے خوف سے پوچھا تھا۔اسے ڈر تھا اگر کسی نے اسے یوں اکیلے معاویہ عالم کے ساتھ کھڑے دیکھ لیا تو کیا ہو گا۔اس وقت کوئی گھر پر تھا بھی نہیں وہ اکیلی ہی گھر پر تھی۔

"تمھارے پیرنٹس سے ملنے۔کہاں ہیں وہ؟"۔معاویہ نے بولتے ہوئے ادھر ادھر نظریں دوڑائی تھیں۔

پھر اسنے مڑ کر جنید کو آواز دی۔اگلے ہی لمحے جنید اور تین مالزم

مٹھائیوں کے ٹوکروں ساتھ دروازے کی چوکھٹ پر حاضر تھے۔

"انہیں یہاں رکھ دو"۔اسنے یوں ٹوکرے صحن میں رکھوائے جیسے اپنے ذاتی گھر میں کھڑا ہو۔

"یہ شگون کی میٹھائی ہے"۔ان کے جانے کے بعد وہ ہزل سے مخاطب ہوا جو حیرت سے دنگ سب دیکھ رہی تھی۔"میرے خیال جب لڑکے والے شادی کی تاریخ رکھنے جاتے ہیں تو شگون کے طور پر میٹھا لے کر جاتے ہیں۔اینی-وے جیسا مجھے معلوم ہوا ویسا میں نے کرنے کی کوشش کی۔تم اپنے والد سے کہو معاویہ عالم آیا ہے"۔

"مما،بابا گھر پر نہیں ہیں"۔ہزل کہہ کر تھوڑا پیچھے پڑی لیکن پیچھے دیوار ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ پیچھے نا ہو سکی۔

ہزل کا جواب سننے کے بعد اسنے ہزل کی پیچھے ہٹنے کی حرکت کو بہت غور سے دیکھا تھا۔

وہ دو قدم آگے بڑھا تا مزید اسکے قریب ہوا۔

"یہ کوششیں بیکار ہیں۔تمھاری یہ بے ضرر سی کوششیں تمھیں مجھ سے دور نہیں کر سکتیں"۔معاویہ نے اسکے چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتے بھاری گھمبیر لہجے میں کہا۔

وہ ابھی معاویہ کو کوئی جواب دیتی کہ معاویہ کے پیچھے سے ابھرتے ہالت اور عالیہ کے چہرے کو دیکھ کر وہ دہل کر رہ گئی۔

"بابا آگئے ہیں" اسنے معاویہ عالم پر نظر کی۔"جو بات کرنی ہے آپ کر لیجیئے"۔اس سے

پہلے عالیہ یا ہالت اس سے معاویہ عالم کے بارے میں کوئی بھی سوال کرتے وہ پلٹی اور بنا

رکے اندر اپنے کمرے میں جا پہنچی۔

بیڈ پر بیٹھ کر اسنے اپنے ذہن میں صحن کا منظر تازہ کیا۔ گیٹ ہالت اور عالیہ کو کھال مال

تھا۔ وہ بغیر ڈوبٹے کے سارے بال بکھرائے میٹھائی کے ٹوکروں کے پاس کھڑی تھی۔ اور

معاویہ عالم پورے وجود کے ساتھ اس کے انتہائی قریب کھڑا تھا۔ اتنا قریب کہ اسکی گرم

سانسوں کو ہزل نے اپنے ماتھے پر بکھرتے محسوس کیا تھا۔

"بس" اسنے سر اٹھا کر چھت کو دیکھا اب اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا تھا۔ ابھی تھوڑی

دیر ہی گزری تھی کہ اسے ہالت کے غصے سے کچھ کہنے کی آوازیں آنے لگی وہ فوراً اٹھ کر

ڈرائنگ روم میں گئی۔ اور دروازے کے باہر کھڑے ہو کر اندر سے آتی باتیں سننے لگی۔

ہزل نے دروازے کے کونے سے اندر جھانکا تو اسے معاویہ عالم صوفے پر بیٹھا نظر آیا۔ وہ

صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بڑی شان سے بیٹھا تھا۔ ایک ہاتھ صوفے

کی پشت پر پھیلائے اور دوسرا ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھا ہوا تھا۔

"تمھیں ایسی غلط فہمی کیوں ہے کہ ہم اپنی بیٹی کا رشتہ تم سے کریں گے"۔ ہالت نے

ناگواری سے معاویہ کو دیکھا تھا۔

"آپ کو کس نے کہا کہ مجھے کوئی غلط فہمی ہے۔ میں تو حقیقت پسند بندا ہوں۔ اور

حقیقت ہی بتا رہا ہوں آپ کو"۔

Urdu Novels Ghar

"ہزل کا رشتہ اس کے تایازاد سے بہت پہلے سے طے ہے۔ ہم بہت جلد اس کی شادی بھی کر دیں گے اور یہ کی حقیقت ہے"۔ ہالت کو اسکے اطمینان بھرے انداز پر طیش آ رہا تھا۔

"لیکن اب وہ میری منگیتر ہے۔ اسنے بتایا نہیں آپ کو؟"۔

"آخر تم ہماری بیٹی کا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ ہم کبھی بھی اپنی بیٹی کی شادی تم سے نہیں کرینگے"۔ اکی بار ہالت کے کچھ کہنے سے پہلے ہی عالیہ نے غصے سے کہا۔

"وجہ؟"۔ معاویہ نے ایک آئی برو اٹھا کر پر سکون لہجے میں پوچھا۔

"کیونکہ تم ہمیں زرا سے بھی نہیں پسند"۔ ہالت نے بھی غصے سے جواب دیا۔ ہالت کے جواب پر معاویہ کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔ لیکن پھر وہ ایکدم مسکراہ کر کھڑا ہوا۔

"مجھے ستانوے 97 فیصد یقین ہے کہ آپ مجھے پسند نہیں کرتے لیکن میرا یقین کریں مجھے خود پر سو 100 فیصد یقین ہے کہ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اینی-وے۔ میں آج صرف آپ کو اطلاع دینے آیا تھا کہ اگلے مہینے آئو نگا میں ہزل ہالت کو ہزل معاویہ عالم بنانے"۔

"میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کبھی بھی نہیں کروں گا"۔ ہالت غصے میں چیخے تھے۔

"اگلے مہینے کی دس تاریخ"۔ معاویہ نے اتنے ہی پر سکون لہجے میں جواب دیا تھا۔

معاویہ اپنی بات کہہ کر کمرے سے باہر نکال لیکن باہر ہزل کو کھڑے دیکھ کر اس کے پاس

رکا۔"اگلے مہینے تیار رہنا۔اگلے مہینے تمھیں "زیب وزر" سے رخصت ہو کر "عالم پویلین" آنا ہے"۔معاویہ کی بات پر ہزل کا رنگ اڑا تھا۔وہ غور سے ہزل کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔اسنے اپنے سیاہ گوگلز اپنی گریں آنکھوں میں چڑھائے اور ہزل کو ایک مسکراہٹ پاس کی۔اسنے ہزل کا بایاں گال ہلکے سے تھپتھپایا اور باہر کی طرف شہانا قدم بڑھائے۔

ΔΔΔΔΔΔ

وہ ابھی جم سے واپس آیا تھا۔جب اسنے معاویہ عالم کے ڈرائیور کو میٹھائی کے ٹوکرے گاڑی میں رکھتے دیکھا۔اس کے پوچھنے پر جو ڈرائیو نے جو خبر سنائی اس سے اسکا دماغ سن ہو کر رہ گیا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ بارث عالم کے موجودگی میں یہ سب ہو رہا ہے۔ وہ غصے میں کھولتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسنے معاویہ عالم کو سفید شلوار قمیض میں نک سک سا تیار گاڑی کی طرف بڑھتے دیکھا۔اسکا غصہ معاویہ عالم کو دیکھ کر مزید بڑھا تھا۔معاویہ عالم پھر سے اس کے لیے بھائی سے "ولن" ہو گیا تھا۔ابھی وہ معاویہ عالم سے کوئی ناراضگی مول نہیں لے سکتا تھا۔کیونکہ ابھی ایما والا مسئلہ رہتا تھا۔ وہ معاویہ عالم کو اگنور کرتا غصے سے خولتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے میں آکر اسنے گاڑی کی کیز اپنی پوری طاقت سے دیوار پر کھینچ کر پھیکی۔جو گرز اتار کر دور پھینکے اور غصے سے ٹہل لگانے لگا۔ابھی اسکا غصہ ٹھنڈا ابھی نہیں ہوا تھا جب ایما کی کال اسکے پاس آنے لگی۔

چار رفعہ کال ڈسکنیکٹ کرنے کے بعد بھی جب ایمانے پانچویں بار اسے کال کی تو وہ غصے

میں بڑبڑاتا کال کنیکٹ کر گیا۔

"تمھیں سکون نہیں ہے۔ جب کہہ دیا نہیں ہے مجھے تم سے محبت تو کیوں پیچھے پڑ گئی

ہو۔ کس تعلق کی بات کر رہی ہو تم۔ ہاں۔ تمھارے لیے یہ سب عام بات تھی۔ مجھ سے پہلے

بھی کئی لڑکوں کے ساتھ تمھارا ریلیشن رہ چکا ہے۔ اب اگر میرے ساتھ بھی ریلیشن کر لیا

تو اس میں کونسی بڑی بات ہے۔ موو اون کرو یار۔ جیسے پہلے ریلیشن کے ختم ہونے کے بعد

کیا تھا۔ لیکن نہیں، شاید تمھیں میرا پیسا اور بیک گراؤنڈ دیکھ کر لالچ آ گیا ہے۔ اپنی لالچ

کو محبت کا نام مت دو ایما۔ دس از اننف۔ میں تم پر اب ایک بھی پیسا خرچ نہیں کرنے

والا"۔ کیف نے بنا ایما کی بات سنے اسے بہت بھال سنا دیا۔ اور دوسری طرف ایما جس نے

معاویہ کی آفر کو ایکسیپٹ کرنے کا سوچتے ہوئے کیف کو آخری بار کال کی تھی۔ کیف کی

الزامات اور فضول بکواس سن کر اسنے فوراً اپنا ارادہ بدل دیا۔

"مجھے تمھارے پیسوں کی کوئی لالچ نہیں ہے۔ میں نے واقع تم سے محبت کی تھی کیف۔

لیکن پھر تمھارے بھائی کے سمجھانے پر مجھے سمجھ آ گیا تھا کہ تمھارے اور میرے راستے

بلکل الگ ہیں۔ ہمیں الگ ہی ہو جانا چاہیے۔ لیکن اب تمھاری یہ ساری بکواس سن کر مجھے

یقین ہو گیا ہے کہ میں غلط فیصلہ کرنے جا رہی تھی۔ اب میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے۔ اب

میں تمھیں ہی یہاں بلاؤں گی۔ میں آج ہی جاؤں گی ایمبیسی۔ اب تم دیکھنا میں تمھارے

ساتھ کرتی کیا ہوں کیف عالم"۔ ایمانے اپنی بات کہہ کر کال کاٹ دی تھی اور کیف بھوکالیا

ساہیلو، ہیلو ہی کرتے رہ گیا۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

"مجھے سمجھ نہیں آرہا آخر ان لوگوں کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟ پہلے چھوٹا بھائی پیچھے پڑا تھا اور اب بڑا بھی۔۔۔" آریان نے لب بھینچ کر اپنی بات اُدھوری چھوڑی۔ اس وقت ان کے گھر میں سب موجود تھے۔ ہالت نے التان لوگوں کو ساری بات بتادی تھی۔۔ اور وہ سب مل کر اس کا سولوشن نکال رہے تھے۔

آریان بھائی کی بات پر ہزل نے نظر اٹھا کر التان کو دیکھا جو جب سے اب تک بلکل خاموش بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ اور آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔

"میں بات کروں گا باس سے۔ وہ سمجھائیں اپنے بیٹوں کو۔ لگامیں ڈالیں"۔

"کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو انہیں پتا نہیں ہو گا اپنے بیٹوں کی حرکتوں کا۔ سب پتا ہے انہیں۔ انہی کی شہہ پر تو وہ ایسی حرکتیں کر رہے ہیں"۔ ہالت نے آریان کو غصے میں ٹہلتے دیکھ کر کہا۔

"ہالت ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ویسے بھی وہ جتنے ویل اوف لوگ ہیں۔ ہم ان سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان سب کا بس ایک یہ ہی حل نکلتا ہے کہ ہم التان اور ہزل کی خاموشی اور سادگی سے شادی کر دیں"۔ التان والد جمیل صاحب نے بھی ہالت کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

وہ بلکل صحیح کہہ رہے تھے۔ انکا اور عالم خاندان کا کیا مقابلہ۔

سب ہی جمیل صاحب کی بات پر متفق تھے۔ اور اب وہ سب مل کر اگلے مہینے کی دس تاریخ سے پہلے کی کوئی تاریخ رکھنے کا ڈسکس کر رہے تھے۔ جب التان خاموشی سے اٹھ کر چھت پر چال گیا۔

"معاویہ عالم تو بہت ہینڈسم اور امیر ہیں۔ میں نے انکا انٹرویو دیکھا تھا۔ وہ واقعی بہت ویالوف فیملی سے ہیں"۔ چھت کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے التان نے دنانیر کے یہ جملے سنے تھے۔ اور یہ سن کر اسکا دل مزید بوجھل ہوا تھا۔ وہ بھاری دل کے ساتھ سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر چال گیا۔ ہزل نے التان کو چھت پر جاتے دیکھا تو وہ بھی بلکل خاموشی سے اٹھ کر اسکے پیچھے چھت پر گئی۔

"تم سے کس نے کہا ہے کہ یہاں بیٹھ کر تم معاویہ عالم کے گن گاؤ"۔ دنانیر کی فضول گوئی پر حازم نے اسے گھورتے ہوئے بری طرح سے جھڑکا تھا۔ اسے بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا دنانیر کا تعریف کرنا۔ بیچاری دنانیر بھی زندگی میں پہلی دفعہ حازم کے رینکشن سے ڈر گئی تھی۔

"ناراض ہو؟"۔ ہزل نے اس کے برابر میں بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں"۔ ایک لفظی جواب آیا۔ وہ ہزل کو دیکھنے کے بجائے آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھ رہا تھا۔ آج پہلی بار التان جمیل کی نظریں ہزل حالت کی موجودگی میں ہزل حالت پر نہیں

تھیں۔

"شک کر رہے ہو مجھ پر؟"۔ ہزل نے خوف کے عالم میں پوچھا تھا۔

"نہیں" پھر ایک لفظی جواب آیا۔ اسکا چہرہ بے تاثر تھا۔

"دکھی ہو؟"۔ ہزل کے اس سوال پر جن نظروں سے التان نے اسے دیکھا تھا وہ گڑ ابڑا کر رہ گئی۔

"التان۔ مجھے نہیں لگتا تھا کہ ہمارے رشتے میں کسی بھی قسم کی شک کی گنجائش ہے۔ مجھے لگتا تھا کہ ہمیں کبھی بھی ایک دوسرے کو کوئی وضاحت نہیں دینی پڑے گی۔ لیکن پھر بھی میں تمھارے سامنے اپنی پوزیشن کلیئر کرنا چاہتی ہوں۔ التان میں واقع معاویہ عالم کو زیادہ نہیں جانتی۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تمھیں جو بھی شک۔۔۔۔" ابھی ہزل وضاحتیں پیش کر رہی تھی جب التان نے اس کی سختی سے بات کاٹی۔

"میں تم پر شک نہیں کر رہا ہزل۔ باخدا میں تم پر کبھی شک کر بھی نہیں سکتا۔ خدارا مجھے وضاحتیں پیش کر کے مجھے میری اپنی نظروں میں نا گرائو"۔ وہ کافی دکھی تھا۔

"التان۔۔۔۔"۔ ہزل نے اداسی سے اسے پکارا۔

"میں نے تم سے محبت کی ہے ہزل۔ اور ہمیشہ ہی کروں گا۔ میں نے کبھی حاصل کی تسکین نہیں رکھی۔ محبت الحاصل بھی رہی تو ہمیشہ زندہ ہی رہے گی۔ ویسے بھی کسی سے محبت کرنا کمال نہیں ہے۔ بلکہ آخر تک اسی سے محبت کرتے رہنا کمال ہے"۔ التان آسمان پر

چمکتے مہتاب کو دیکھ کر کہہ رہا تھا اور ہزل اسے حق دق دیکھ رہی تھی۔

"التان۔۔۔" اسنے صدمے سے پکارا۔ "التان تم مجھ سے، اپنی محبت سے کیسے دستبردار ہو سکتے ہو"۔

"میں اپنی محبت سے تو دستبردار نہیں ہو رہا"۔ اب پہلی بار اسنے ہزل کے بے یقین و حیران چہرے کو دیکھ کر جواب دیا تھا۔ اسکے جواب پر وہ تھوڑی دیر گنگ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اسنے خود کو کہتے سنا۔

"التان تم نے عمر اور ماروی کی کہانی سنی ہے؟"۔ ہزل کے سوال پر التان ہولے سر کو جنبش دی۔

"کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ ماروی کو عمر سے محبت ہو جائے؟۔ ہماری کہانی میں ماروی میں ہوں۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے کوئی مجھے میرے اپنے لوگوں (ماں باپ، التان وغیرہ) سے الگ نہیں کر سکتا۔ میں یہاں کی باسی ہوں۔ اور یہیں رہونگی۔ اپنے دل سے ہر طرح کا وہم نکال دو التان۔ مجھے تم سے کوئی الگ نہیں کر سکتا۔ معاویہ عالم بھی نہیں"۔

"مجھے اپر پورا یقین ہے۔ وہ ہمیں کبھی دور نہیں کرے گا۔ میں روزانہ تہجد پڑھ کر ہمارے لیے دعا مانگتی ہوں۔ اور تہجد میں مانگی گئی دعائیں رد نہیں ہوتی"۔ التان جو اسے بہت غور سے سن رہا تھا۔ تہجد میں دعا مانگنے والی بات پر اس نے چونک کر کچھ حیرت سے ہزل کو دیکھا تھا۔ اسے نہیں پتا تھا کہ وہ تہجد میں انکے رشتے کی دعائیں مانگتی ہے۔

اسکا چہرہ ایکدم روشن ہوا تھا۔شاید اسے بھی ایک نئ امید مل گئ تھی ہزل کی باتوں سے۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

وہ بہت بری طرح تو رہی تھی۔اسکا سر سجدے میں تھا۔اور آنسو جیسے سمندر کے سیالب کی طرح بہہ رہے تھے۔اسے اب پتا چال تھا کہ محبت کی دوری کا آذاب کتنا دردناک ہوتا ہے۔ اگر دنیا میں کوئی بھی سب سے زیادہ تکلیف دردہے تو وہ اپنوں سے دوری کا ہے۔

وہ بہت حسین دوشیزہ تھی۔اسکول الئف سے اب تک ہر کسی نے اسکے حسن کے گن گاۓ تھے۔لڑکے تو لڑکے اسکی دوستیں بھی اس سے بہت متاثر تھیں۔لیکن آج تک اس نے اپنی کوئی بھی لمٹ کراس نہیں کی تھی۔

شروع سے ہی باپ کا سایہ سر پر نہیں تھا۔اسے صرف اسکی ماں نے ہی پاال تھا۔باپ کا سایہ نا ہونے کی وجہ سے اسنے اب تک بہت مشکالت جھیلیں تھیں۔لیکن کوئی بھی آج تک اسکا محافظ نہیں بنا تھا۔کبھی کسی نے بنا غرض کے کبھی اسکی مدد نہیں کی تھی۔اسے دنیا سے نفرت تھی۔اسے لگتا تھا دنیا میں کچھ اچھا نہیں ہے۔اس کے لیے تو بلکل بھی نہیں ہے۔

لیکن جب معاویہ عالم کو اس نے دیکھا تو۔اسکی ساری کی ساری غلط فہمی دور ہو گئ۔یا یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ اسکی ساری غلط فہمیاں خوش فہمیوں میں بدل گئیں۔معاویہ

عالم ان ہستیوں میں سے تھا۔ جو پرفیکٹ ہوتے ہیں۔ جن کے پاس سب کچھ ہوتا ہے۔ جنہیں ہر چیز بنا مانگنے مل جاتی ہے۔ جو دولت کے ساتھ ساتھ حسن سے بھی مالا مال ہوتے ہیں۔ ویسے تو اسے ایسے لوگوں سے سخت چڑ ہوتی تھی۔ کیونکہ ایسے پرفیکٹ لوگوں کو دیکھ کر جن کی زندگی ہر طرح سے قابل تعریف ہوتی ہے۔ اسے اپنی محرومیاں یاد آتی تھیں۔ جنہیں وہ کبھی بھول بھی نہیں پاتی تھی۔

لیکن معاویہ عالم کی بات کچھ الگ تھی۔ بلکہ وہ پورا کا پورا ہی دوسروں سے الگ تھا۔ اسنے بنا کسی غرض کے اسکی مدد کی تھی۔ امتل درانی کی مدد کی تھی۔ جسے لوگ بنا کسی غرض کے گھاس بھی نہیں ڈالتے تھے۔ اسکے حسن کے قصیدے پڑھ کر اپنا مطلب نکالنا چاہتے تھے پر اسے عزت سے اپنانا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ اس کے باپ کا کچھ اتا پتا جو نہیں تھا۔

اسے پتا نہیں کیوں معاویہ عالم اپنا اپنا سا لگا تھا۔ حالانکہ وہ کافی روڈ بندہ تھا۔ بلکہ حد سے زیادہ ہی ریزرو رہنے والا بندہ تھا۔ لیکن پھر بھی اسے معاویہ عالم سے محبت ہوگئی تھی۔ لیکن کیا ہوا معاویہ عالم نے اسے دھتکار دیا۔ بلکل صحیح کیا وہ قابل بھی اسی کے تھے۔

نہیں۔ نہیں معاویہ عالم نے اسے دھتکارا تو نہیں تھا بلکہ اسے بے ضرر سا سمجھ کر معاف کر دیا تھا۔ ورنہ کب معاویہ عالم نے اپنے سے دھوکا دینے والے شخص کو معاف کیا ہے۔

اب اس کے پاس اپنی ٹوٹی پھوٹی محبت کا ماتم منانے کے سوا کچھ نہیں بچا تھا۔ایک اچھی خاصی نرس ایک پولیس آفیسر کی محبت میں گرفتار ہو کر برباد ہو کر رہ گئی تھی۔

ΔΔΔΔΔ

وہ ابھی شاور لے کر نکال تھا۔اسکا ارادہ آرام کرنے کا تھا۔لیکن مالزم کے آنے پر وہ اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ کو بارث صاحب اسٹڈی روم میں بال رہے ہیں"۔

"اچھا تم جاؤ میں آتا ہوں"۔معاویہ نے مالزم کو جواب دینے کے بعد اپنا سلیپنگ گاؤن پہنا اور کمرے سے نکال۔

وہ ناک کر کے جب کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا سب وہیں موجود تھے۔بارے عالم کیف پر بری طرح برس رہے تھے۔اور مہروسہ خاموش بیٹھی بے چینی سے پہلو بدل رہی تھیں۔

معاویہ بھی کیف کے برابر میں جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"یہ سب حرکتیں کرنے کے لیے باہر بھیجا تھا تمھیں؟ خاموش کیوں ہو جواب دو؟"۔بارث کی غصے سے بھری آواز پر پر کیف کا جھکا سر مزید جھکا۔

"ڈیڈ آئی ایم سوری"۔کیف جیسے منمنایا۔

"تمھارے اس سوری سے یہ سارا معاملہ سولو نہیں ہو جائے گا۔میں تمھیں وارن کر رہا ہوں اگر تمھاری وجہ سے میرے کردار پر کوئی بھی حرف آیا تو میں تمھیں بخشوں گا نہیں"۔

"اگر کچھ کرتے ہو تو اسے کور آپ کرنا بھی سیکھو۔ جب کچھ سنبھال نہیں سکتے تو بگارتے ہی کیوں ہو"۔ بارث عالم کا غصہ کسی بھی طور پر کم نہیں ہو رہا تھا۔

"اپنے بھائی سے کچھ سیکھ لو"۔ بارث کے اس جملے پر اس نے پہلی دفعہ اپنی جھکی نظریں اٹھا کر اپنے برابر میں بیٹھے ولن کو دیکھا تھا جو بلکل خاموش بیٹھا تھا۔ اس کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں بوال تھا اس ولن نے۔

"ڈیڈ آئی ایم سوری۔ میں آئندہ ایسا کچھ بھی نہیں کروں گا"۔

"میں تمھیں آئندہ ایسا کرنے دونگا تب نا"۔

"اچھا، بس ٹھیک ہے بارث۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے نا۔ وہ کہہ رہا ہے نا کہ وہ اب دوبارہ غلطی نہیں کرے گا۔ بس آپ اب اسے چھوڑ بھی دیں"۔ مہروسہ سے مزید نہیں رہا گیا تو وہ کیف کی حمایت میں بول اٹھیں۔

"وہ تو نظر آرہا ہے کہ کتنا سمجھ گیا ہے۔ وہ غلطی کرے اور میں کچھ کہوں بھی نا"۔ بارے نے مہروسہ کو دیکھ کر کہا۔

"آپ اسے پیار سے بھی تو سمجھا سکتے ہیں۔ اتنا وائلنس ہونے کی ضرورت ہے؟"۔

مہروسہ کی بات پر بارے خاموش رہے۔ وہ انکی محبت تھیں وہ ان کے آگے سامنے زیادہ بحث نہیں کرتے تھے۔ انکی بات مان لیا کرتے تھے۔

مہروسہ، بارث کو خاموش ہوتے دیکھ کر کیف کو ساتھ لے کر اسٹڈی سے نکل گئی تھیں۔

بارث نے سر جھٹکا۔ ان کو اس بات پر غصہ نہیں تھا کہ کیف نے ایما کے ساتھ ناجائز ریلیشن رکھا۔ انہیں غصہ اس بات پر تھا کہ جب ریلیشن رکھا تو اسے کور آپ کیو نہیں کیا۔ اگر معاملہ بڑھ گیا تھا تو اسے وہیں خود سوٹ ائوٹ کرنا چاہیئے تھا۔ بارث عالم یا معاویہ تک اس معاملے کو نہیں پہنچنا چاہیئے تھا۔

انکا کہنا تھا کہ کیف میں اتنے برس ہونے چاہیے تھے کہ اپنے ہر پروبلم کو وہ خود ہی سولو کرے۔ معاویہ یا بارے کی ہیلپ نا لے۔

"ڈیڈ یو ڈونٹ وری میں سب سنبھال لونگا"۔ کیف اور مہروسہ کے کمرے سے جانے کے بعد معاویہ نے بارث سے کہا۔

"وہ تو تم سنبھال ہی لوگے۔ ہمیشہ تمھیشتو سنبھالتے آئے ہو"۔ بارث نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے خفگی سے کہا تھا۔

"معاویہ اس کو اپنی پروبلم خود حل کرنے دیا کرو۔ جب وہ اپنی پروبلم خود فیس کرے گا تو تبھی اسے ہینڈل کرنا سیکھے گا"۔

"ڈیڈ ابھی اسکا بھائی زندہ ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں اسے کسی بھی چیز کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ معاویہ کے قطعی لہجے پر بارث اسے دیکھ کر رہ گئے۔

ΔΔΔΔΔΔ

اس کی آنکھ االرم کی آواز سے کھلی تھی۔ اسنے ہاتھ بڑھا کر االرم بند کیا۔ تھوڑی دیر تک

وہ ایسے ہی بستر پر چت لیٹا رہا۔ پھر اٹھ کر وہ باتھروم کی طرف بڑھ گیا۔ دس منٹ بعد جب وہ باتھروم سے باہر آیا تو اسکا چہرہ، ہاتھ اور پیر گیلے تھے۔ آستین کہنیوں سے نیچے کرنے کے بعد اسنے جائے نماز زمین پر بیچھائی۔ اور تہجد کے دو نفل کی نیت باندھی۔ تکبیر کہتے ہوئے اسنے دونوں بازو باندھے اور باقی آیتیں پڑھنے لگا۔

"تہجد میں انکار کی گنجائش نہیں ہوتی۔ جو مانگ لیا وہ مل گیا تہجد میں"۔

آتیں پڑھنے کے بعد اسنے اا کبر کہا اور رکوع میں گیا۔ رکوع میں جا کر اسنے سبحان اللہ العظیم کی تسبیح پڑھنی شروع کی۔

"تہجد کی نماز معجزے کا ذریعہ ہے۔ جب تمھیں سارے راستے بند نظر آتے ہیں تب بھی وہ ایک راستہ کھولے رکھتا ہے۔ اور وہ تہجد کا راستہ ہے"۔

تین بار تسبیح مکمل کرنے کے بعد وہ سیدھا ہوا تھا اور باقی کے کلمات پڑھے اور سجدے کے لیے جھکا۔

جب تمھیں کہیں سے کوئی امید نہیں رہتی تب وہ تمھیں تہجد کی لگن لگا دیتا ہے۔ اور ایک نئی امید سے جوڑ دیتا ہے۔ اور پھر تم جان جاتے ہو کے جو درد دن کے اجالے میں نہیں سمٹتا وہ عاتکہ تاریکیوں میں سمٹ جاتا ہے"۔

ایک سجدہ کرنے کے بعد دوسرا سجدہ کرنے کے لیے وہ دوبارہ اکے آگے جھکا۔ سجدے سے اٹھنے کے بعد اسنے دوسری رکعت پڑھیں اب وہ آخری سجدہ کر رہا تھا۔

”تحجد پڑھا کرو کوئی ملے نا ملے ھللا مل جاتا ہے۔اور جب ھللا مل جاتا ہے تو سب مل جاتا ہے“۔

اور جب اسنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو آنسو خود بخود اسکی آنکھوں میں آ گئے۔اپنی محبت کی مقبولیت کی دعا مانگنے کے بعد اسنے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔اور جائے نماز تہہ کرتے وقت وہ سوچ رہا تھا کیا ہزل بھی اس وقت تحجد کے لیے اٹھی ہوئی ہو گی ؟۔کیا ہزل نے آج بھی انکی محبت کی کامیابی کے لیے اسکے آگے ہاتھ پھیالیا ہوا ہو گا۔

اس کے گھر سے کچھ میل دور زیب وزر کے ایک کمرے میں روشنی تھی۔اور جائے نماز پر بیٹھی لڑکی گڑگڑاتے ہوئے اسکے آگے اپنی محبت کی کامیابی کے لیے دعائیں مانگ رہی تھی۔ہاں وہ لڑکی ہزل ہالت تھی۔

”ہم تحجد تک خود نہیں جاتے بلکہ ہمیں الیا جاتا ہے۔ہم سجدوں کو خود نہیں بنتے بلکہ ہمیں سجدوں کے لیے چنا جاتا ہے“۔

ΔΔΔΔΔΔ

”بھائی مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ نے ایما کو کوئی آفر دی ہوئی ہے اور وہ سنجیدگی سے اس بارے میں سوچ بھی رہی ہے۔جب اسنے مجھے کال کی تو میں بہت غصے میں تھا۔میں نے اسے غصے میں بہت کچھ سنا دی۔اور اب وہ آپ کی آفر کے لیے بھی نہیں مان رہی۔وہ کل آفس اوپن ہوتے ہی ایمبیسی کے لیے چلی جائے گی۔پلیز بھائی کچھ کریں۔وہ مجھے اپنے

پاس بالنے کی ضد کر رہی ہے۔مجھے نہیں جاناوہاں"۔کیف جیسے جیسے معاویہ کو بتاتا جارہا تھا۔معاویہ کا غصہ بڑھتا جارہا تھا۔

"تم نے اس کی کال اٹھائی ہی کیوں۔اور اگر اٹھا بھی لی تھی تو پالئٹلی بات کرنی چاہیے تھی نا۔ہائپر ہونے کی کیا ضرورت تھی"۔معاویہ نے غصے سے اسے پوچھا۔

"بھائی مجھے کیا پتا تھا۔اور ویسے بھی آپ نے اپنی آفر کے بارے میں بھی مجھے نہیں بتایا تھا اگر بتا دیتے تو میں ایسے ٹیمپر لوز نہیں کرتا" کیف منمنایا

"ہاں ساری غلطی میری ہے۔مجھے تمھیں پہلے ہی سب کچھ بتانا چاہئے تھا۔آئی ایم سوری میں بھول گیا تھا کہ تم ایک بے وقوف شخص ہو"۔معاویہ نے غصے سے اسے دیکھا۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔جاؤ اور پیکنگ کرو تم آج رات کی فالئٹ سے آمریکہ جارہے ہو۔میں تمھاری سیٹ کنفرم کرواتا ہوں"۔

"بھائی"۔کیف نے صدمے سے اسے دیکھا۔"بھائی میں کہیں نہیں جاؤں گا"۔

"نو مور آرگیومینٹ کیف۔تم جارہے ہو۔اور اب جاؤ یہاں سے جاکر پیکنگ کرو"۔معاویہ کے حکم والے انداز پر بناوہ کچھ بولے کمرے سے نکل گیا۔

"جنید ایما کو کال کر کے کہو کہ وہ کیف اس کے پاس آرہا ہے۔لیکن آمریکہ نہیں بلکہ الس اینجلس۔ایما سے بولو آج ہی کی فالئٹ سے الس اینجلس پہنچے۔وہاں اسکی اور کیف کی شادی ہوگی"۔

"پر سر آپ نے تو کیف سر کو امریکہ جانے کے لیے کہا ہے"۔ جنید نے حیرت سے اپنے باس کو دیکھا تھا۔

"ایما کے الس اینجلس پہنچتے ہی تم اس کا قتل کر دو گے۔ قتل ایسا ہونا چاہیے کہ وہ سو سائڈ لگے۔ اور کیف کو ابھی کچھ بھی نہیں بتانا۔ اسکو امریکہ اس لیے بھیجی رہا ہوں تا کہ وہ ڈر محسوس کرے اور آگے کوئی بھی غلطی کرنے سے پہلے سوچے"۔

"اور سر"۔ جنید نے سمجھتے ہوئے سر ہالیا۔

"وہ اپارٹمنٹ جس میں وہ ابھی رہ رہے ہیں وہ ایما کی مدر کے نام کر دو۔ اور انکا ٹریٹمنٹ عالم کمپنی سے ہو گا۔ اس کے عالوہ انکا ماہانہ خرچ بھی عالم ایسوسیٹ اٹھائے گا"۔ معاویہ نے اپنی بات مکمل کر کے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

"رکو جنید"۔ معاویہ کے آواز دینے پر اسکے باہر جاتے قدم رکے۔

"اسکو زیادہ ہرٹ مت کرنا۔ ایک جھٹکے میں موت دینا۔ اسے زیادہ تکلیف نا ہو"۔ معاویہ کی بات پر جنید نے بہت عجیب نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ جو سر کرسی کی پشت سے ٹیکائے چھت کو دیکھ رہا تھا۔ بہت اداس نظروں سے۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

معاویہ عالم کو شروع سے بارث عالم کی حمایت حاصل تھی۔ جب کہ کیف کی حرکتوں کی وجہ سے بارث عالم اکثر کیف کو سرزش کر جاتے۔ کیف چونکہ چھوٹا تھا اس لیے مہروسہ کا

Urdu Novels Ghar

الڈال تھا۔اسے ہمیشہ مہروسہ بارث عالم کی ڈانٹ سے بچاتی آئیں تھیں۔ جتنی محبت بارث اور مہروسہ کیف سے کرتے تھے اتنی ہی محبت معاویہ سے بھی کرتے تھے۔ کیف کے مزاج میں بچپنا تھا۔جب کہ معاویہ میچیوَر تھا۔ کیف، مہروسہ پر تھا جب کہ معاویہ عالم کا مزاج بارے عالم جیسا تھا۔ وہ شروع سے ہی زیادہ تر بارث عالم کے ساتھ رہا تھا۔جب کہ کیف ،مہروسہ کے ساتھ رہتا تھا۔

معاویہ شروع سے ایسا نہیں تھا۔ لیکن جب وہ پولیس فورس جوائن کرنے کے بعد اسنے آفس بھی جوائن کیا تو اسے بارث عالم کے مافیہ میں ہونے کا پتا چال۔پہلے پہل تو اسنے بارث عالم سے بہت بحث کی بہت واویال مچایا۔لیکن آخر میں بارث عالم کی ہٹ دھرمی اور محبت کے آگے مجبور ہو کر وہ اس کام میں انولو ہو گیا۔

اسے اندازہ تھا کہ اس کام میں بہت رسک ہے۔اس کے لیے اور اسکی فیملی کے لیے بہت خطرہ ہے۔اب وہ اس دلدل سے باہر آنا چاہتا تھا۔اور جب سے اسے ہزل سے محبت ہوئی تھی اسنے یہاں سے نکلنے کا پکاارادہ کر لیا تھا۔وہ اب ہزل کے ساتھ لمبی زندگی گزارنا چاہتا تھا ایسی زندگی جو پر سکون ہو۔اس لیے اسکاارادہ ہزل سے شادی کے بعد باہر ملک سیٹلڈ ہونے کا تھا۔وہ اب بدل رہا تھاہزل کے خاطر۔لیکن پھر یہ ایک قتل نے اسے اندر سے مکمل طور پر بدل کر رکھ دیا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔ

وہ پالر سے آگئی تھی۔ دلہن بنی وہ اپنے نکاح کے لیے تیار ہوئی تھی۔ نکاح چونکہ سادگی سے ہونا تھا اس لیے انکے گھر میں ہی رکھا گیا تھا۔ وہ آئینے میں نظر آتے اپنے دلکش روپ کو دیکھ رہی تھی جب ہالت اور آریان کے ساتھ مولوی صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے حازم اور دنانیر بھی تھے۔ عالیہ پہلے ہی اسکے برابر میں بیٹھی تھیں۔ مولوی صاحب کے ہاتھ میں نکاح نامی دیکھ کر اسکا دل بہت زور سے دھڑکہ تھا۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

وہ بہت جلدی میں پولیس اسٹیشن سے نکال تھا۔ جنید نے اسے ابھی خبر دی تھی کہ آج ہزل اور التان کا نکاح ہے۔ یہ خبر سنتے ہی وہ پولیس اسٹیشن سے بھاگا ڈورا نکال تھا۔ وہ رش ڈرائونگ کر رہا تھا۔ ابھی وہ ہزل کے گھر کے راستے میں تھا۔ کہ جب کیف کی کال آئی۔ اس نے ناچاہتے ہوئے بھی کیف کی کال پک کرلی۔ وہ کیف کی کال ڈسکنیکٹ نہیں کرتا تھا۔ کال اٹھانے کے بعد کیف نے جو بات کری۔ اس بات کو سن کر معاویہ نے ایکدم سے بریک پر پائوں رکھا تھا۔ کیف کی آج آمریکہ کی فالئٹ تھی۔ کیف کے موبائل پر کسی اور نے کال اٹھا کر بتایا تھا کہ کیف کا راستے میں ایئرپورٹ جاتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔

معاویہ نے فون کرنے والے کو کہا کہ وہ کیف کو ہسپتال پہنچادے تاکہ کیف کا جلدی سے جلدی ٹریٹمنٹ شروع ہو جائے۔ لیکن شاید فون کال کرنے واال شخص بے حس تھا اسنے انکار کرتے ہوئے کال کاٹ دی۔ معاویہ کو یہ سن کر ٹینشن ہو رہی تھی کہ پتا نہیں کیف کس حالت

میں ہو گا۔ کال بند ہونے کے بعد معاویہ نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی۔ اور اب وہ موبائل پر بتائی جانے والی کیف کی الٹیو لوکیشن پر جا رہا تھا۔ اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری اسکا بھائی تھا۔ اور ویسے بھی نکاح میں ابھی وقت تھا۔

وہ رش ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس جگہ پر پہنچا جہاں کیف کی موجودگی کی اطلاع ملی تھی۔ وہ ایک پارکنگ ایریا تھا۔ وہ جب وہاں پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اسے آج زندگی میں پہلی بار کچھ قیمتی کھونے جانے کا احساس ہو رہا تھا۔ زندگی میں پہلی بار وہ ڈرا تھا۔ اور اس قدر حیرت اور غیر یقین تھا۔ سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے پیروں سے زمین نکلی تھی۔ کیونکہ اسکے سامنے ہی ایک کرسی پر کیف عالم بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

وہ مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا آپ اتنے حیران کیوں ہیں؟ یہ میں ہی ہوں آپ کا پیارا، چھوٹا بھائی"۔ کیف بولتے ہوئے کرسی سے کھڑا ہوا۔ اور چلتا ہوا معاویہ کے سامنے آ کر رکا۔

"کیف"۔ معاویہ نے بہت دھیمے سے اسے پکارا تھا۔

"جی کیف، کیف عالم۔ معاویہ عالم کا چھوٹا اور بے وقوف بھائی"۔ کیف نے طنزاً کہتے ہوئے سر جھٹکا۔

"وہ بھائی جسے آج تک اسکے بڑے بھائی کی اترن ملی۔ میں وہ بھائی ہوں جس سے اسکا بڑا بھائی اسکی ہر پسندیدہ چیزیں چھین لیا کرتا تھا۔ جیسے آج آپ ہزل کو مجھ سے چھین

لینے جارہے تھے۔کیوں صحیح کہانا میں نے"۔کیف نے معاویہ کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا۔معاویہ کی آنکھوں میں ابھی تک بے یقینی تھی۔

"آج نکاح ہے اسکا۔جانتاہوں میں۔اور یہ بھی جانتاہوں آپ مجھے امریکہ بھیج ہی اس لیے رہے تھے تاکہ آپ میری غیر موجودگی میں اسے اپنا بنا سکیں"۔

"لیکن دیکھیں میں نے کیا،کیا۔آپ ادھر کھڑے اور ادھر اسکا نکاح ہو رہاہے"۔کیف بولنے کے ساتھ معاویہ کے مزید قریب کھڑا ہوا۔"میں اس دن ہی سوچ لیا تھا جس دن آپ نے مجھے اپنے خیاالت کے بارے میں بتایا تھا کہ اگر ہزل میری نہیں تو آپ اسے میں کی بھی ہونے نہیں دونگا"۔معاویہ کی آنکھوں میں اب بے یقینی کے بجائے دکھ تھا۔گہرا دکھ۔

"جائیں۔اگر اس نکاح کو روک سکتے ہیں تو روک لیں۔جائیں بچالیں اپنا پیار"۔کیف کی بات سن کر معاویہ الٹے قدموں مڑا تھا اور بھاگتا ہوا کار میں جا کر بیٹھا اسنے جلدی سے گاڑی اسٹارٹ کی۔اور فل اسپیڈ کرتے ہوئے اسنے ڈرائونگ شروع کی۔معاویہ کے جانے کے بعد کیف بھی ایئرپورٹ کے لیے نکل گیا تھا۔

وہ بہت تیز ڈرائنگ کر رہا تھا۔تین دفعہ اسکا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔اسنے ایک ہاتھ سے گاڑی سنبھالتے اور دوسرے ہاتھ سے جنید کو کال کی۔"جنید"۔ابھی اسنے جنید کو پکارا ہی تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا۔اسکی تیز رفتار سے جاتے گاڑی سامنے سے آتے ٹرک سے ٹکرائی تھی۔غلطی یقیناً اسکی اپنی تھی کیونکہ وہ ہی رانگ سے جارہا تھا۔

وہ اپنی گاڑی کو قالبازیاں کھاتے دیکھ رہا تھا۔وہ ہوا میں کئی فٹ اچھلتی اب کسی فٹ پاتھ پر جا کر گری تھی۔اسکے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر گر گیا تھا۔اسکے چاروں طرف خون ہی خون تھا۔اسکو اپنا پورا بدن سن ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔وہ بلکل بھی ہل نہیں پا رہا تھا۔

"آپ تو بہت بد تمیز ہیں"۔کسی کا غصے سے بھرا لہجہ اسکی سماعتوں سے ٹکرایا۔

"جی نہیں مجھے کوئی شوق نہیں یہاں ناشتہ کرنے کا"۔ہزل کا غصے سے بھرا لہجہ اسکے آس پاس ابھرا۔

اسکی آنکھوں کے سامنے میرون رنگ میں رنگی ہزل کا عکس لہرایا۔وہ اپنے شیفون کے ڈوپٹے سے الجھتی ہوئی ہزل۔اپنے شہد رنگ بالوں کی لٹوں سے پریشان ہوتی ہوئی ہزل۔اپنی شہد رنگ بڑی بڑی آنکھوں سے اسے غصے سے گھورتی ہوئی ہزل۔معاویہ کی گرین آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔

ΔΔΔΔΔΔ

"ہزل حالت بنت حالت امران آپ کو التان جمیل بنت جمیل امران سے دو لاکھ حق مہر یہ نکاح قبول ہے"۔

مولوی صاحب کی آواز پر ہزل نے نظریں اٹھا کر سامنے کھڑے حالت کو دیکھا،انکے برابر میں کھڑے آریان بھائی کو دیکھا،دنانیر کے ساتھ کھڑے حازم کو دیکھا،اپنے کاندھے پر ہاتھ

رکھے کھڑی عالیہ کو دیکھا اور پھر آخر میں مولوی صاحب کو دیکھ کر کہا۔

”قبول ہے“۔

”کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟“۔مولوی صاحب کی آواز پھر گونجی۔

”قبول ہے“۔اسنے کہتے ہوئے آنکھیں بند کی۔آنکھیں بند کرتے ہوئے چھم سے کسی کا مضبوط اور وجیہہ سراپا اسکی آنکھوں میں لہرایا تھا۔

”تم معاویہ عالم کی ہو، معاویہ عالم کی تھیں اور معاویہ عالم کی رہو گی“۔اسکی کانوں میں معاویہ عالم کے الفاظ گونجے۔

”معاویہ عالم کبھی بھی کوئی چیلنج نہیں ہارتا۔لیکن اگر میں یہ چیلنج ہار گیا تو اس دن معاویہ عالم کی موت کا دن ہو گا“۔معاویہ عالم کی آواز اسے اپنے آس پاس بکھرتی ہوئی محسوس کوئی۔اسنے جلدی سے آنکھیں کھولی۔

ΔΔΔΔΔΔ

اسنے ہلنے کی کوشش کی لیکن درد کی شدید لہر اسکے پورے وجود میں اٹھی۔اسے اٹھنا تھا ہزل کے پاس جانا تھا۔یہ نکاح رکوانا تھا۔

اسکی آنکھوں میں پھر سے اسکا عکس ابھرا۔وہ بلیک کپڑوں میں کتاب پر جھکی کتاب چیک کرتی ہوئی۔

اور پھر اسکے آس پاس ہزل کی آواز گونجی۔”تو پھر اپنی ہار کے لیے تیار رہیئے گا معاویہ

عالم کیونکہ ہزل حالت مرتو جائے گی لیکن التان جمیل کے علاوہ کسی اور کی دسترس میں نہیں جائے گی"۔ اسے لگا اسے سانس لینے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ معاویہ نے ایک گہری سانس لینے کی کوشش کی لیکن اسکا وجود درد کر کے رہ گیا۔

ΔΔΔΔΔΔ

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"۔ مولوی صاحب نے آخری دفعہ پوچھا تھا۔

اسکے سامنے التان کا چہرہ آیا۔ اسکی محبت کا۔ "قبول ہے"۔ اسنے آنکھیں بند کر کے آخری دفعہ بھی اعجاب قبول کر لیا۔ سب طرف مبارک کا شور اٹھا اور مولوی صاحب باہر کی طرف بڑھ گئے کیونکہ اب التان کا نکاح ہونا تھا۔

ΔΔΔΔΔΔ

اس کے سامنے ہزل کا عکس ابھرا وہ التان کے ساتھ کھڑی مسکرا رہی تھی۔ معاویہ نے سانس لینے کی کوشش ترک کر دی۔ اس کی نظریں سیٹ کے نیچے گرے اپنے موبائل پر پڑی۔ اس پر اسکی اور کیف کی تصویر لگی تھی۔ دونوں ساتھ کھڑے مسکرا رہے تھے۔ یہ اس پارٹی کے دن کی تصویر تھی جو کیف کے واپس آنے پر رکھی گئی تھی۔ اور وہیں سے تو ساری کہانی شروع ہوئی تھی۔

اسکی آنکھوں آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھیں۔ کیف عالم، اسکا چھوٹا بھائی۔ یہ وہ آخری چہرہ تھا جو اسکی گرین آنکھوں نے بند ہونے سے پہلے آخری بار دیکھا تھا۔

اور پھر اسکی سماعتیں دم توڑتی گئیں۔

ΔΔΔΔΔΔΔ

وہ آج حد سے زیادہ تھک چکی تھی۔ آج اسے بہت سے پیشنٹس دیکھنے پڑے تھے۔ نرس کی جاب کوئی آسان جاب نہیں ہوتی۔ اسے اب تک اس بات کا بہت اچھی طرح سے اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ اب گھر جانے کے لیے نکل رہی تھی جب اسے دو لوگ ایک زخمی بندے کو اسٹریچر پر ڈالے ہسپتال کے اندر داخل ہوتے نظر آئے۔ ڈاکٹر جلدی سے اس اسٹریچر کے پاس گئے تھے۔ اور وہ سامنے کھڑی بے یقینی سے اسٹریچر پر ڈلے اس وجود کو دیکھ رہی تھی۔ جو پورا خون میں کے پت تھا۔ امتل درانی کو ایک سیکنڈ بھی نہیں لگا تھا اس وجود کو پہچاننے میں۔ کیونکہ وہ معاویہ عالم کا وجود تھا۔

"ایک منٹ"۔ لوگ اور دوسرے نرس جلدی سے اس اسٹریچر کو اندر اوپریشن تھیٹر میں لے جا رہے تھے جب سینئر ڈاکٹر نے انہیں روکا اور معاویہ عالم کی نبض چیک کی۔

ΔΔΔΔΔΔ

ہزل اور التان کا نکاح ہو چکا تھا۔ اب رخصتی ہو رہی تھی۔ رخصتی کے وقت عالیہ نے دنانیر کو ہزل کے کمرے میں بھیجا اسکی شال لانے کے لیے۔

"مجھے کوئی اور شال نہیں ملی۔ اس لیئے یہ والی لے آئی۔ یہ سامنے ہی رکھی تھی"۔ دنانیر نے عالیہ کو شال پکڑاتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

شال سے اٹھتی مردانہ پرفیوم کی خوشبو ہر طرف پھیل گئی تھی۔شال کو دیکھ کر ہزل

کی حالت عجیب ہوئی تھی۔یہ وہ والی ہی شال جو معاویہ عالم نے الئبریری میں اسے اڑائی

تھی۔

چونکہ ہڑبڑی مچی ہوئی تھی اسی لیے جلد بازی میں عالیہ نے ہزل کو وہی شال ہی اڑادی۔

ہزل کو اپنے پورے اطراف میں معاویہ عالم کی معطر خوشبو خود کو جکڑی ہوئی محسوس

ہوئی تھی۔

ΔΔΔΔΔΔ

"He is dead۔"

ڈاکٹر کی اطالع پر وہ اپنے پیروں پر کھڑی نہیں رہ سکی تھی۔وہ بکرا کر چکنے فرش پر

گری تھی۔

ادھر ہزل اپنے گھر سے معاویہ کی شال میں رخصت ہوئی تھی اور ادھر معاویہ عالم

ادھورے خوابوں کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا تھا۔

ادھر ہزل نے اپنے گھر کو خیر آباد کہا اور ادھر معاویہ نے دنیا کو خیر آباد کہا تھا۔

ایک کی کہانی شروع ہوئی تھی اور دوسری کی کہانی ختم ہوئی تھی۔ایک کی شہد رنگ

براؤن آنکھیں اپنی محبت کی کامیابی پر چمک رہی تھیں۔اور دوسرے کی گہری چمکدار

ذہین گرین آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہوگئی تھیں۔

Urdu Novels Ghar

ہزل نے التان سے محبت کی تھی اور معاویہ نے ہزل سے عشق کیا تھا

بس اتنا سا ہی فرق ہے دونوں میں محبت کی منزل پانا آسان ہے اور عشق کی کوئی منزل ہی نہیں۔

”بھال کبھی آپ نے نکاح نامے پر عشق کا خزانہ دیکھا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ عشق ازالہ سے ادھورا ہے۔ عشق میں کب نکاح ہوتے ہیں۔ عشق تو ہمیشہ ادھورے رہ جاتے ہیں“۔

”ہم نے بھی زندگی گزاری تھی۔

عشق ہونے سے عشق کھونے تک“۔

💔💔💔

”ختم شد“۔

Urdu Novels Ghar